وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ
(قرآن مجید)

تحقیق جدید

متعلق

قبر مسیحؑ

مؤلفہ

حضرت قبلہ مفتی محمد صادق صاحب

مصنف احمد مسیح۔ ذکرِ حبیب۔ واقعاتِ صحیحہ۔ کفارہ۔ آئینہ صداقت
تحفہ بنارس۔ تحدیث بالنعمت۔ زاملہ

جسے

بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

بار اول — اکتوبر ۱۹۳۶ء — تعداد طبع ۱۰۵۰

DEDICATION

DEDICATED TO SETH ABDULLAH ALLAHDIN OF SECUNDERABAD IN APPRECIATION OF HIS SINCERE EFFORTS TO-PUBLISH VAST LITERATURE IN SUPPORT OF THE AHMADIA PRINCIPLES.

M.M. SADIQ.

فہرست تصاویر مندرجہ کتاب ہذا

نمبر فوٹو	بیان متعلق فوٹو	[illegible]	جس باب اور فقرہ میں اس کا ذکر کتاب میں کیا گیا ہے
۱	قبر مسیح میں سوراخ کا مقام دکھایا گیا	۱۰۹	باب ۶ فقرہ ۸
۲	تولیت نامہ قبر مسیح	۵۶	باب ۵ فقرہ ۱
۳	خر عیسیٰ کا کھر	۴۸	باب ۳ فقرہ ۱۸
۴	فوٹو از قلمی کتاب تاریخ انبیاء	۶۴	باب ۴ فقرہ ۳
۵	قبر مریم بی بی۔ کوہ مری پر۔	۱۶	باب ۳ فقرہ ۱۱
۶	مارتنڈ کے کھنڈرات	۳۲	باب ۲ فقرہ ۲۹
۷	چاہ بابل و ہاروت ماروت	۴۰	باب ۲ فقرہ ۲۹
۸	مندر پانڈرین ستھان	۲۴	باب ۳ فقرہ ۱۰
۹	قبر قریب بیج بہاڑہ	۲۴	باب ۳ فقرہ ۴
۱۰	خلیفہ نورالدین صاحب و منشی فیض احمد صاحب	۷۲	باب ۵ فقرہ ۱۲
۱۱	منشی ظفر احمد صاحب و منشی محمد احمد صاحب مظہر	۸۰	باب ۵ فقرہ ۱۳
۱۲	شہر سرینگر میں ایک قبر پر عبرانی حروف	۴۸	باب ۳ فقرہ ۳
۱۳	جماعت احمدیہ کشمیر کے بعض افراد سادنین	۹۲	باب ۱ فقرہ ۴
۱۴	فوٹو مؤلف کتاب ہذا۔	۱	باب ۱ فقرہ ۲
۱۵	فوٹو مسٹر شیلے نو مسلم	۱۶۰	باب ۱۲ فقرہ ۱

فہرست مضامین کتاب تحقیق جدید متعلق قبر مسیح ناصری

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
باب اول۔ تمہید (۱) حمد و صلوٰۃ	۱	(۱۱) مے ٹھور اینچھر	۱۳
(۲) سفر کشمیر	۲	(۱۲) وگنی	۱۴
(۳) دعا	۴	(۱۳) ″	″
(۴) معاونین	۴	(۱۴) ہیگل	۱۵
(۵) کشمیر میں قبر مسیح کا خیال کیسے پیدا ہوا	۵	(۱۵) لارنس (دوبارہ)	″
(۶) شکریہ	۷	(۱۶) وگنی (سہ بارہ)	″
باب دوم کشمیریوں کے یہودی ہونیکے		(۱۷) ینگ ہسبینڈ	″
متعلق یورپین سیاحوں کی شہادتیں		(۱۸) امپیریل گزیٹر	۱۶
(۱) ڈاکٹر برنیر	۸	(۱۹) جیمز ملنی	″
(۲) بیرن ہیوز۔	۱۰	(۲۰) کپتان ان رچی کوبہ	
(۳) لفٹنٹ کرنل ٹارن	″	(۲۱) متفرق سیاح	″
(۴) مسٹر آئرلینڈ	۱۱	(۲۲) لیٹرز فرام انڈیا	۱۸
(۵) سر والٹر لارنس	″	(۲۳) کولے لیمبرٹ	″
(۶) مصیبت زدہ موسے	″	(۲۴) بروس	″
(۷) اے لیڈی	″	(۲۵) جاشوا ڈیوک	۱۹
(۸) اے۔ ایف ٹامٹ	۱۲	(۲۶) مسز ٹا۔ دے	″
(۹) لفٹنٹ کرنل ٹارنس (دوبارہ)	″	(۲۷) لیڈی میرک	″
(۱۰) ای۔ جے۔ ربیسن	″	(۲۸) ڈیک فیلڈ	۲۰
		(۲۹) کرنیل کاک برن	″

باب سوم۔ آثار قدیمہ کی شہادتیں	صفحہ
(۱) تخت سلیمان و تخت سلیمان کا گیت	۲۱
(۲) عیسے بار گاؤں	۲۲
(۳) سرینگر میں ایک پرانی قبر پر عبرانی حروف	۲۴
(۴) بیج بہاڑہ کی ایک قبر	״
(۵) عصائے عیسے	۲۵
(۶) گنڈ خلیل	״
(۷) عیسے کا درخت	״
(۸) دیدر کوٹ میں عبرانی حروف	״
(۹) مزار سلاطین میں عبرانی حروف	״
(۱۰) پانڈرین تھن	״
(۱۱) قبر مریم کوہ مری پر	۲۶
(۱۲) علاقہ سرحد میں مقام یوز آسف	۲۸
(۱۳) شرقاً غرباً قبریں	۳۳
(۱۴) وادی گام میں مقام عیسے	״
(۱۵) کوہ موسے	۳۴
(۱۶) شالامار باغ میں عبرانی حروف	۳۵
(۱۷) موسائی قبریں	״
(۱۸) خود عیسے کا نقش قدم	۳۹
باب چہارم۔ دیگر کتابی شہادتیں	
(۱) عیسے اور یسوع کے نام پر قدیم شہروں اور آدمیوں کے نام	۴۰
(۲) کتاب اصول کافی کی روایت	۴۳
(۳) ایک پرانی تاریخی کتاب کی شہادت	۴۶
(۴) عیسے مسیح اندلس میں	״
(۵) تاریخ باغ سلیمان	۴۷
(۶) عیسے کا نام مسیح کیوں ہوا	۴۸
(۷) کتاب تحائف الابرار کا بیان	״
(۸) کتاب وجیز التواریخ کا بیان	۵۰
(۹) قبر موسے	۵۱
(۱۰) ایک قلمی کتاب کی شہادت	״
(۱۱) کتب سنسکرت میں مسیح موعود کا ذکر	۵۲
(۱۲) کتاب "قدیم ہندوستان" کی شہادت	״
(۱۳) کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی"	۵۳
(۱۴) کتاب فتح بر صلیب	۵۵
باب پنجم۔ متفرق تائیدی شہادتیں	
(۱) قبر یوز آسف کا تولیت نامہ	۵۶
(۲) یسوی ایک قبیلہ کا نام ہے۔	۵۸
(۳) خانہ داماد کا رواج	״
(۴) گنگا نہانے کا رواج	۵۹
(۵) تیل کا تڑکا لگانے کا رواج	״
(۶) بھائی کی بیوہ سے شادی کرنے کا رواج	۶۰
(۷) منشی ظفر احمد صاحب کا بیان	۶۱
(۸) اقوام کشمیر کے نام یہود کے ناموں سے ملتے ہیں	۶۵

(۹) سید زین العابدین صاحب کی شہادت	۶۵	(۱۱) ایک کشمیری مسافر کا بیان	۶۶
(۱۰) مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب کا قول	۶۶	(۱۲) خلیفہ نور الدین صاحب جمونی کے حالات اور بیان	۶۷

باب ششم - قبر عیسے کے متعلق چند متفرق باتیں ۷۰

باب ہفتم - کشمیری زبان کے الفاظ کی فہرست جو عبرانی الفاظ سے ملتے جلتے ہیں ۷۲

(۱) فہرست الفاظ طیار کردہ مولوی فاضل پیر محمد یوسف شاہ صاحب کشمیری۔ تعداد الفاظ ۸۰ صفحہ ۷۲

(۲)	"	"	"	"	" احد اللہ صاحب	"	۱۳۳	۷۹
(۳)	"	"	"	"	" محی الدین صاحب	"	۲۳	۸۱
(۴)	"	"	"	"	" غلام احمد صاحب	"	۹۰	۸۷
(۵)	"	"	"	"	خواجہ عبد الرحمٰن صاحب رینجر		۴۴	۹۲
(۶)	"	"	"	"	" (عربی اور کشمیری)		۶	۹۵
(۷)	"	"	"		ماسٹر محمد یحیٰ صاحب و میر غلام رسول صاحب نوبوز		۴۸	۱۰۲
(۸)	"	"	"		ایک احمدی دوست		۳۲	۱۰۶
(۹)	"	"	"	"	"		۲۹	۱۰۸
					میزان -		۳۹۶	

باب ہشتم - تھوما حواری ہندوستان میں ۱۱۰

باب نہم - پٹھان بنی اسرائیل ہیں - ۱۵۸

باب دہم - گوجر قوم ۱۵۹

باب یازدہم - مؤلف کے کچھ حالات ۱۶۱

باب دوازدہم - مسٹر شیلے نومسلم ۱۶۳

باب سیزدہم - فہرست کتب متعلق مضمون کتاب ہذا ۱۶۶

تین مزید حوالے - از ملک فضل حسین صاحب مینجر بک ڈپو قادیان ۱۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

—یاقدیم—

باب اوّل

تمہید

۱۔ سب حمد و شکر اس ذات پاک کے واسطے ہے۔ جس نے انسان کی ہدایت کے واسطے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ قائم کیا۔ اور جب اور جہاں انسان کی روحانی ضروریات کا تقاضا ہوا۔ اس احکم الحاکمین نے اپنے کسی برگزیدہ بندہ کو اس امر کے واسطے منتخب کیا۔ کہ وہ لوگوں کی راہنمائی کے واسطے مبعوث کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تازہ وحی کی قوت سے ان کا تزکیہ کر کے انہیں صداقت کی راہوں پر گامزن ہونے کی طاقت بخشے۔ اور ملیون در ملیون صلوٰۃ و سلام اس مقدس ہستی پر ہوں۔ جو بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خیر خواہی میں اور اللہ تعالےٰ کی محبت و تعظیم میں ایسے اعلےٰ مقامات پر پہونچا۔ کہ نبیوں کا سردار اور سرورِ عالم کہلایا۔ اور اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں اور برکتیں ہوں اس خاتم النبیین کے مطیع اور امتی نبی پر جس نے اس تاریکی کے زمانہ میں دوبارہ اسلام اور اسلامیوں کو زندگی اور روشنی بخشی۔ اور سلام و برکات کے تحائف ہوں اس خدا کے پیارے مسیح عیسےٰ بن مریم پر جس نے بنی اسرائیل کو حق کا پیغام پہونچانے کی خاطر صلیب

تلخ پیالہ کو پیا۔ اور پھر اپنی قوم کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں دُور دراز کے صعباک سفروں کو برداشت کرتا ہُوا اس زمین میں پہونچا۔ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایک ایسے اُونچے مقام پر پناہ دی۔ جہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور چشمے جاری ہیں۔

میں خیال کرتا ہُوں۔ کہ مسیح ناصری کا ہندوستان میں آنا اس واسطے بھی ضروری ہوا۔ کہ اس کا مثیل بھی حکمتِ خداوندی سے اسی ملک میں آنے والا تھا۔ پس یہ ایک روحانی کشش تھی۔ جو اُسے ملک فلسطین سے ملک ہند کی طرف کھینچ لائی۔ اور شہر سرینگر کے محلہ خانیار میں اس کا دائمی آرامگاہ بنا۔ بارك الله له ونوّر مرقده۔ یہ ایسا ہی راز ہے۔ جیسا کہ آیت شریف سبحٰن الذی اسرٰی بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں حضرت سرورِ عالم خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز کا مشرقی بلاد میں ظاہر ہونا مضمر ہے۔

سفرِ کشمیر

۲۔ عاجز راقم کی مدت سے یہ خواہش تھی۔ کہ کشمیر جا کر قبر عیسےٰ کے متعلق مزید تحقیقات کی جاوے۔ ۱۹۲۵ء میں بھی عاجز اسی غرض کے واسطے کشمیر گیا۔ اور وہاں تحقیقات کا کام شروع کیا۔ مگر ہنوز دو ہفتے بھی پورے نہ ہونے پائے تھے۔ کہ اپنی مرحومہ بی بی ام بی بی کے سخت بیمار ہو جانے کی تار خبر پہونچنے پر واپس آنا پڑا۔ مرحومہ نے ایک لمبی علالت کے بعد ۱۹۲۶ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ بہشتی میں جگہ حاصل

کی۔ اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا وارفع درجاتھا فی جنت العُلیٰ
اس کے بعد دیگر ضروری کاموں کے سبب اور نظارت کے فرائض کے
سبب یہ کام شروع نہ ہوسکا۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ گذشتہ سال
یہ توفیق حاصل ہوئی۔ اور عاجز نظارت کے کاموں سے پانچ ماہ کی رخصت
لیکر کشمیر گیا۔ مگر وہاں سخت بیمار ہوجانے کے سبب دو ماہ سے زائد
عرصہ کام رکا رہا۔ اور رخصت میں توسیع کرانی پڑی۔ پس یہ تو نہیں
کہہ سکتا۔ کہ یہ تحقیقات مکمل ہوگئی۔ ہنوز اس کے لئے بہت سا میدان
کھلا ہے۔ مگر بہت سی نئی باتیں حاصل ہوگئی ہیں۔ اس غرض کے واسطے
عاجز نے قریبًا ۱۵ پرانے قبرستان دیکھے۔ ۲۰ پرانے کھنڈرات
اور قدیمی عمارتیں ملاحظہ کیں۔ ایک سو سے زائد کتابیں ملاحظہ کیں جو
عربی۔ فارسی اور انگریزی زبانوں میں ہیں دو ایک دن جبکہ میں اس
غرض کے واسطے پرتاپ لائبریری سرینگر میں کتابیں دیکھ رہا تھا۔ تو
ہمارے دوست چودھری احمدالدین صاحب وکیل گجرات پنجاب
کے صاحبزادے عزیز شبیر احمد صادق بی۔ اے نے وہیں میرا فوٹو
لیا۔ ملاحظہ ہو۔ فوٹو ۱۴) کشمیری زبان سیکھی۔ اور اس کے الفاظ کا
عبرانی زبان کے الفاظ سے مقابلہ اور مشابہت معلوم کیا۔ اہل کشمیر کے
خط وخال کا مطالعہ کیا۔ ان کے رسم ورواج اور قدیم روایات پر غور
کیا۔ مضافاتِ وادی میں دورہ کیا۔ بہت سے مقامات کے فوٹو لئے
جن پر بہت خرچ ہؤا۔ اور ان فوٹوؤں کے بلاک بنوانے اور چھپوانے
پر بھی بہت سا روپیہ خرچ ہؤا۔ علاوہ اس کے سفر کے اخراجات ہیں
ان تمام محنتوں اور اخراجات کے نتیجہ میں یہ کتاب تیار ہوئی ہے جو

ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے - اس کی قیمت کو صرف کاغذ اور چھپائی کے لحاظ سے نہ دیکھا جائے - بلکہ سفر کشمیر کے تمام اخراجات اسی کے مسودہ کے طیار کرنے کی خاطر ہوئے۔

دُعاء

۳- اے رب رحمٰن رحیم- قدیم- غفار- ستار تو میرے گناہوں کو بخش اور اس کتاب میں برکت نازل فرما- بخش کہ بہتوں کو اس کے پڑھنے کی توفیق حاصل ہو- اور یہ کتاب میرے لئے اور میرے عزیزوں اور میرے دوستوں اور مددگاروں کے لئے اور خریدنے پڑھنے اور سننے والوں کے واسطے تیری پاک رضامندیوں کے حصول کا موجب ہو- اور تیری رحمت و برکت کے حصول کا ذریعہ بنے - آمین ؛

معاونین

۴- کشمیر میں جن احباب نے مجھے مختلف عمارتوں اور پرانے قبرستانوں کے دیکھنے میں اور دیگر حالات کے معلوم کرنے میں امداد کی - ان کے اسماء درج ذیل ہیں - ان میں سے بعض احباب فوٹو ۱۳ میں شامل ہیں

۱- مولوی فاضل عبدالواحد صاحب مبلغ کشمیر-

۲- مولوی فاضل عبدالاحد صاحب مبلغ بھدرواہ-

۳- مولوی فاضل پیر محمد یوسف شاہ صاحب مبلغ ہندواڑہ-

۴- خواجہ صدرالدین صاحب-

۵- مسٹر غلام نبی صاحب گلکار-

۶- محمد یوسف خان صاحب بی- اے- ایل ایل- بی-

۷- حضرت خلیفہ نورالدین صاحب-

۸ - میاں غلام رسول صاحب المعروف رسل خاں -
۹ - مولوی میر غلام رسول صاحب ساکن کاٹھ پورہ -
۱۰ - راجہ غلام محمد خاں صاحب رئیس چک ایمرچ -
۱۱ - غلام محی الدین صاحب گلکار -
۱۲ - حبیب اللہ خاں صاحب فریم میکر -

فوٹو ۱۳ میں شامل ہونے والوں کے نام
(دائیں سے بائیں)

فرش پر :- احمد اللہ صاحب - حفیظ اللہ صاحب - محمد یوسف خانصاحب بی - اے - ایل ایل بی (وکیل) ، عبداللہ خانصاحب - مولوی محمد انور صاحب (برادر محمد سعید مظفر آبادی) احمد بیشی صاحب -

کرسیوں پر :- خواجہ حبیب اللہ صاحب - خواجہ صدر الدین صاحب مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل - ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی ڈی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب - غلام نبی صاحب گلکار - محمد یحییٰ فرزند سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب - مولوی غلام محی الدین صاحب مولوی فاضل -

پچھلی لائن کھڑے ہوئے :- ملک محمد خضر - غلام محمد صاحب ڈڈو عبد الرحیم صاحب ڈار - خواجہ محمد شاہ صاحب حافظ - عبد الغنی صاحب پلوامہ ⁂

کشمیر میں قبر مسیح کا سوال کیسے پیدا ہوا

۵ - بعض دوست سوال کرتے ہیں - کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو وحی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس کے متعلق کوئی وحی یا الہام تو مجھے ملا نہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ابتداء اس کی یوں ہوئی۔ کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں آیت کریمہ واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار معین پر غور کر رہا تھا اور اس پر غور کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا وہ مقام ایسا ہے۔ جیسے کشمیر۔ اس پر حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے دوران قیام کشمیر میں سنا تھا۔ کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے عیسےٰ کی قبر کہتے ہیں۔ اور یہ بات مجھے خلیفہ نورالدین صاحب نے بتائی تھی۔ جو اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں سارے شہر کا گشت کیا کرتے تھے۔ اور کہ بعض لوگ اُسے نبی کا روضہ اور بعض شہزادہ نبی کا روضہ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خلیفہ نورالدین صاحب (دیکھو فوٹو علا) کو جموں سے بلایا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ سری نگر جاکر اس کے متعلق مکمل تحقیقات کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب وہاں گئے۔ اور چھ ماہ وہاں رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے بڑے بڑے علماء سے دستخط کرا لئے۔ کہ یہاں یہ قبر عیسےٰ کی قبر مشہور ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کی تائید میں بعض قلمی کتابوں سے بھی شہادتیں پیش کیں۔ اس وقت کشمیری لوگ صاف کہہ دیتے تھے۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ مگر بعد میں پنجاب کے مولویوں نے جاکر ان کو اس سے روکا۔ اور منع کیا۔ کہ ایسا مت کہا کرو۔ چنانچہ اب اگر کوئی وہاں جاکر دریافت کرے۔ تو وہ عیسےٰ کی قبر نہیں کہتے بلکہ نبی صاحب کی یا یوز آسف کی قبر کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خلافت
کے ابتدائی ایام میں جب وہاں گئے۔ تو ایک نوّے سال کی بڑھیا
وہاں بیٹھی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔
تو اس نے کہا۔ کہ انیس سو سال گذر گئے۔ اب کون جانتا ہے۔ کہ یہ
کس کی قبر ہے۔ اور کس کی نہیں ؀

شکریہ

۱۸۔ اس جگہ ان احباب کا شکریہ بھی لازمی ہے۔ جن کے محبت
بھرے پیغام اور ہمت کو قائم کرنے والے خطوط میرے لئے اس
تحقیقات میں حوصلہ افزائی اور انشراح صدر کا موجب ہوئے۔ جیسا
کہ سیٹھ عبداللہ بھائی۔ اخوند محمد افضل خان صاحب رئیس ڈیرہ غازیخان
خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب۔ قاضی حبیب اللہ صاحب لاہور
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولینا درد صاحب لنڈن حضرت
نواب محمد علی خان صاحب۔ منشی کریم بخش صاحب۔ بابو اکبر علی صاحب
ڈاکٹر محمد عمر صاحب۔ حکیم ابو طاہر صاحب ؀

باب دوم

کشمیریوں کے یہودی ہونے کے متعلق یورپین سیاحوں کی شہادت

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ کشمیریوں کے یہودی النسل ہونے کا خیال صرف احمدیوں نے پیدا کیا۔ حالانکہ یہ بہت پرانا خیال ہے اکثر سیّاح اور زمانہ دیدہ لوگ جب پہلی دفعہ کشمیر میں داخل ہوئے اور اہل کشمیر کو انہوں نے دیکھا۔ تو پہلا اثر ان پر یہی ہوا۔ کہ وہ یہودیوں کے ملک میں آ گئے ہیں۔ اور قوم یہود ان کے سامنے موجود ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند سیّاحوں کی شہادت درج ذیل کی جاتی ہے:۔

۱۔ ڈاکٹر برنیر ایک یوروپین سیّاح اورنگ زیب کے زمانہ میں یہاں آیا تھا۔ اس نے بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ کشمیری شہروں کے نام وہی ہیں۔ جو ان کے پہلے شہروں میں تھے پھر ان گے اپنے نام بھی ویسے ہی ہیں۔ اور یہ ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ یہ لوگ در اصل یہودیوں سے ہیں۔

ڈاکٹر برنیر کی رائے

ڈاکٹر برنیر جب ہندوستان کی سیاحت کر رہا تھا۔ تو ایک یوروپین

محقق مسٹر تھیوی نٹ نے جو کتابوں کے مطالعہ سے ہی بڑے بڑے انکشافات کیا کرتا تھا۔ اسے ایک خط لکھا جس میں اس سے بعض سوالات دریافت کئے۔ ایک سوال یہ تھا۔ کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہ یہودی ایک بہت لمبے عرصہ سے کشمیر میں بود وباش رکھتے ہیں۔ اور آیا ان کے پاس کتاب مقدس موجود ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر برنیر نے لکھا۔ کہ کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیر پنجال سے گزر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا۔ تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہودیوں کی سی دیکھکر مجھے حیرت ہوئی ان کی صورتیں اور ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کو خود بخود شناخت اور تمیز کر سکتا ہے۔ سب یہودیوں ملکی پرانی قوم کی سی معلوم ہوتی تھیں میری بات کو آپ محض خیالی ہی تصور نہ فرمائیے گا۔ ان دیہاتیوں کے یہودی نما ہونے کی نسبت ہمارے پادری صاحب اور اور بہت سے فرنگستانیوں نے بھی میرے کشمیر جانے سے بہت عرصہ پہلے ایسا ہی لکھا ہے۔ کرنل جارج فاسٹر صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں جو کشمیر سے ۱۷۸۳ء میں لکھی تھی۔ لکھا ہے۔ کہ جب پہلے پہل میں نے کشمیریوں کو دیکھا۔ ان کے لباس اور ان کے چہرے کی ساخت سے جو لمبا اور سنجیدہ طور کا تھا۔ اور ان کی ڈاڑھی کی وضع سے یہ خیال کیا۔ کہ گویا میں یہودیوں کے ملک میں آگیا ہوں۔

دوسری علامت یہ ہے۔ کہ اس شہر کے باشندے باوجودیکہ تمام مسلمان ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں سے اکثر کا نام موسٰے ہے۔ تیسرے یہاں

یہ عام روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان اس ملک میں آئے تھے۔ اور بارہ مولا کے پہاڑ کو کاٹ کر انہوں نے ہی پانی کا رستہ کھول دیا تھا۔ چوتھے یہاں لوگوں کو گمان ہے۔ کہ حضرت موسےٰ نے شہر کشمیر ہی میں وفات پائی تھی۔ اور ان کا مزار شہر سے قریب تین میل کے ہے۔ پانچویں بات یہ دیکھی جاتی ہے۔ کہ یہاں عموماً سب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک اونچے پہاڑ پر جو ایک مختصر اور نہایت ہی پرانا مکان نظر آتا ہے۔ اس کو حضرت سلیمان نے تعمیر کرایا تھا۔ اور اسی سبب سے اس کو آج تک تخت سلیمان کہتے ہیں ؛

مشفقِ من! وجوہ مذکور کے باعث سے آپ دیکھو گے۔ کہ میں اس بات سے انکار کرنا نہیں چاہتا۔ کہ یہودی لوگ کشمیر میں آکر بسے ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پہلے تو ان کے مذہبی مسائل زمانہ پاکر بگڑ گئے ہوں گے۔ اور بعد ازاں مثل اور بہت سے بت پرستوں کے مذہب اسلام اختیار کرنے کی طرف مائل ہو گئے ہونگے۔

۲۔ بیرن ہیوز صاحب جنہوں نے آج سے قریبًا ایک سو سال قبل کشمیر کی سیر کی تھی۔ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ کئی ایک یہودی بوڑھے ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ بائبل کے پرانے بزرگ۔

۳۔ لفٹننٹ کرنل ٹارن صاحب ۱۸۶۲ء میں اپنے سفر نامہ کشمیر میں لکھتے ہیں۔ ایک قصہ یوں بھی مشہور ہے۔ کہ کشمیری یہودیوں کی اولاد ہیں۔ اس فرضی خیال کی تائید موجودہ کشمیریوں کی ذاتی شکل و شباہت اور ان کے لباس۔ چہروں کی بناوٹ اور داڑھی کی شکل سے ہوتی ہے۔ یہ بھی یہاں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ موسےٰ نبی بھی سرینگر

میں فوت ہؤا۔ اور یہاں ہی دفن ہؤا۔
(معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرنل ٹارن کو لفظی مغالطہ ہؤا ہے۔ کسی کشمیری نے عیسٰے نبی کی قبر کا ذکر کیا ہوگا۔ اس نے موسٰے نبی خیال کیا)
۴۔ مسٹر جے۔ بی آئرلینڈ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں۔ کشمیریوں کے چہروں میں بہت کچھ موسٰے کا نمونہ دکھائی دیتا ہے۔
۵۔ سر والٹر لارنس اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں "کہ کشمیریوں کا غالب نمونہ نہایت صفائی کے ساتھ عبرانی ہے"۔

مصیبت زدہ موسٰے

۶۔ کاغذ کا کام قلمدان وغیرہ فروخت کرنے والے ایک تاجر کی شکل اسرائیلی لوگوں سے ایسی ملتی جلتی تھی۔ کہ کشمیر کی سیر کرنے والے یوروپین اصحاب کے درمیان اس کا نام مصیبت زدہ موسٰے پڑ گیا۔ کیونکہ وہ بیمار رہتا تھا۔ اور تکلیف زدہ لوگوں کی صورت بنائے رکھتا تھا۔ اب اس کی اولاد اس جگہ دکان کرتی ہے ڈنمارک کی سیاحہ مس ہاربسن نے اپنے سفرنامہ کشمیر مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۵۸ میں اس کا ذکر کیا ہے۔
۷۔ کتاب ایڈونچرز آف اے لیڈی جلد ۲ صفحہ ۴۵ میں بحوالہ بدیع الدین ایرانی مورخ لکھا ہے۔ کہ موسٰے نبی نے اہل کشمیر کو توحید پر قائم کیا تھا۔ مگر اس کے بعد وہ ایک خدا کی پرستش چھوڑ کر بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس واسطے ایک خوفناک طوفانِ آب نے ان کو غرق کر دیا۔ مگر موسٰے نبی کی قبر اب تک کشمیر

میں موجود ہے:-

(معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس لیڈی کو بھی غلط فہمی ہوئی۔ بجائے جیسلے کے موسلے سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ انگریزی میں مسیح کو جی زس کہتے ہیں۔ لفظ جیسلے سے اہل یورپ کے ذہن مسیح کی طرف منتقل نہیں ہوتے۔ اور وہ موسلے خیال کرنے لگ جاتے ہیں)

اسی لیڈی نے اپنے سیاحت نامہ کشمیر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک روایت کے مطابق وادی کشمیر پہلے ایک جھیل پُر از آب تھی جس کو حضرت سلیمان کے ماتحت ایک جن نے خشک کر کے آبادی کے قابل بنا دیا۔

۸۔ ای۔ ایف نائٹ صاحب اپنی کتاب وہ ادھری الیپا ئرنگ ہیٹ مطبوعہ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں "کشمیریوں کے چہرے یہودی ڈھانچہ کے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے آئرش یہودی دکھائی دیتے ہیں۔

۹۔ لفٹنٹ کرنل ٹارنس صاحب اپنے سفرنامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۳ء کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ ملک میں جو افسانے مشہور ہیں۔ ان کے مطابق کوہ سلیمان پر جو عمارت ہے۔ وہ سلیمان پیغمبر نے بنائی تھی۔ اور ایسی ہی روایات کے سبب یہ فرض کیا گیا کہ کشمیری لوگ یہودیوں کی اولاد ہیں۔ اور موجودہ کشمیریوں کے چہرے کی ساخت اور ان کی داڑھیاں۔ اور ان کا لباس اس خیال کی تائید کرتا ہے۔ اور موسلے کی قبر بھی سرینگر میں بتلائی جاتی ہے:-

۱۰۔ ای۔ جے۔ ریپ سین صاحب اپنی کتاب اینشنٹ انڈیا

کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ قدیم ہند کا طرز تحریر سامی زبان سے لیا گیا ہے۔
جس سے ظاہر ہے۔ کہ قدیم ہند کا تعلق یہود اقوام سے خاص تھا۔

۱۱۔ قدیم پتھر بشکل شہر جو متھورا لائن کے پی ٹل کہلاتا ہے۔
اور علاقہ بہار میں ملتا ہے۔ اس پر جو حروف ہیں۔ وہ قدیم عبرانی سریانی
وغیرہ سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شکل درج ذیل کی جاتی ہے

صفحہ ۴۲ کتاب قدیم ہندوستان

The Mathura Lion - Capital

پلیٹ ۵ ب

۱۲- جی- ٹی وگنی صاحب نے اپنے سفرنامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن
سنہ ۱۸۴۲ء کی جلد ایک صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہے۔ لفظ عیسو کشمیر کے ناموں
میں مسلمانوں کے زمانہ سے پہلے سے پایا جاتا ہے۔ (اس لفظ پر آدمیوں
اور شہروں اور مندروں کے کئی نام ہیں؛

۱۳- جی- ٹی وگنی صاحب اپنے سفرنامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۴۲ء
کی جلد اول صفحہ ۳۹۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ جب میں نے کشمیر میں مارتنڈ
عمارت کو دیکھا۔ تو اس کی ساخت کو یہودیوں کی ہیکل کے ساتھ بالکل
مشابہ پا کر حیران رہ گیا۔ اور مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ اس کے

بنانے والے کاریگر یہودی تھے۔ اور مجھے ولف صاحب سے معلوم ہوا ہے۔ کہ قدیم اسی ٹھٹی ادچار جس کا نام ہی کنش ہے) اس میں عیسائی گرجوں کی شکل بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ کشمیر کے پرانے مندر۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود جن ملکوں میں بھی گئے۔ انہوں نے سلیمان کی ہیکل کی نقل میں ہر جگہ اپنے مندر بنا دیئے۔

آگے چل کر یہی صاحب اپنی کتاب میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ غالبًا یہود کی دس قومیں مشرق کی طرف سفر کرتی ہوئی کچھ عرصہ اس پہاڑ کے پاس ٹھکیں۔ جس کا نام انہوں نے کوہِ سلیمان رکھا۔ اور اس کے بعد داخل کشمیر ہوئیں:

۱۴۔ ببرن ہیگل اپنے سفرنامہ کے صفحہ ۱۳۴ میں لکھتا ہے۔ کہ کشمیر کے چشمے دیکھکر شام کے چشموں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ لارنس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر کے ہندو بھی مسلمانوں کی طرح جانور کو ذبح کئے بغیر نہیں کھاتے (یہ رسم آثار یہودیت سے معلوم ہوتی ہے۔ یہودی امریکہ و یورپ میں صدیوں کے گذارنے کے بعد بغیر ذبح کرنے کے گوشت نہیں کھاتے۔ اور حلال گوشت کو عبرانی میں کوشر کہتے ہیں۔ یہودی ہوٹلوں پر لفظ کوشر عبرانی حروف میں لکھا رہتا ہے (כשר)

۱۶۔ وگنی صاحب اپنے سفرنامہ کی جلد دوم میں صفحہ ۱۴۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ بیجا ہوگا۔ کہ کشمیری مسلمانوں کو ذلیل شدہ یہودی کہا جائے:

۱۷۔ سر فرانسس ینگ ہسبنڈ اپنی کتاب کشمیر کے صفحہ ۱۱۲ پر

لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر کی پہاڑیوں کے گاؤں میں ایسے لوگوں کے چہرے دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی ساخت اسرائیلی بزرگوں سے بہت ملتی ہے۔ بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ گو اس پر کوئی بہت سند نہیں۔ کہ یہ لوگ اسرائیلیوں کے کھوئے ہوئے دس قبیلوں کی اولاد ہیں۔

۱۸۔ امپیریل گزیٹر کی جلد کشمیر مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے ٹانجی (ملاح) حضرت نوح کی اولاد میں سے ہونے کے مدعی ہیں۔

۱۹۔ جیمز ملنی صاحب اپنے سفرنامہ کشمیر کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھتے ہیں کہ کشمیریوں کے چہرے چوڑے ناک نوکدار اور بدن یہودی نمونے کے ہیں

۲۰۔ کپتان سی۔ ایم۔ ان ری کو یز۔ اپنی کتاب سفرنامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں۔

میں نے اپنے ایام قیام سرینگر میں عجیب روایات سنیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ شہر سرینگر بہت قدیم کھنڈرات اور قبروں سے بھرا پڑا ہے۔ جن کی صحیح تاریخ کا اب پتہ نہیں لگ سکتا۔

۲۱۔ یوروپین اور امریکن سیاح جو کشمیر کی سیر کے واسطے جاتے ہیں۔ عموماً قبر مسیح کو بہت دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کا فوٹو لے جاتے ہیں۔ اور اپنے ملک کے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مکرم دوست بابو محمد علی خانصاحب شاہجہانپوری جو ان ممالک کے سیاحوں کے ساتھ بطور گائیڈ اور ترجمان کے پھرا کرتے ہیں۔ اپنے خط مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۴ء میں عاجز کو

لکھتے ہیں۔ مخدوم محترم سلمہ الرحمن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، و رزقکم من الطیبات۔ میں نے اپنے سفرہائے کشمیر کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھتا ہوں:۔

ابتداء جولائی ۱۹۵۱ء میں ایک امریکن سیاح کے ساتھ میں کشمیر گیا تھا۔ جن کا نام مسٹر ہری رابنسن تھا جو ۲۳۹ ساؤتھ براڈوے لاس اینجلس کیلیفورنیا کے رہنے والے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے ذکر کیا کہ یہاں سرینگر محلہ خانیار ایک مشہور جگہ ہے۔ جہاں اکثر سیاح سیر کرنے جایا کرتے ہیں۔ وہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ہے، وہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور دیکھنے کی خواہش کی۔ ایک دن میں ان کو مذکورہ صاحب وہاں لے گیا۔ میں نے حضرت مسیح کی قبر پر پہونچ کر فاتحہ پڑھی۔ مسٹر رابنسن نے روضہ کا فوٹو لیا۔ مسٹر رابنسن نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ مسیح کی قبر ہے۔ میں نے کہا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح نے اپنی گم شدہ قوم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔ اور نصیبین افغانستان اور ہندوستان ہوتے ہوئے کشمیر پہونچے۔ یہاں کی آب و ہوا آپ کو خوشگوار معلوم ہوئی۔ آپنے بقیہ عمر یہاں گذاری اور ۱۲۰ برس کی عمر میں یہاں ہی وفات پائی۔ مسٹر رابنسن نے کہا۔ کہ میں اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر کرونگا۔ مزار شریف کے قریب چند کشمیری بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ یہ کس بزرگ کا مزار ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم لوگ اس کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہیں۔ شہزادہ نبی کا لفظ حضرت عیسے ابن مریم کے واسطے خاص ہے انجیلوں

میں بھی آپ کا یہ نام آیا ہے۔ اور عیسائی تاریخ میں یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ جیسا کہ وہ نبی اور آنحضرت کے الفاظ سوائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کے واسطے کبھی نہیں بولے گئے ایسا ہی شہزادہ نبی کے لفظ سوائے حضرت عیسےٰ بن مریم کے اور کسی کے واسطے کبھی نہیں بولے گئے۔

۲۲۔ کتاب لیٹرز فرام انڈیا مطبوعہ جارج بیل لنڈن ۱۸۷۲ء کے صفحہ ۵۷ میں لکھا ہے۔

"جب میں پیر پنجال سے گذر کر کشمیر میں داخل ہوا۔ تو باشندے بالکل یہودیوں کے مشابہ مجھے نظر آئے۔ ان کی شکلیں یہودی وضع کی ہیں۔ ان کے چہرے اور عادات اور خصوصیات بالکل یہود سے ملتے ہیں۔ پہلے بھی جس قدر یورپین اس ملک میں آئے۔ اور مجھے ملے۔ یا ان کے سفرناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ سب پر یہی اثر ہوا۔ کہ کشمیری لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ جارج فارسٹر صاحب جو ۱۷۸۳ء میں کشمیر آئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے سفرنامہ میں ایسا ہی لکھا ہے"

۲۳۔ مسز کولے لیمبرٹ اپنی کتاب سیاحت نامہ کشمیر و لداخ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۷ء میں لکھتے ہیں۔ ایسا کہنے میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ کہ کشمیری چہرے یہودی وضع کے ہیں۔

۲۴۔ آنریبل مسز سی۔ جی۔ بروس اپنے سفرنامہ کشمیر کے صفحہ ۲۴ پر لکھتی ہیں کشمیر کے ہانجی کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت نوحؑ کی اولاد ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کی مسقف کشتیوں کی شکل و وضع ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ نوح کی کشتی عموماً یورپ میں بنا کر بچوں کو دکھائی جاتی ہے۔

۲۵۔ جاشوا ڈیوک صاحب اپنی کتاب راہنمائے کشمیر کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ کشمیر قدیم زمانے سے ایک خاص شہرت رکھتا ہے بعض مورخین نے لکھا۔ کہ آدم بھی اس ملک میں آیا تھا۔ اور سلیمان نے یہاں توحید قائم کی۔ مگر بعد میں لوگ بُت پرست ہو گئے۔ اور صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے۔ کہ کشمیریوں کے چہرے یہودی وضع کے ہیں۔

۲۶۔ مسز ہاروے اپنے سیاحت نامہ کشمیر مطبوعہ لنڈن ۱۸۵۴ء کے جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ پر لکھتی ہیں۔ کہ ایک فارسی تاریخ کے مطابق جس کا مصنف بدیع الدین ہے۔ حضرت موسٰے کشمیر میں ہی فوت ہوئے اور ان کی قبر اب تک موجود ہے۔ (غالباً اس لیڈی کو بھی مغالطہ لگا۔ اور اس نے عیسٰے کے بجائے موسٰے سمجھا۔ مصنف)

۲۷۔ لیڈی ہنریٹا سینڈس میرک اپنی کتاب اِن دی ورلڈس اٹیک مطبوعہ لنڈن ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲۱۳ میں تحریر فرماتی ہیں۔ کہ علاقہ لیہ لداخ میں افسانہ مسیح جس کو اس ملک میں عیسٰے کہتے ہیں عام ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ ہمس کی خانقاہ میں پندرہ سو سال سے پورانی کتابیں موجود ہیں جن میں عیسٰے کے اس ملک میں آنے کا تذکرہ موجود ہے۔ ہر ایک گاؤں میں یہ روایت پائی جاتی ہے۔ گو الفاظ میں کچھ فرق ہو مگر سب یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اپنا بیٹا زمین پر بھیجا۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس ملک کے بدھ لوگوں کے مذہبی رسوم بالکل وہی ہیں۔ جو رومن کیتھولک چرچ کے مذہبی رسومات ہیں۔ ویسی ہی تسبیح اور گناہوں کی معافی کی تجاویز اور تثلیث اور چراغ اور بتیاں اور بُت اور مقدس پانی اور روزے اور مجرد رہنا اور گناہوں کا اقرار

اور روٹی اور شراب اور تصاویر اور گھنٹہ اور تارکہ عورتیں اور ایک مذہبی امام اور اولیاء اور بدروحیں اور صلیب کا نشان غرضکہ ہر ایک بات جو رومن کیتھولک مذہب میں پائی جاتی ہے۔ بعینہ وہ سب لیہ لداخ کے مذہب میں پائی جاتی ہیں۔

۲۸۔ ڈبلیو ویک فیلڈ صاحب اپنی کتاب ہیپی ویلی کے صفحہ ۹۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ کشمیریوں اور افغانوں کے چہرے یہودی وضع کے ہیں*

۲۹۔ کرنیل کاکبرن کی شہادت

کرنیل کاکبرن صاحب جو نواب آسمان جاہ کے سیکرٹری رہ چکے ہیں سنہ ۱۸۹۷ء میں مٹن کے پاس مشہور عمارت مارتند کے متعلق وہاں کی کتاب معائنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ عمارت یہودیوں نے ہیکل سلیمان کے نمونہ پر بنائی تھی۔ بعد میں برہمن اثر کے نیچے اس میں بُت بنائے گئے۔ لیکن عمارت کا نقشہ بالکل ہیکل یہود کی طرح ہے۔ . . . معلوم ہوتا ہے یہ ان یہودیوں نے بنائی جو بیت المقدس کی تباہی کے بعد بچ کر مشرقی ممالک کو چلے آئے۔ موجودہ کشمیری یہودیوں کی گمشدہ اقوام کی اولاد ہیں۔ یہ کتاب معائنہ وہاں کے چوکیدار کے پاس ہے۔ جو ہاروت ماروت کے چاہ بابل کے قریب رہتا ہے۔ مارتند کے واسطے ملاحظہ ہو فوٹو ۶ اور ہاروت و ماروت و چاہ بابل کے واسطے ملاحظہ ہو فوٹو ۷*

باب سوم

آثارِ قدیمہ کی نشہادتیں

ا۔ تختِ سلیمان

تختِ سلیمان ایک بہت پرانی عمارت ہے۔ جو ایک پہاڑی پر جھیل کے کنارے بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے متعلق کشمیریوں میں یہ مشہور ہے۔ کہ اسے حضرت سلیمان نے بنایا تھا۔ مورخین کی رائے میں اس کا نیچے کا حصہ بہت پرانی عمارت ہے۔ اور اس پر کچھ غیر زبان میں لکھا ہوا تھا۔ جو اب زیر زمین مدفون ہوگیا ہے۔ بہرحال یہ عمارت یہودیت کے آثار کا ایک نمونہ ہے۔

تختِ سلیمان کا گیت

کشمیری زبان میں ایک مشہور گیت سلیمان کے یہاں آنے اور بستی بسانے کے متعلق ہے۔ اس سے کم از کم یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ کشمیریوں کو یہودیوں کی قوم سے ایک گہرا تعلق ہے۔ کہ ان کی روایات کو کسی نہ کسی رنگ میں اب تک اپنے اندر محفوظ رکھتے چلے آتے ہیں۔ وہ گیت مع ترجمہ یہ ہے۔

سلیمان آسمانی آوُ
تایہ تس اوس داوُ

سلیمان ٹینگ کر نہ ٹھیراؤ
آبک اوسس ملاؤ
سلیماں جُبیب بادشاہ بورادم
سلیمانن لاجی بستی
خلق سنبرن دستی
رنتہ سنبرِن سن طرفن
تھونہ شہرن تہ گامن

ترجمہ:۔ حضرت سلیمان بادشاہ آسمان کی راہ سے آئے۔ اُن کے ہاتھ تخت ہوا تھی۔ انہوں نے سلیمان ٹینگ پر ٹھہراؤ کیا۔ اس کے ساتھ پانی ملا ہوا تھا۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ سلیمان بادشاہ تھے سلیمان نے بستی کی بنیاد ڈالی۔ اور لوگوں کو بدست کرکے جمع کیا لوگوں کو شش اطراف سے جمع کرکے لائے۔ ان کو شہروں اور گاؤں میں بسایا۔

۲۔ عیسےٰ بار

سرینگر کے مضافات میں ڈل کے کنارے نشاط باغ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ جس کو عیس بار کہتے ہیں۔ اور پرانی کتابوں (ملاحظہ ہو کتاب راج ترنگنی مترجمہ سٹائن صاحب) میں اس کا نام عیس بار۔ عیسا بار۔ عیسو بار بھی لکھا ہے۔ یہ بہت ہی پُرانا گاؤں ہے۔ اور کسی زمانہ میں نہایت مقدس مانا جاتا تھا۔ اور دور دور کے ممالک سے چل کر لوگ وہاں آتے تھے۔ اور اپنی زندگی کے آخری دم وہاں گزارنے کو ایک بڑا ثواب شمار کرتے تھے۔ اب بھی وہاں

دو چشمے ہیں۔ اور ہندو کے راج کے اثر کے ماتحت وہاں ایک مندر بنا دیا گیا ہے۔ چند پجاری وہاں رہتے ہیں۔ جن کو غالبًا ریاست سے تنخواہ ملتی ہے۔ ان پجاریوں کا بیان ہے۔ کہ یہ چشمہ اور شہر بہت پرانا ہے۔ اس کو گپت گنگا بھی کہتے ہیں۔ گپت کے معنے غائب اور مخفی راز کے ہیں۔ اور گنگا کے معنے ہیں پانی۔ چونکہ معلوم نہیں۔ کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے۔ اس واسطے اس کا نام یہ ہو گیا۔ اس مقام کو عشبر بھی کہتے ہیں۔ بقول پجاریوں کے عش بمعنے خدا اور بره بمعنے باغ ہے یعنے خدا کا باغ۔ قدیم زمانہ میں لوگ دُور دُور سے یہاں آتے تھے۔ اور اس جگہ آخری دم گزارنے اور مرنے کو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔ اور وہاں قریب میں ایک غار ہوا کرتی تھی۔ جس میں چل کر اندر ہی اندر انسان چار دن میں چینی ہو پہنچ سکتا تھا ایسی لمبی ایک غاریں کشمیر کے پہاڑوں میں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی قدیم زمانہ میں یہ غاریں کشمیر کو دوسرے ممالک کے ساتھ ملا دینے کے واسطے بنائی گئی تھیں۔ ایک غار کی نسبت مشہور ہے۔ کہ وہ کشمیر کو جموں سے ملاتی ہے۔ غرض عیلے کے نام پر ایک نہایت قدیم متبرک شہر کا ہونا اپنے اندر بہت سے مطالب مخفی رکھتا ہے۔ کتاب راج ترنگنی میں اس مقام کے متبرک ہونے اور اس کے ارد گرد کسی زمانہ میں بہت سے معبد ہونے اور ایک بڑا شہر آباد ہونے کا مفصل ذکر ہے۔ جس سے اس کی عظمت ظاہر ہے۔ اس گاؤں کے قرب و جوار میں اب بھی آثارِ قدیمہ کے بہت سے کھنڈرات پائے جاتے ہیں؛

۳۔ سرینگر میں ایک پرانی قبر پر عبرانی حروف

شہر سرینگر میں پرانے کھنڈرات کا ملاحظہ کرتے ہوئے ایک قبر پر عبرانی حروف سے ملتے جلتے حروف ملے۔ جن کا فوٹو لیا گیا ملاحظہ ہو فوٹو ۱۲۔ اس میں تین قبریں ہیں۔ دو پر عربی فارسی حروف ہیں۔ تیسری پر کچھ پڑھا نہیں جاتا۔ مٹے ہوئے حروف ہیں مگر بعض حروف عبرانی سے ملتے جلتے ہیں۔

۴۔ عبرانی سے ملتے جلتے حروف

بیج بہاڑہ میں ایک پرانا قبرستان ہے۔ جس میں ایک قبر پر کچھ ایسے حروف ہیں۔ جو عبرانی سے بعض ملتے ہیں۔ قدامت زمانہ کے سبب پتھر بہت سارا اکھڑ گیا ہے۔ اور کوئی حرف اصلی صورت میں نہیں رہا۔ ہمارے دوست حبیب اللہ خاں صاحب نے جو خاکہ اس کا اتارا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا فوٹو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو فوٹو ع۹

خاکہ حروف جو اس قبر پر ہیں

فوٹو ۔ ۸

اندرونہ مندر. پانڈرین تھان

فوٹو ۔ ۹

قبرستان بیج بہاڑہ
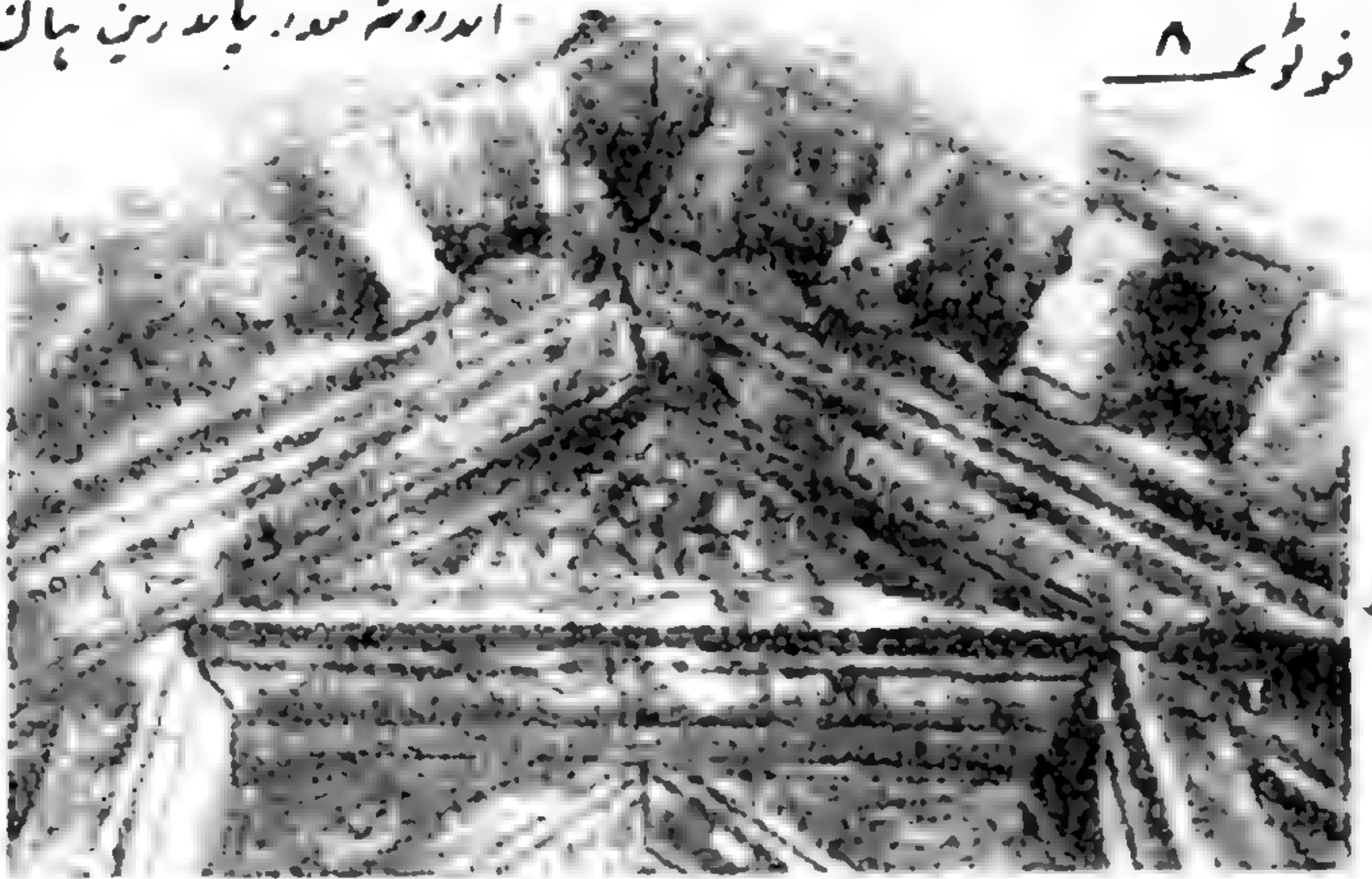
۵- عصائے عیسےٰ

خانقاہِ شاہ ہمدان کے تبرکات میں ایک عصا رہے۔ جو عموماً عصاءِ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن ایک انگریز سیاح بنام کپتان سی۔ ایم۔ این رکی کوبز اپنی کتاب سفرنامہ کشمیر کے صفحہ ۱۵۱ پر اسے عصائے عیسےٰ کر کے لکھتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۶- گنڈِ خلیل

خلیل۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام ہے۔ یہ بھی آثار یہودیت کی ایک علامت ہے۔ کہ دریائے وِتستا کے بائیں کنارے پر میدان پر سپور کے قریب جو جگہ تری گام کہلاتی ہے۔ وہاں ایک مکان گنڈِ خلیل مشہور ہے۔ ملاحظہ ہو۔ جلد دوم کتاب راجاترنگنی صفحہ ۳۲۹ ؛

۷- عیسےٰ کے درخت

کشمیر میں ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ اسکردو میں دو پرانے درخت ہیں۔ جو حضرت عیسےٰ کے درخت کہلاتے ہیں۔

۸- دیدرکوٹ میں عبرانی حروف

ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ دیدرکوٹ میں جو باڑی پورہ کی طرف ہے۔ بعض قبروں پر عبرانی حروف کی طرح نشان ہیں

۹- مزار سلاطین میں عبرانی حروف

ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ مزار سلاطین میں بعض قبروں پر عبرانی حروف لکھے ہیں۔

۱۰- بانڈرین تہان

موجودہ شہر سرینگر کی کچہریوں سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر

ایک بہت پرانے مندر بنام پانڈرین تہان کے کھنڈرات ہیں۔ جو دراصل قدیم حکمرانان کشمیر کے دارالسلطنت کا مقام تھا۔ اس کے اندر کچھ اس قسم کے نقش و نگار ہیں۔ جو قدیم عبرانی حروف سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے اندر اور باہر کا فوٹو ہمارے دوست حبیب اللہ خان صاحب نے لیا تھا۔ ملاحظہ ہو فوٹو ۵ ؎

۱۱۔ قبر مریم

قرآن شریف کی آیت وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰے کی والدہ کو بھی ان کے ساتھ کسی چشموں والے پہاڑ پر جگہ دی گئی۔ اس کے متعلق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ کوہ مری پہاڑ پر ایک قبر حضرت مریم کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پہاڑ اسی نام سے مشہور ہے۔ قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مریم حضرت مسیحؑ کے ساتھ ہی یا ان کے بعد کشمیر گئی ہوں۔ اور پھر یہاں قیام کیا ہو۔ یا اس راستہ سے گذرتے ہوئے یہاں وفات پائی ہو۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بھی اس قبر کو دیکھا ہے۔ اور اس کے متعلق حالات دریافت کئے ہیں۔ عبرانی اور انگریزی میں مریم کو مری ہی کہتے ہیں۔ اصل لفظ مری ہے۔ عربی میں مریم ہو گیا۔ ملاحظہ ہو تصویر فوٹو ۵ ؎

یہ قبر کوہ مری کے شہر کے بالکل قریب واقعہ ہے۔ مولوی فاضل عبد الواحد صاحب کشمیری کا بیان ہے۔ کہ کشمیری لوگ اب تک مریم کو مری بولتے ہیں۔ جس لڑکی کا نام مریم ہو۔ اسے مری کر کے پکارا جاتا ہے۔

اس قبر کے متعلق مولوی عبدالرحمٰن صاحب خاکی ٹیچر گورنمنٹ اسکول کوہ مری کا بیان درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"کوہ مری کے پوریئنٹ کی بلند چوٹی پر ایک استھان ہے جس کے متعلق مشہور ہے۔کہ وہ مائی مری کا استھان ہے۔کہتے ہیں۔کہ یہ عورت قدیم زمانے میں گذری ہے۔"راجہ کرن کی ڈھیری" مائی مری کے استھان سے قریبًا پانچ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔مائی مری کے استھان پر ہندو لوگ جاتے ہیں۔اور مٹھائی اور دیگر چیزیں بطور چڑھاوے کے لے جاتے ہیں۔بعض ہندوؤں نے ایک دو ماہ قبل میونسپل کمیٹی مری میں درخواست بھی دی تھی۔کہ انہیں وہاں میلہ وغیرہ کرنے کی اجازت دی جائے کہتے ہیں۔کہ کسی زمانہ میں مائی مری کے استھان کے قریب مائی موصوف کا مندر بھی تھا۔جس کے آثار اب وہاں نہیں پائے جاتے ہیں۔ مائی مری کے استھان پاس ایک ٹاور ہے۔جو گورنمنٹ نے بنوایا ہے۔عام لوگوں کا خیال ہے۔کہ مائی مری کوئی ہندو عورت گذری ہے"

(مگر یہ نام ہندوؤں کا نہیں ہوتا۔مری۔اور مریم ایک ہی لفظ ہے۔عبرانی زبان میں مَری ہی کہتے ہیں۔انگریزی میں میری اور عربی میں مریم۔مؤلف)

اب تک صرف یہی حالات دریافت ہوسکے ہیں۔مزید حالات اگر معلوم ہوسکے۔تو انشاء اللہ پھر لکھونگا؛

۱۲- علاقہ سرحد میں مقام یوزآسف

ملک فلسطین سے سفر کر کے کشمیر تک پہونچنے میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ایک لمبا عرصہ لگا ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ریل اور موٹر جیسی سریع الرفتار سواریاں نہ تھیں۔ بلکہ ملکوں اور شہروں کے درمیان سڑکیں بھی عموماً نہ تھیں۔ اور راستے دشوار گذار اور سفر صعبناک ہوتے تھے۔ اور راستہ میں کئی جگہ دنوں کیا بلکہ مہینوں رہنا پڑتا ہوگا۔ اس واسطے کئی جگہ مسیح کے ٹھہرنے اور قیام کرنے کے نشان ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام کا پتہ ہمارے دوست ماسٹر محمد شاہ صاحب نے دیا ہے۔ ان کا خط درج ذیل کیا جاتا ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پشاور مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

مکرمی جناب مفتی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ:-

جناب محترم! ارشاد نامہ جناب کا ملا۔ قبر مسیح علیہ السلام کے متعلق واقعی ایک غیر مشتبہ مقام ہمارے سرحد میں موجود ہے جس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ اور اس کے قرائن اور روایات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ جناب مسیح علیہ السلام کی نشستگاہ اور خلوت گاہ ہے۔ میں نے ایک پشتو کتاب لکھنا شروع کی ہے جس میں افغان قوم کی تاریخ اور سلسلہ نسب بنی اسرائیل اور ان کی اس ملک کی طرف ہجرت کے متعلق بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ اس میں اس مقام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آثار اور قرائن پائے جاتے ہیں۔ اب میں ذیل میں اس مقام کے مختصر کوائف

عرض کرتا ہوں۔

ہمارے سرحدِ علاقہ یوسف زئی پنڈ ازڑ میں ایک بہت اونچا پہاڑ ہے۔ جس کو کھمڑہ مار کہتے ہیں۔ اس کے ایک سب سے بلند چوٹی پر دیار۔ دیودار۔ چیڑ۔ اور دیگر پہاڑی درختوں کا ایک خوبصورت جنگل ہے۔ اور ان درختوں کے خوشنما منظر میں ایک قدیم زمانہ کی یادگار مزار کی شکل میں بنی ہوئی ہے۔ جو اسلام سے پہلے بدھ ازم کے آثار قدیمی میں خیال کی جاتی ہے۔ چنانچہ ان سلسلہ پہاڑوں میں اور بھی بدھ ازم کی یادگاریں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک کشمیر سمسٌ کے نام سے مشہور ہے۔ سمسٌ پشتو زبان میں غار یا کھڈ کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ غار اس قدر گہرا اور لمبا ہے۔ کہ آج تک محکمہ آثار قدیمہ کے تحقیقات والے بھی اس کی انتہا اور ماہیت تک نہیں پہونچے ہیں۔ چنانچہ محکمہ والوں نے انتہائی کوشش کے باوجود غار کی اندرونی حد معلوم نہیں کی۔ کیونکہ اس میں ایک حد تک جاکر نہ روشنی کام کرسکتی ہے۔ اور نہ ہی سانس لینے کے لئے لطیف ہوا اندر موجود ہے۔ اس لئے ناکام واپس لوٹنا پڑتا ہے پٹھانوں میں اس کے متعلق یہ روایت مشہور ہے۔ کہ یہ سمسٌ (غار) کشمیر کو جا نکلا ہے۔ اور سلسلہ کوہ کے اندر ہی اندر یہ زمین دوز راستہ چلا گیا ہے۔ اور کسی زمانے میں ایک بادشاہ (جو بدھ ازم کے زمانہ میں یہاں کا حکمران قیاس کیا جاسکتا ہے) نے یہ غار کشمیر اور افغانستان کو ملانے کے لئے بنوایا تھا۔ بہرحال اب اس میں انسان کے جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور اس کے اندر جھانکنے

اور درختوں پر بیٹھنے والے پرندوں کی ٹٹیوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں. شروع سے اس میں رسی یا سیڑھی کے ذریعہ اُتر کر آگے کچھ چلنے کا راستہ ملتا ہے۔ اور وُہ بھی کسی حد تک انسان جا سکتا ہے۔ آگے نہیں۔ یہ تو کشمیر سمٹس کے متعلق ایک ضمنی حالات عرض کئے گئے۔ اصل بات حضرت مسیح علیہ السلام کے مقام یادگار کے بارے میں تھی۔ وہ یہ کہ کھرّہ مار کے بلند ترین چوٹی پر (جہاں سے ضلع پشاور اور سوات بنیر تک کے پرگنے اور علاقہ جات نظر آتے ہیں) اونچے درختوں کے خوشنما منظر میں ایک مزار ہے۔ جسے بکر یوسف کہتے ہیں اس پہاڑ کی اس چوٹی تک شاذ ونادر کوئی جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کافی اُونچا ہے۔ سوائے کسی سیّاح یا زیارت جانے کے لئے۔ جو بطور و عا مانگنے کے جاتے ہیں۔ عام زمیندار بلاشبہ یا چرواہے بہت کم جاتے ہیں۔ کیونکہ اس طرف بعض درندے جانوروں کا احتمال بھی ہوتا ہے پٹھانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ یہ ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جس نے دودھ سے ان درختوں کی پرورش کی ہے (یہ کچھ مبالغہ معلوم ہوتا ہے) اور وہ خلوت اور ریاضت کے طور پر یہاں رہتا رہا۔ اور ان درختوں میں چلغوزے کے قسم اور بعض دیگر پہاڑی میوہ جات ہیں۔ نیز اس میں تقریباً صدیوں کے گرے ہوئے پرانے بڑے بڑے عظیم الشان درختوں کے تنے پڑے ہوئے ہیں۔ جو اعلےٰ درجہ کی تعمیر وغیرہ کے کام آسکتے ہیں۔ مگر پٹھانوں میں ایک یہ بھی راسخ عقیدہ ہے۔ کہ یہاں سے کوئی چیز از قسم میوہ یا لکڑی وغیرہ لیجانے کے لئے اس بزرگ کی اجازت نہیں۔ جو لے جاویگا۔ اس کا خانہ خراب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ ؛

البتہ اس مقام پر جتنا کھا دے۔ استعمال کرے۔ اس پر کوئی گرفت نہیں۔ اور نیز یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے قدیم آباؤ اجداد کی یاد سے بھی پہلے کا ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کی آمد سے بھی پہلے کی یادگار ہے اب ان لوگوں کے اولاد بنی اسرائیل ہونے میں تو کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اب بھی پٹھانوں کے بزرگوں کا متفقہ دعویٰ ہے۔ کہ ہم لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور میں نے خود اپنی کتاب زیر اشاعت میں اپنے چشم دید حالات اور علامات علاقہ شام اور فلسطین کے بنی اسرائیل اور یہاں کے پٹھانوں کے متعلق لکھے ہیں۔ جن میں نہ صرف جغرافیائی ملکی مشابہت اور دیہاتوں اور پہاڑوں کے نام بلکہ ان کے بعض قومی مراسم اب تک یکساں طور پر چلے آتے ہیں۔ خیر اس پر تو یہاں بحث نہیں۔ پس جب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یہ لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور یہ کہ یہ یادگار اسلام آنے سے پیشتر کی ہے۔ تو اسلام سے پہلے یہاں "بدھ ازم" اور یا بنی اسرائیل کی یہودیت تھی۔ بدھ ازم سے تو اس نام کا کوئی تعلق نہیں۔ اب "یکہ یوسف" میں "یو یوسف" کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ "یو" پشتو میں ایک کو اور یک فارسی میں ایک کو کہتے ہیں۔ اور مغلوں کے زمانے میں فارسی اس قدر عالمگیر زبان تھی۔ کہ انگریزی بھی آجکل اتنی اس ملک میں موثر نہیں۔ اس لئے وہ ہر لفظ کو اپنی فارسی میں ہی ادا کرتے رہے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ یہ لفظ "یو یوسف" سے ہی "یکہ یوسف" بن گیا ہو۔ جو دراصل "یوز یوسف" یا یوز آسف ہی ہے۔ اور یہ عام بلحاظ ماحول اور کیفیت اس قدر اچنبا ہے۔ کہ یہ بنی اسرائیل کے کسی

معمولی آدمی یا بزرگ کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس کا "یوز یوسف" یا "یوز آسف" نام ہو۔ بلکہ یہ تمام اطراف کا ارفع ترین مقام ہے۔ جہاں سے تقریباً یوسف زئی۔ بنیر اور دریائے سندھ سے پار۔ ہزارہ۔ کاغان اور مہابن تک اور دوسری طرف علاقہ ہشت نگر اور مہمند کا علاقہ نظر آتا ہے۔ اور جہاں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس ملک میں آبادی کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

پس بہت ممکن اور قرینِ قیاس یہ امر ہے۔ کہ جب تمام نسلیں اس ملک میں بنی اسرائیل کی پھیلی ہوئی ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام ناصری اور "رسولاً الی بنی اسرائیل" کی تشریف آوری کا انکشاف اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے مامور کے ذریعہ نیز تاریخی شہادات اور عقلی نقلی واقعات کی بناء پر بین طور پر ہوا۔ تو اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ان اقوام کی طرف بھی ضرور آئے ہوں گے اور بنی اسرائیل کے ان متفرق اقوام میں آپ کو اس سے زیادہ موزوں مقام کوئی نظر نہیں آیا۔ جہاں سے آپ تمام گرد و نواح میں بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑیں اور ان کی آبادی وغیرہ کا پتہ لگا سکیں پس یہاں سے آپ نے تمام علاقہ کا "ریویو" کیا۔ اور یہاں چند عرصہ ٹھہر کر پھر کشمیر کا رُخ کیا۔ اور یہاں ان کے معتقدین نے ان کی یادگار میں یہ مقام بنا کر اس پر ان کا نام رکھ لیا۔ جو آج تک مشہور ہے۔ میں نے بھی اس بارہ کماحقہ تحقیقات نہیں کیا۔ بلکہ یہاں کے سرسری حالات اور واقعات جو ان لوگوں میں مشہور ہیں۔ ان کی بناء پر یہ حالات لکھے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ مزید تحقیقات

کے بعد کچھ مزید شہادات میسر ہو سکیں۔ جن کے لئے انشاء اللہ میں حسب موقعہ کوشش کروں گا۔ یہ مختصر حالات اس مقام کے متعلق ہیں جو ارسال خدمت ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد شاہ احمدی ماسٹر مشن ہائی سکول پشاور

۱۳۔ شرقاً غرباً قبریں

کشمیر میں بعض قبریں ایسی بھی پائی جاتی ہیں۔ جو شمالاً جنوباً مسلمانوں کی قبروں کی طرح نہیں۔ بلکہ شرقاً غرباً بنائی گئی ہیں۔ چنانچہ ہمارے دوست راجہ محمد زمان خان صاحب گرداور قانونگوئی ریاست کشمیر لکھتے ہیں:۔

"راقم موضع قویل تحصیل پلوامہ میں گرداور ہے۔ موضع مذکور میں ایک پرانا قبرستان برآمد ہوا ہے۔ جس میں مُردوں کی قبریں شرقاً غرباً ہیں" (تحریر ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۱۴۔ وادی گام میں مقام عیسےٰ

حضرت پیر سید محمد صادق شاہ صاحب لدروان علاقہ کشمیر سے ۱۵ اکتوبر [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وادی پودرہ کے گاؤں میں ایک چشمہ ہے جو عیسیٰ صاحب کا چشمہ مشہور ہے۔ مگر شاہ صاحب موصوف کی تحقیقات میں اس کا تذکرہ اس طرح سے ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام نے اس چشمہ پر خلائق کشمیر کو جمع کر کے اپنے وعظ سے مستفیض فرمایا۔ یہ چشمہ وادی گام میں ہے۔ آج اس گام کو واڈ پودرہ بولتے ہیں۔

اسی کے متعلق عزیزم مکرم سید ناصر احمد صاحب پسر حضرت

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۴/۱۲/۳۴ — مخدومی حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مرسلہ لفافہ موصول ہوا۔ افسوس ہے کہ وہ بات میرے ذہن سے اتر گئی۔ اور ایفائے وعدہ میں تاخیر ہوئی۔ جب ارشاد تحریر ہے کہ وہ مقام جس کے متعلق اس جگہ کے مجاور سے روایت ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام نے اس جگہ آکر دحنظ کیا۔ وہ علاقہ ترہگام (کشمیر) سے تقریباً سات میل جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ مجھے وہاں جانے کا صرف ایک بار اتفاق ہوا ہے۔ تایا صاحب کی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ اس جگہ کا مجاور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آنے اور دحنظ کرنے کا ذکر کیا کرتا ہے ترہگام سے کم وبیش ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر لدرہ ون ایک گاؤں ہے۔ وہاں میرے تایا سید محمد صادق شاہ صاحب رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ علاقہ یونن تحصیل ہندوارہ میں میرے تایا صاحب کے داماد مولوی محمد یحییٰ صاحب رہتے ہیں۔ وہ اس علاقہ میں مشہور آدمی ہیں۔ اسی گاؤں کے مشرق کی طرف دو میل کے فاصلہ پر دو چشمے واقع ہے علی الترتیب چھوٹے بڑے پہاڑ اسے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف نہایت ہی گھنا جنگل واقع ہے۔ جو کہ قرآن شریف الیٰ ربوۃ .... کی آیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسی چشمہ پر وہ مجاور رہتا ہے۔

۱۵ اکتوبر سے

قصبہ بانڈی پورہ کے پاس ایک قبر شاہ قبر مو سے مشہور ہے

اور اس کے قریب بمقام آہٹو تو ایک پہاڑی بنام

موسےٰ صاحب

مشہور ہے۔ اور ایک گاؤں بنام لاوی پور ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ لاوی ایک مشہور عبرانی نام اور قبیلہ ہے۔

۱۶۔ شالمار میں عبرانی حروف

سرینگر کے شالامار باغ کی ایک سیڑھی پر کچھ حروف کندہ معلوم ہوتے ہیں۔ کچھ مٹ گئے ہیں۔ کچھ تھوڑے تھوڑے باقی ہیں۔ جو باقی ہیں۔ ان میں سے دو حروف ک۔ اور ل بخط عبرانی پڑھے جاتے ہیں۔

ל اور כ

۱۷۔ موسائی قبریں

کشمیر میں قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے۔ کہ بعض بزرگوں اور بڑے آدمیوں کی قبریں ایک خاص طرز پر بنائی جاتی ہیں۔ جن کے ایک طرف سوراخ رہتی ہے۔ اور حضرت موسےٰ کے نام پر منسوب ہو کر وہ موسائی قبریں کہلاتی ہیں۔ ہمارے دوست غلام احمد صاحب احمدی کاکے پشورہ نے جو اس کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور اس کا بیان دیا ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

موسائی قبر کا نقشہ

غرب

اینٹوں کی بنی ہوئی

پختہ

شمال

جنوب

سوراخ

مشرق
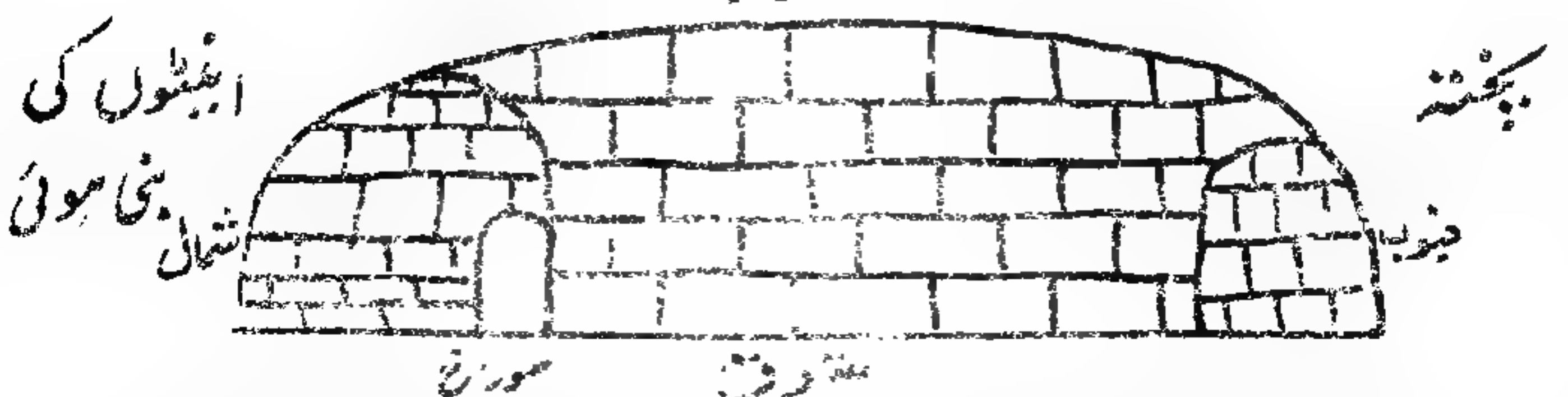
لمبائی - ۹ فٹ - اُوپر سے ڈاٹ ہوتی ہے۔
چوڑائی - ۵ فٹ - ۶ اِنچ -
اُونچائی - ۶ فٹ -
سوراخ پر پتھر رکھنے تھے -
یہاں کے لوگ خصوصًا سجادہ نشین مولوی - واعظ - پیرزادے مرنے کے وقت علی العموم وصیت کرتے ہیں - کہ ہمیں موسائی قبر بنانی چاہیئے - موسائی قبر سے مشہور ہے -

حلفیہ بیان عبد الخالق مسگر مرحوم

"میرے بچپن کے زمانے میں اس سوراخ سے خوشبو آتی تھی - اتفاقًا ایک دفعہ سیلاب کے وقت اس سوراخ سے پانی اندر گیا - بعد میں خوشبو آنا بند ہو گئی -"
شہزادہ یوز آصف نبی علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے -
عبد الخالق مسگر محلہ زدزہ بل متصل زیارت یوز آصف نبی عمر ساٹھ سال - اب وہ آٹھ سال سے دارِ فانی سے چلے گئے ہیں -
طالبِ دُعا - غلام احمد احمدی کالے پشورہ :

۱۲ - موسائی قبروں کا ایک نمونہ اور نقشہ اور اس کے متعلق تفصیلی شہادت ہمارے دوست عبد الکریم خاں یوسف زئی نے گلگت سے بھیجا ہے - جو فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔
بیان شیر خان ولد بلال احمد دین قوم ٹونگیہ عمر تخمیناً ۵۰ سال سکنہ شیر و تمذر (گیس) علاقہ گلگت کشمیر
میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں - کہ میں نے بچشم خود

پرانے زمانہ کا ایک قبر بمقام ثمنوٹ (موضع سندھی) علاقہ باسین (نگیس) گلگت کشمیر دیکھا ہے۔ جس کا حلیہ و رَف نقشہ حسب ذیل ہے
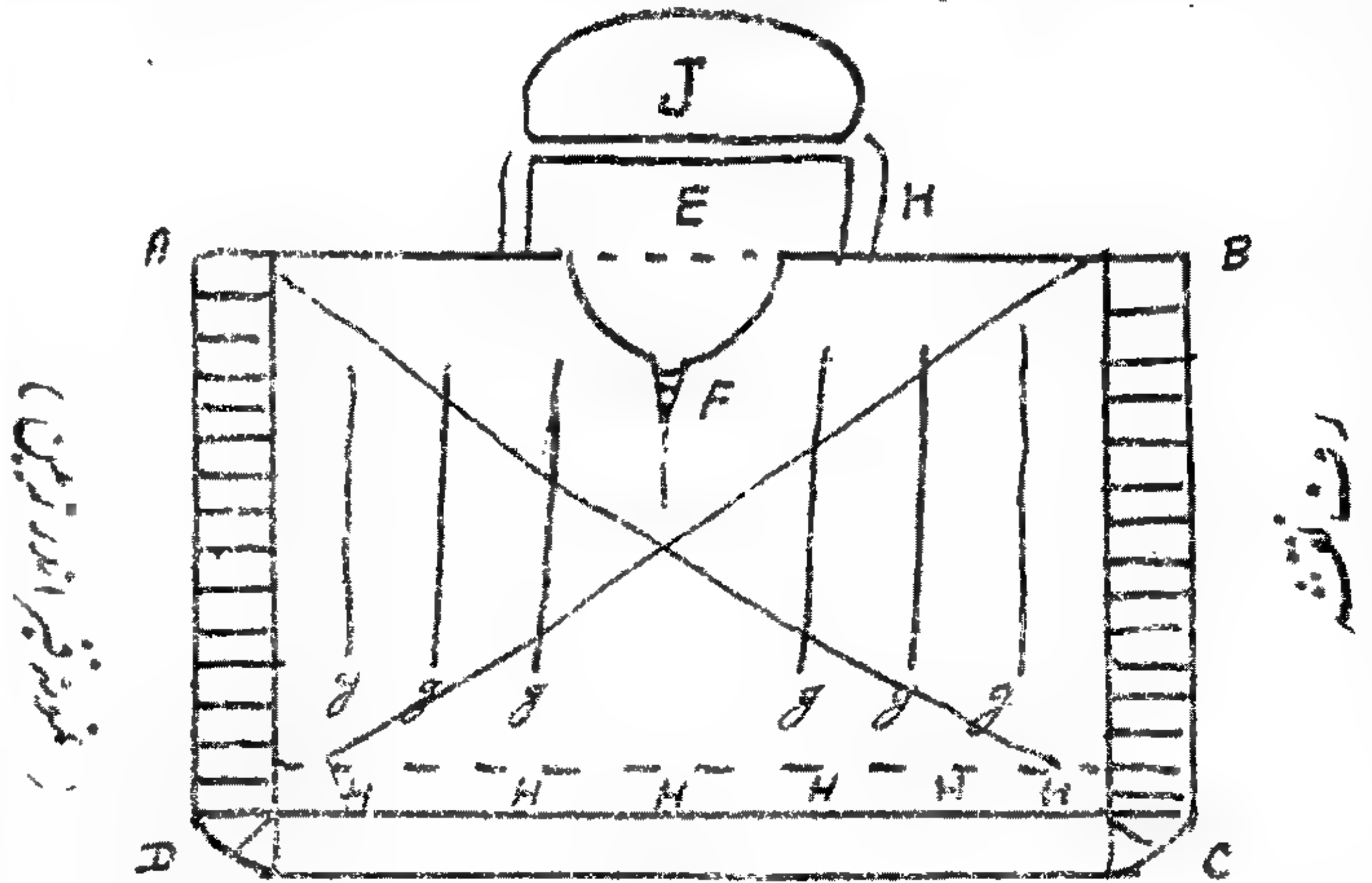
(١) A.B.C.D. = زمین کے اندر مدفون کمرہ مطابق رہائشی کمرہ

(٢) E = اس کے اندر اترنے کے لئے ایک طرف کا فی سوراخ

(٣) F = کچی سیڑھی جو کمرہ کے اندر اُترتی ہے۔

(٤) G = مکفن لاش رکھنے کے لئے کھلی جگہ (گڑھا وغیرہ ندارد)

(٥) H = ایک زمین میں گہری کھودی ہوئی نہر ایک سرے سے دوسرے سرے تک

(٦) X = لکڑی کا چھت

(٧) H = لکڑی کا ڈھکن جو دروازہ کے اوپر دیا جاتا ہے۔

(٨) J = پتھر جو لکڑی کے ڈھکن کے اوپر رکھا جاتا ہے۔

یہ ایک کمرہ کے سائز کا ایک زمین میں گڑھا کھودا ہوا ہے۔
اس کے اوپر ایک طرف سطح زمین کے ساتھ ہی درمیان میں ایک

سوراخ ہے جس میں سے آدمی کھلا اندر جا سکتا ہے۔ اگر وہ کھلا رہے۔ تو اندر سے ہر چیز بخوبی اس سے نظر آتی ہے۔ وہ کمرہ اوپر سے لکڑی سے چھتا ہوا ہے۔ اس دروازہ کے ساتھ ہی نیچے فرش تک کچی پتھروں کی سیڑھی ہے۔ اس کمرہ کے ایک لمبائی کی طرف تھوڑی جیسی چوڑی اور بہت گہری ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیز زمین میں کھودی ہوئی ہے۔ باقی فرش پر اندازاً چار مردوں کی علیحدہ علیحدہ ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ دور سے یہی اندازہ لگتا ہے۔ کہ آدمی کا کنکال پڑا ہوا ہے۔ لیکن مجھے ایک آدمی نے وہاں کہا تھا۔ کہ اگر اس کو چھوا جائے۔ تو وہ مٹی اور بالکل خاک ہے۔ دریافت حالات پر مجھے وہاں کے باشندگان نے یہ کہا تھا۔ کہ یہ پرانے زمانوں کی قبر کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہ کہ ایسی قبر خاص خاص مشہور اور خاص خاص بزرگ آدمی کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ اس طرف لکڑی کی بہت کمی ہے۔ تمام طور پر یہ رواج ناممکن تھا۔ مزید انہوں نے کہا۔ کہ جب کوئی لاش دفن کرنی ہوتی تھی۔ تو پتھر اٹھا کر دروازہ کو ایک طرف کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ بدبو وغیرہ نکل جائے۔ اور تازہ ہوا اندر جائے۔ پھر لاش کو کفن دے کر دروازہ سے نیچے اتارتے تھے۔ اور مصنوعی روشنی کے ذریعہ اس لاش کو قبلہ نما فرش پر معمولی طور پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جیسے اننا ناتت ۹۹۹۹۹۹۹۔ اس کے بعد اگر کوئی آدمی مرجاتا۔ تو پہلے بوسیدہ ہڈیوں کو اپنی جگہ سے گھسیٹ کر چیز میں ڈال دیتے تھے۔ اور خالی کردہ جگہ پر

تازہ مُردہ کو رکھ دیتے تھے۔ یہ قبر آج تک موجود ہے۔ اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہے۔ تو اب بھی وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔
نیز اسی قسم کی ایک اور قبر بمقام گھشٹ لاسپور (چترال) میں بھی میں نے دیکھی ہے۔ وہ قبر بھی ابھی تک موجود ہے۔
نیز ایسی ہی ایک قبر بمقام چترال مٹی کھودتے ہوئے تیلیوں کو ملی تھی۔ جبکہ ہز ہائی نس آف چترال کی شاہی مسجد کا کام خاص چترال میں شروع تھا۔ اس قبر میں سے ایک گھڑے جتنی کھوپڑی بھی ملی تھی۔ فقط ۵ ۳/ ۱۹۳۵
گواہ شد:- علی محمد لائن مین محکمہ تار ڈاکخانہ گوپس (گلگت کشمیر
العبد:- شیر خان لائن مین محکمہ تار ٹیلیفون ہوس بٹر (گلگت) کشمیر۔
گواہ شد:- محمد نہنت خان پوسٹ مین ڈاکخانہ گوپس (گلگت) کشمیر۔

۱۸۔ خرِ عیسےٰ کا کھر

مارتند کے پاس سڑک کے اوپر ایک پتھر میں ایک نشان دکھایا جاتا ہے۔ جس کو بعض لوگ حضرت امیر کے گھوڑے کا نقش قدم بتلاتے ہیں۔ اور بعض لوگ حضرت عیسےٰ کے گدھے کے کھر کا نشان کہتے ہیں۔ کرنیل کاک برن نے بھی لکھا ہے۔ کہ مجھے یہ نقش قدم عیسےٰ کے گدھے کا کھر کر کے بتلایا گیا۔ ملاحظہ ہو۔ فوٹو ۱۳۔

باب چہارم

دیگر کتابی شہادتیں

۱۔ عیسےٰ اور یسوع کے نام پر بہت سے پرانے نام

ملک کشمیر کی قدیم تاریخ اور جغرافیہ پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی ایک نام شہروں اور دیوتاؤں اور بادشاہوں اور معززین کے ایسے تھے۔ جن میں الفاظ یوز۔ عیسےٰ۔ آصف وغیرہ آتے تھے۔ چنانچہ سٹائن صاحب کی ترجمہ کردہ راجہ ترنگنی میں کئی ایسے نام ہیں۔

۱۔ جلد ۲ صفحہ ۳۶۹ میں پرانے دارالخلافہ کا نام پُرانہ۔ تھہ۔ عیش ٹھارہ لکھا ہے۔ اس میں ہر دو الفاظ یوز اور عیسےٰ شامل ہیں۔

۲۔ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ پر ایک عبادتگاہ کا نام یُز۔ متا۔ رورا لکھا ہے۔ جو یس۔ تھہ۔ عیسےٰ کی پرستش کے واسطے بنایا گیا تھا۔ اس میں ہر دو الفاظ یسوع اور عیسےٰ مخففاً موجود ہیں۔

۳۔ صفحہ ۱۰۲۔ بادشاہ یا لنکا کی ملکہ کا نام عیسانا دیوی تھا۔ یہ نام بھی لفظ عیسےٰ پر رکھا گیا معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ صفحہ ۱۲۔ جس دیوتا کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس کا نام یُز تھہ۔ عیسےٰ تھا۔

۵۔ ایک مندر کا نام بھٹ عیسےٰ تھا۔

۶۔ بدرگاؤں کے جنوب مشرق کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک پرانا مندر بنام عیسےٰ۔ لایا۔ مہا تیا ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب راجا ترنگنی انگریزی ترجمہ صفحہ ۴۹۱)

۷۔ کشمیر میں ایک بوٹی کا نام عیسےٰ ہے۔ جس میں یہ خاصیت ہے۔ کہ جہاں اگتی ہے۔ اس کے قریب کوئی اور بوٹی سرسبز نہیں ہوتے پاتی۔ (ملاحظہ ہو کتاب راجا ترنگنی فہرست مضامین صفحہ ۵۰۸)

۸۔ یسوع کے لفظ پر اور کئی ایک نام شہروں اور آدمیوں کے قدیم آیام میں ہو چکے ہیں۔ مثال کے طور پر

(ا) لیسا سکارا

(ب) بسو دہارا

(ج) لیسو سنگاہ

(د) لیسو متی

(ہ) لیسو راجا

(و) لیسو ورما

(ذ) بسو وتی۔ ایک ملکہ کا نام تھا۔ (ملاحظہ ہو کتاب راج ترنگنی انگریزی صفحہ ۱۵۱)

(ح) مقام سمین باسو۔ کتاب راج ترنگنی انگریزی صفحہ ۵۴

۹۔ مسٹر بارنٹ کی کتاب انٹکوڈیٹیز آف انڈیا (آثار قدیمہ ہندوستان) کے صفحہ ۱۴۳ میں لکھا ہے۔ کہ قدیم ہند میں ایک دیوتا کا نام عیسےٰ ناتھا اور ہندوستانی لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے

ہندو لوگ ہر قوم کے بزرگوں کی عزت کرتے اور ان کو اپنا دیوتا بنا لیتے تھے کچھ تعجب نہیں کہ عیسےٰ کو بھی اپنا دیوتا بنالیا ہو۔

۱۰۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے کہ ۴۸۰ سنہ میں ایک بادشاہ عیسےٰ وارا نام تھا۔ اور اس کے بیٹے کا نام عیسےٰ نادر تھا

۱۱۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۳ میں لکھا ہے۔ کہ ایک مہینہ کا نام عیشنی تھا۔

۱۲۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ علمِ نجوم میں سب سے اونچی جگہ عیشی پرگھبارہ کی ہے۔ جو چھتری کی طرح ہے۔ اور اس میں نجات یافتہ روحیں رہتی ہیں۔

۱۳۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے۔ کہ خیبر کے پاس ایک مندر ہے۔ اس کا نام عیش پولا ہے۔

۱۴۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے۔ کہ ایک بادشاہ عیشی غانا نام کماؤں میں حکمران تھا۔

۱۵۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے کہ ۸۴۳ سنہ میں دھولپو میں جو بادشاہ تھا۔ وہ یسوع کا کی اولاد میں سے تھا۔

۱۶۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ عیش دور عیسیٰ دور خداتعالےٰ کا نام ہے۔

۱۷۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے۔ کہ ۲۳۸ سنہ میں مغربی کشنر پیا کا بادشاہ کا نام یسوع دم تھا۔

۱۸۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ میں لکھتا ہے۔ کہ ورما دیو جو بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے باپ کا نام یسوع دیو تھا؛

۱۹۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے۔ کہ ۵۲۸ء میں وسط ہند کے ایک بادشاہ کا نام یسوع دھرمن تھا۔

۲۰۔ اور ۵۵۰ء میں ایک راجا کا نام یسوع بھٹیا تھا۔

۲۱۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۳ میں لکھا ہے۔ کہ وجیاگڑھ کے قریب ایک راجا کا نام یسوع وردھانا تھا۔ اور ایک راجا کا نام یسوع راٹا تھا۔

۲۲۔ ۵۶۵ء میں قنوج کے ایک راجا کا نام یسوع وداراتھا

۲۳۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے۔ کہ ۵۲۸ء قبل عیسوی میں یسوع دھرمن راجا نے کشمیر پر قبضہ کیا۔

۲۔ کتاب اصول کافی کی روایت

حضرت خواجہ جلال الدین صاحب شمس کاشمیری رسابق مبلغ شام و مصر نے میری توجہ مشہور کتاب اصول کافی کی طرف منعطف کرائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایسا زمانہ گزرا ہے۔ کہ کشمیر کے ساکنین سب توریت و انجیل کے ماننے والے تھے۔ وہ عبارت مع ترجمہ ذیل کی جاتی ہے۔

علی بن محمد وعن غیر واحد من اصحابنا القمیین عن محمد بن العامری عن ابی سعید غانم الهندی قال کنت بمدینة الهند المعروفة بقشمیر الداخلة واصحاب لی یقعدون علی کراسی عن یمین الملک اربعون رجلاً کلهم یقرء الکتب الاربعة التوراة والانجیل والزبور وصحف ابراهیم نقضی بین الناس ونفقههم فی دینهم ونفتیهم

فی حلالهم وحرامهم بفزع الناس الینا الملک فمن دونه فتجارینا ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلنا هذا النبی المذکور فی الکتب قد خفی علینا امره ویجب علینا الفحص عنه وطلب اثره واتفق رأینا وتوافقنا علی ان اخرج فارتاد لهم فخرجت ومعی مال جلیل فسرت اثنی عشر شهرا حتی قربت من کابل فعرض لی قوم من الترک فقطعوا علی واخذوا مالی وجرحت جراحات شدیدة ودفعت الی مدینة کابل فانفذنی ملکها لما وقف علی خبری الی مدینة بلخ وعلیها اذ ذاک داؤد بن العباس بن ابی الاسود فبلغه خبری وانی خرجت مرتادا من الهند وتعلمت الفارسیة وناظرت الفقهاء واصحاب الکلام فأرسل الی داؤد بن العباس فاحضرنی مجلسه وجمع علی الفقهاء فناظرونی فاعلمتهم انی خرجت من بلدی اطلب هذا النبی الذی وجدته فی الکتب فقال لی من هو وما اسمه فقلت محمد فقال هو نبینا الذی تطلب فسألتهم عن شرائعه " (اصول کافی ص۳۳۲ کتاب الحجۃ)

ترجمہ :- علی بن محمد اور اس کے علاوہ اور کئی قمی دوستوں نے محمد بن محمد عامر اور اس نے ابوسعید غانم ہندی سے بیان کیا۔ کہ اس نے کہا میں ہندوستان کے ایک شہر میں تھا۔ جو کشمیر داخلہ (یعنی اندرونی کشمیر) کے نام سے مشہور ہے۔ اور میرے اور چالیس ساتھی تھے۔ جو بادشاہ کے دائیں جانب کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ اور سب کے سب کتب اربعہ تورات انجیل۔ زبور صحف ابراہیم پڑھے

ہوتے تھے۔ اور ہم لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے اور انہیں ان کے دین میں فقیہ بناتے اور انہیں حلال و حرام کے متعلق فتوی دیا کرتے تھے۔ بادشاہ اور اس کے سوا سب لوگ ہماری طرف رجوع کرتے تھے۔ پس ایک دن رسول اللہ صلعم کا ذکر چل پڑا۔ تو ہم نے کہا۔ اس نبی کا تو ہماری کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ اور اس کا معاملہ اس وقت تک ہم پر مخفی رہا۔ اس لئے ہم پر واجب ہے۔ کہ ان کی تلاش کریں۔ اور اس کا پتہ لگائیں۔ اور جب ہماری رائے اس امر پر متفق ہوگئی۔ اور ہم سب نے اس پر موافقت کا اظہار کیا۔ کہ میں ان کے اس امر کی تلاش میں نکلوں۔ تو میں بہت سا مال لے کر نکلا۔ بارہ ماہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ میں کابل کے قریب پہونچا۔ تو کچھ ترک مجھے ملے۔ انہوں نے مجھ پر ڈاکہ ڈالا۔ اور میرا مال چھین لیا۔ اور مجھے سخت چوٹیں آئیں۔ اور میں شہر کابل میں لے جایا گیا۔ اور اس کے بادشاہ نے میرے حالات پر اطلاع پانے کے بعد مجھے شہر بلخ میں پہونچا دیا اور اس وقت رئیس بلخ داؤد بن العباس ابو اسود تھا۔ اور اسے میری آمد کی خبر پہونچ گئی۔ اور یہ کہ میں ہندوستان سے تلاش میں نکلا ہوں۔ اور میں نے فارسی زبان بھی سیکھ لی۔ اور فقہا اور متکلمین سے مناظرات کئے۔ تو ایک روز داؤد بن عباس نے مجھے اپنی مجلس میں بلایا۔ اور بہت سے فقہا کو جمع کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ میں اپنے شہر سے اس نبی کی تلاش میں نکلا ہوں جس کا ذکر ہماری کتب میں ہے۔ تو اس نے کہا۔ وہ کون ہے۔ اور اس کا کیا نام ہے۔ تو میں نے جواب دیا۔ اس کا نام محمد ہے۔ اس نے کہا۔ وہ

تو ہمارا نبی ہے۔ جس کی تو تلاش میں ہے۔ تو میں نے اس کی شرائع کے متعلق دریافت کیا۔ جو مجھے انہوں نے بتائیں۔

۳۔ایک پرانی تاریخ کا حوالہ

کشمیر میں غلام نبی صاحب گلکار ایک پرانے کشمیری خاندان کے ممبر ہیں۔ ایک دفعہ میں ان کے مکان پر گیا۔ تو ان کے کتب خانہ میں ایک پرانی قلمی کتاب بزبان فارسی دیکھی۔ جس کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس کے صفحہ ۲۲۲ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ملے۔

"درمعالم تنزیل مسطور است کہ شصت و پنج سال از استیلائے اسکندر در زمینِ بابل گذشتہ بود کہ عیسےٰ علیہ السلام تولد نمود وچوں سنِ شریفش بسی سالگی رسید مبعوث گشت و درسی وسہ سالگی از بیت المقدس بجانبِ وادیٔ اقدس مرفوع شدہ"

بیت المقدس تو سب جانتے ہیں۔ کہ فلسطین میں ہے۔ فلسطین سے حضرت عیسےٰ وادیٔ اقدس کو چلے گئے۔ وادیاں آسمان پر نہیں تو زمین پر ہی ہوتی ہیں۔ اس میں صاف اشارہ وادیٔ کشمیر کی طرف ہے:

اس قلمی کتاب سے ان الفاظ کا فوٹو ۲ میں ملاحظہ ہو۔ اور یہ کتاب اب غلام نبی صاحب گلکار کا عطیہ قادیان کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔

عیسےٰ مسیح اندلس میں

اسی قلمی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اندلس بھی گئے تھے۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔

"درمتون کتب تاریخ و اخبار مرقوم و اقلام بدائع آثار گذشتہ

کہ نوشتے گذرِ مسیح علیہ السلام با جمع کثیر از اصحاب ہدایت دارباب عوات بر زمین اندلس افتاد۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ "و در بسیارے از کتب معتبر مسطور است کہ بعد از انقضائے شش روز از زمین قضیہ در شب ہفتم آفرینندۂ افلاک و انجم عیسے علیہ السلام را بزمین فرستاد با یحییٰ بن زکریا۔ و مریم و بعضے از حواریون۔ ملاقات فرمودہ۔ نوشتے دیگر لوازمِ وصیت بجا آوردہ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ و باز عیسے علیہ السلام مراجعت نمود۔"

یعنی واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسے علیہ السلام زمین پر پھرتے رہے۔ اور پھر مراجعت کر گئے۔ کدھر گئے۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ آسمان کی طرف گئے۔

۴۔ منقول از تاریخ باغِ سلیمان

مصنفہ میر سعد اللہ صاحب شاہ آبادی۔ کشمیری

سیّد با صفا نصیر الدین	ہست از ان واصلان بزم یقین
روضۂ او بہ خانیار سرہ	ہست اندر مکان انز مرہ
ہم دراں روضہ ہست نشاں	قبر پیغمبریست نور افشاں
ہر کہ نزدیک آں عشاں تابد	بُوئے خوش درمقام خود یابد
نقل کردند راویاں کہ بکام	بود شہزادۂ بفضل تمام
ترک دُنیا نمود و سالک شد	درمقامِ سلوک مالک شد
بندگی چوں نمود با اخلاص	شد بہ پیغمبری ز یزداں خاص
گشت مبعوث خلق و شد ہادی	عاقبت رحمت نسبت از زن دادی

ہست آں مشکبوئے تربتِ او   کہ بہ یوز آصف است شہرت او

۵۔ ایک پرانی قلمی کتاب جو تاریخ انبیاء معلوم ہوتی ہے کشمیر میں ایک دوست کے مکان پر ملی۔ اس کے صفحہ ۲۲۰ پر لکھا ہے چوں عیسے سیاحت بسیار مے کرد ملقب بہ مسیح شد۔ اگر مسیح نے بعد واقعہ صلیب مشرق کی طرف لمبے سفر نہیں کئے۔ تو پھر سیاحت بسیار بے معنے ہوجاتی ہے۔

۶۔ کتاب تاریخ کبیر کشمیر الموسوم تحائف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار جلد اول مطبوعہ امرت سر ۱۳۲۲ ہجری کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے:۔

سید نصیر الدین خانیاری عالی درجہ است و عمر خود را کتمانِ حال گذرانید۔ قریب خانیار زیارت ایشان درمیان خاص و عام مشہور است و مقبرہ اس را روضہ بل می نامند۔ وبجوار قبر مبارک سید جانب جنوب بطرف پائے ایشان سنگ تربتے واقع است گویند کہ در زیر آں پیغمبرے مدفون است و بناء برآں آں مقام را بمقام پیغمبر شہرت دارد۔ و خواجہ اعظم مے نویسد کہ درزمانِ سابق یکے از سلاطین زادہا در پارسائی و تقویٰ بدرجۂ قصوٰی رسیدہ برسالت آں خطہ مبعوث شد و بدعوت خلائق اشتغال نمود۔ نامش یوز آصف بود۔ بعد رحلت در محلہ آنزمرہ قریب خانیار آسود۔ و صاحب اسرار الاخیار از وقائع ملک کشمیر کہ تصنیف ملا احمد علامہ است نقل مے کند کہ سلطان زین العابدین سید عبد اللہ بیہقی را با متاعے کشیر و تحائف دلپذیر از جانب خود نزد والی معرکہ یادے مؤدت قلبی داشت روانہ کرد۔ پس حذیفہ مصریم از طرف خود یوز آسپ کہ از احفادِ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا

فوٹو ۳

شہر سرینگر میں ایک قبر

فوٹو ۱۲

وعلیہ السلام بود نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت نامور ساخت
چوں سفیر مذکور وارد کشمیر شد با سلطان مراسم تعظیم و تکریم کماینبغی بجا
آوردہ باز پس رخصت یافت بعد چندگاہ ہمراتشت سید نعمت الدین
بیہقی کہ از جانب سلطان نزد شریف مکہ بطور رسالت و وکالت رفتہ
باز آمدہ و از جانب شریف مکہ بطور رسالت کاغذے مملو از پند و
نصائح بود و درمیان نامہ سورۂ واقعہ بخط کوفی مرقوم بود کہ مطابق
مضمون ہمیں سورہ عمل باید کرد۔ پس یوز آسپ بوساطت و مرافقت
سید موصوف تمام عمر خود را دریں دیار بسر برد فقط و از مرقد شریف
او ایمائے نبوت کذا فی تاریخ حسن۔ و اہل تشیع اعتقاد میدارند
کہ یوز آصف از احفاد حضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ عنہ
موجب آں در مقبرۂ مذکورہ آمد و رفت میدارند و در کتاب سوانح
عمری کہ بزبانِ عربی است مرقوم است کہ یوز آصف مذکور راجہ زادہ
بود ساکن مقام شولاپٹ از وطن مالوف خود سیر کنان در کشمیر رسیدہ
بعد توقف در آنجا انتقال نمود و در محلہ آنزمرہ مدفون شد و محلہ
آنزمرہ از محلہ خانیار و از مقام روضہ بل محلہ جداگانہ جانب غرب
واقع است فقط۔ و نیز میگویند کہ در وقت راجہ گوپا نند کہ حاکم ایں
شہر بودہ از جانب سوراخ دیوار مغربی زیارت گاہ موصوف بوئے
نافہ مے آید زنے برائے زیارت آمدہ بچۂ شیر خوار ہمراہ او بود۔ او
بول کرد و در سوراخ رسید بوئے نافہ ازاں وقت باز ماندہ۔ زن
مذکورہ دیوانہ شد۔ فقط۔ باید دانست کہ ہرگاہ کسے از روئے قطع
و یقین میگوئید کہ در مقبرۂ مذکور پیغمبرے از پیغمبران یا چنیں حضرت

عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون است بگمان ایں کہ ترجمہ عیسیٰ بزبان سریانی یوزآصف است محض کذب وافتراء وبہتانِ صریح است لابجسٍ نزولہ و بفصل وعواٰہ عند علماء اھل السنۃ والجماعۃ مطلقاً۔ و بعضے مے گویند کہ سنگِ تربتِ مذکورہ علامت و نشانہ قبرِ خلیفہ ایشان است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(نوٹ:- اس کتاب میں مذکورہ بالا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس واسطے اس میں مخالفانہ طرز اختیار کیا گیا۔ جیسا کہ علماء اسلام پہلے جمعہ کے خطبوں میں پڑھا کرتے تھے۔ موسیٰ کیجا عیسیٰ کجا۔ یعنی ہر دو فوت ہو گئے مگر اب انہوں نے خطبوں میں یہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اور اناجیل کی جن آیات پر حضرت مسیح موعود نے اعتراض کئے تھے۔ عیسائیوں نے نئے نسخوں میں سے وہ آیات ہی خارج کر دی ہیں۔ یا ان کے الفاظ بدل ڈالے ہیں)

۶- قلمی کتاب وجیز التواریخ کے صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔

"سید نصیر الدین مقبرہ ہیر در محلہ خانیار کہ بروضہ بل مشہور است واقع شدہ۔ گویند دراں جا قبر یوزآصف پیغمبر است کہ یکے از سلاطین زادہ بود بنا آوری بزہد و تقوی نشانہ صفت برسالت مردم کشمیر مبعوث شد۔ بعد عوت خلائق اشتغال نمود۔ گویند دراں وقت راجہ گوپانند فرمانروا است ایں شہر بودہ در سعد احمد بادان مغربی زیارتگاہ موصوف بسنے نافعے آبیدے"

کشمیر میں قبر موسےٰ

کتاب وجیز التواریخ قلمی کے صفحہ ۲۰۳ پر لکھا ہے۔ سنگ بی بی
از عارفات معروفہ بود۔ در ریاضت گوئے از مرداں ربود۔ نزدیک
مقبرہ او مکانے است مشہور بقبر موسےٰ (یہ مقبرہ علاقہ باندی پورہ
میں ہے)

۸۔ ایک قلمی تاریخ کی شہادت

حضرت سید زین العابدین شاہ صاحب جب ۱۹۳۲ء میں کشمیر
آئے تھے۔ تو انہوں نے ایک شخص کے پاس ایک عربی تاریخی قلمی کتاب
دیکھی تھی۔ جس میں یوز آسف کا ذکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ ایک
شیخ کبیر تھا۔ جس کا نام یوز آسف تھا۔ جو باہر سے کشمیر میں آیا۔ اور
اہل کشمیر کو وعظ و نصیحت کرتا۔ اور اس کی نصیحت سے لوگوں نے
نیکی اختیار کی۔ اور وہ بیماریوں کو اپنی دعا سے صحت دیتا تھا شروع
شروع میں وہ بہت غمگین رہتا تھا۔ لیکن قریباً ۵۰ سال اس
ملک میں رہے اور بہت اہل کشمیر کی اصلاح کے بعد اس کے ہموم و غموم
دور ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے ان دو صفحوں کا
جن میں یہ باتیں لکھی ہیں فوٹو لے لیا تھا۔ اور وہ فوٹو حضرت شاہ صاحب
کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ جب کشمیر آیا۔ اس
کے ہاتھ اور پاؤں متورم رہتے تھے۔ مگر پہلے سے اچھے ہو گئے۔ غالباً
یہ صلیبی میخوں کا اثر تھا۔ جو ابتداء میں باقی تھا۔ اس میں یہ لکھا ہے
کہ اس کے دس حواری تھے۔ دس غالباً اس واسطے کہ پطرس پیچھے رہ
گیا۔ اور یہودا اسکریوطی نے خودکشی کر لی تھی۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے

کہ ان دس جذامیوں کو نہلایا یعنی بپتسمہ دیا۔ اور کہ وہ بیماروں کو دعا سے شفا دیتا تھا۔

۹۔ کتب سنسکرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہندوستان آنے کا ذکر

ہمارے عزیز نوجوان بابو شیخ محمد شرما فاضل سنسکرت کراچی سے اپنے ۱۱ رجنوری ۱۹۳۵ء کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قبلہ جناب حضرت مفتی محمد صادق صاحب دام ظلکم:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض ہے کہ مسیح کی آمد ہندوستان کا مندرجہ ذیل ثبوت ہندو کتب سے ملتا ہے۔ جو یہ ہے:۔

"ایک بار شک دیش کا راجہ شالباہن ہمالہ کی چوٹی پر گیا۔ تو اس طاقتور راجہ نے ہون دیش کے نیچے میں ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ایک گورے رنگ والے سفید کپڑے پہنے ہوئے انسان کو دیکھا۔ راجا نے اس سے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ وہ خوش ہو کر بولا میں کنواری کے گربھ سے پیدا ہوا خدا کا بیٹا ہوں۔ ایشور کی مورتی ہردے میں پراپت ہونے کے کارن میرا عیسیٰ مسیح یہ نام مشہور ہے"

(بھوشیہ پرانی پرتی سرگ کھنڈ ۳-۱ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱)

(۱۰) ایک ہندو تصنیف سے ہمارے خیال کی تائید

ایک اور بات قابل ذکر یہ ملی۔ کہ ایک رامائن کی کتاب کسی ہندو نے لکھی ہے۔ اس میں ایک جگہ دو سکتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ مسیح جن

کا ڈنکا آج بڑے زور سے بج رہا ہے۔ وہ بھی تحصیل علم کے لئے ہندوستان
میں ہی آئے تھے۔ اخبار نائن ٹینتھ سینچری اکتوبر ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۵۱۵
میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ کہ ایک روسی سیاح ایم نواٹوویچ
کو تبت کی خانقاہ مقام ہمس میں ایک کتاب ملی ہے۔ جو یسوع مسیح
کی سوانح عمری ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں برہمنوں
اور بدھ پجاریوں سے تعلیم پاتا رہا۔ اسی طرح سندھ کے قدیم مکان
کھودنے سے ہیرنگٹن صاحب کو عبرانی زبان میں ایک بائبل ملی تھی
جس میں لکھا تھا۔ کہ عیسے المسیح نے ہندوستان میں تعلیم پائی ”قدیم
ہندوستان صفحہ ۹۰) (رامائن ایطرز ناول صفحہ ۱۳)

۱۱۔ مسیح کی نامعلوم زندگی

نکولس ناٹوویچ ایک روسی سیاح تھے۔ جو ۱۸۹۰ء کے قریب
ہندوستان سے ہوتے ہوئے کشمیر اور گلگت سے گذر کر لداخ پہنچے
اور وہاں بیمار رہ کر بدھ مذہب کی ایک خانقاہ میں کئی ماہ رہے
جہاں بدھ مذہب کے علماء انہیں اپنے کتب خانہ سے پرانی
کتابیں ترجمہ کر کے سنایا کرتے تھے۔ ان میں انہوں نے عیسے کے
حالات پڑھ کر سنائے۔ جو بالکل مسیح ناصری کے حالات تھے۔ اس
کتاب کا ترجمہ کر کے وہ ساتھ لے گئے۔ اور فرانسیسی زبان میں ایک
کتاب لکھی۔ جس کا ترجمہ انگریزی میں بھی شائع ہوا۔ اس کتاب کا
نام ہے۔

The Unknown Life of Jesus Christ

یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی۔ اس کتاب سے ظاہر ہے۔ کہ یسوع چھوٹی
عمر میں اس طرف آگیا۔ اور جب تیس سال کے قریب عمر کا ہوا۔ تو واپس
فلسطین گیا۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ اناجیل اربعہ میں اس کی زندگی
کے ابتدائی تین سالوں کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد آخری تین سالوں
کا ذکر ہے۔ درمیان کے ستائیس سال کی بابت اناجیل بالکل خاموش
ہیں۔ اس کتاب کا اب اردو زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔

اس مضمون پر خان بہادر غلام محمد صاحب کے نام ان کے ایک دوست
کا خط قابل اندراج ہے۔ اس واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیارے خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

وعلیکم السلام۔ مجھ کو آپ کا نوازش نامہ ۵ فروری کا آج ۴
مارچ [illegible] کو ضلع فیروزپور سے ایک سرکاری مقام پر ملا۔ جہاں میں دو دن
ہیں۔ میں نے لداخ کے قیام کے زمانہ میں وہاں کے پادری سے حالات دریافت
کرنے میں بہت کچھ کوشش کی۔ اور بہت سا مواد جمع کیا۔ اور بودھی
زبان کی بہت سی پرانی کتابیں دیکھیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے کتب قدیمہ
کے دو نسخے گرنتھ۔ اور کتاب کی اصل کاپی مثل ترجمہ کو میں نے دیکھا
تھا۔ یہ اصل کتاب سے بہت کچھ مختلف تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ناصری کی زندگی کے اکثر حالات اور اس علاقہ میں آنا اس کتاب سے
ثابت ہوتا تھا۔ اور بموجب تحریر اسی کتاب کے میں نے اس درخت
اور تالاب کا پتہ لگایا۔ جو لداخ سے لاسہ کو جاتے ہوئے بہت دور جاکر
راستہ میں آتا ہے۔ حاصل کلام میں ان سب معلومات کو ساتھ لے آیا

کیونکہ مجھکو ان علاقوں کی زبانوں کا حال اپنی تاریخ ٹرانس ہمالیہ لکھنا تھا۔

بندہ آپ کی خدمت میں چند دفعہ گلگت اور پونچھ میں حاضر ہوا تھا۔ اور وہاں بھی اپنے جنون کی تحقیقات میں رہتا تھا۔ مجھ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تاریخی کے نئے حالات سے بہت دلچسپی ہے لیکن سب کچھ ضائع کر بیٹھا۔ ویسے علاقہ تبت میں آنا پڑا سے بودھوں کی زبان تو بھی سیکھی ہے۔

اور جس تالاب اور درخت کا میں نے چند باب ۔ ہولاسہ کے راستہ میں ہے۔ جس کو حاجی صاحبان کے اکثر ممبر جانتے ہیں۔ اور حاجی غلام محمد صاحب مرحوم ان حالات سے زیادہ واقف تھے۔ بلکہ لاسہ کے راستہ میں اس درخت اور تالاب کا پتہ بہت مفصل ان ہی صاحب سے ملا تھا۔ جن سے نوٹ کیا ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ حاجی عبدالرشید صاحب ان حالات پر روشنی ڈال سکیں گے۔

خاکسار نظام الدین گورنمنٹ پنشنر مقام نو تار شنج سیالکوٹ

۱۱- انجیل فتح بر صلیب

مصر کی عیسائی خانقاہوں میں سے ایک پرانی انجیل نکلی تھی۔ جو مصر سے اٹلی اور اٹلی سے جرمنی اور جرمنی سے امریکہ پہونچی۔ وہاں انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی۔ اور اس کا نام ہے۔

The Crucifixion by an Eyewitness

واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت

اس کتاب کو حضرت میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور نے اردو

میں ترجمہ کر کے مارچ ۱۹۱۳ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب فرقہ ایسی نیز کے ممبر نے لکھی۔ جو واقعہ صلیب کے وقت موجود تھا۔ اور اس میں صاف اقرار کیا گیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مرا نہ تھا۔ بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتارا گیا۔ اور ایک کھلی غار نما قبر میں رکھا گیا اور دوستوں کی توجہ اور کوشش سے آہستہ آہستہ ہوش میں آگیا۔ گویا دوبارہ زندگی پائی۔ اور چند روز دوستوں کے پاس رہ کر کسی ملک کو چلا گیا ؛

متفرق تائیدی شہادتیں

ا۔ تولیت نامہ قبر یوز آسف

یہ تولیت نامہ ڈیڑھ سو سال سے قبل کا لکھا ہوا۔ آج کل ایک قصاب کے قبضہ میں ہے۔ جس کا نام محمد عنائی ہے۔ اور محلہ خانیار میں رہتا ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ اس تولیت نامہ کا فوٹو ملاحظہ ہو۔ اس میں صاف لکھا گیا کہ یہ ایک نبی کی قبر ہے جو راجہ گوپانند کے زمانہ میں ہندوستان آیا تھا۔ راجہ گوپانند کا زمانہ گویا حضرت عیسیٰ سے بھی قبل بتایا جاتا ہے۔ مگر ان تاریخوں کا تقرر

قیاسی ہے۔ اور اس میں دو چار صدیوں کا فرق ایک معمولی سی بات
ہے۔ اور دیگر روایات سے اس شہزادہ نبی کا زمانہ انیس سو سال
کے قریب بتلایا جاتا ہے۔ پس یہ نبی سوائے حضرت عیسٰے کے اور کوئی
نہیں ہو سکتا۔ اس تولیت نامہ کی اصل عبارت بزبانِ فارسی درج
ذیل ہے:-

سنہ ۱۱۹۰ھ
خادم شرع محمدی مفتی
ملا فاضل

دریں ولا در محکمہ علمیہ عالیہ دار العدالت قضایا حاضر آمدہ مسمی
رحمان خان ولد امیر بار کرلو رحال ہمیں سنہ کہ بزیارت شریف
یوز آصف پیغامبر علیہ السلام مرقد یکہ مشتمل بر صرف امراء و وزراء
وسلاطین در زمرۂ سادات و عوام و خواص براہ نذر و نیاز مرشد آں را
کماینبغی وعے حقدار است۔ و دیگر آں را از مداخلت امتناع بود بعد
اخذ شہادت ہمچنیں ثابت شد کہ در عہد حکومت راجہ گوپادت
کہ بانی عمارت کوہ سلیمان و بُت خانہا بسیار است شخصے مرتاض
یوز آصف نام پادشاہ زادہ ہندوستان کہ تارک دُنیا شدہ متورع
و مفرد است۔ روز و شب از ریاضت و عبادت خداوند تعالٰے
کے آسود۔ اکثر در خلوت میگذارند تا آنکہ بعد فرو شدن آب طوفان
نوح کشمیر آباد شدہ بود و مردمان ہمگی و بُت پرستی اشتغال در وز
دیدند۔ یوز آصف پیغامبر بر رسالت مردمان کشمیر مبعوث شدہ۔
براہ توحید میخواندند تا سال اجلش در رسید و ممات یافت کہ دریں
زمان باسم روضہ بل مشہور است بسال ۱۱۸۰ہجری سید نصیر الدین

از اولاد امام موسےٰ علی رضا است - بجوار یوز آصف تدفین گزید چونکہ زیارت گاہ مرجع خواص و عوام است و رحمان خان مذکور از قدیم نسلاً بعد نسلٍ خادم زیارت گاہ است ہمیں قدر کہ اعالی و اسافل نذر و نیاز میرسد و سے را اختیار است و دیگران را استحقاقے درسے نیست - لہٰذا وثیقہ ہذا سند باید ۔ المرقوم ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۹۴ھ

العبده

مہری محمد اعظم   مہری محمد اکبر   عبدالشکور   مہری تعبیر بابا محمد اعظم

مہری رضا اکبر   مہری حافظ احسن اللہ   مہری محمد اکبر -   خادم درگاہ -

العبده

مہری عطا   خضر محمد   نشان قائم شاہ -

۲- بیسوی

بیسوی کشمیریوں کی ایک قوم کا نام ہے - شیخ قائم بیسوی بابا محمد ولی بیسوی اور کئی ایک ولی اس نام کے ہوئے ہیں جن کے نام درج کتب تواریخ بھی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ بیسوی سے بگڑ کر یا اختصار ہو کر بیسوی لفظ بن گیا

۳- خانہ دامادی کا رواج

خانہ دامادی کا رواج کشمیر میں عام ہے - لیکن اوقات خانہ داماد کے ساتھ میعاد بھی مقرر کی جاتی ہے - کہ کتنا عرصہ خسر کے گھر رہیگا - یہ رسم بھی بنی اسرائیل سے کشمیریوں میں آئی ہے -

۴۔ ننگا نہانا

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال کانت
بنو اسرائیل یغتسلون عراة ینظر بعضهم الی بعض

بخاری شریف کتاب الغسل۔ باب من اغتسل عریانا وحدة
من الخلوة ومن تستر فالتستر افضل

ص۴۲ مطبوعہ مصر جلد اول۔

ترجمہ حدیث بخاری شریف۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے اور ایک دوسرے کو ننگے دیکھتے۔
کشمیر کے دوستوں سے معلوم ہوا۔ کہ اہل کشمیر کی بھی یہی عادت
چلی آتی ہے۔ کہ مرد عورت سب ایک جگہ ننگے نہاتے ہیں۔ اور اس
بات سے کچھ شرم نہیں کرتے۔

مولوی فاضل غلام احمد صاحب ایڈیٹر اخبار اصلاح اپنے خطبہ
مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۳۳ء میں لکھتے ہیں۔ بخاری کی ایک حدیث ہے
کہ بنی اسرائیل ننگے اور اکٹھے نہایا کرتے تھے۔ کشمیر میں یہ رسم اب تک رائج
ہے۔ اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے۔ ننگے نہاتے ہیں اور اکٹھے۔

۵۔ ایک یہودی عالم کی بتائی ہوئی علامت

مسٹر حزقیل ایک یہودی عالم ہیں۔ جو بمبئی میں رہتے ہیں۔ پہلے
ایک یہودی درسگاہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اب پنشن لے چکے ہیں۔ میں
نے بی۔ اے کے امتحان میں جب عبرانی لی تھی۔ تو وہ ممتحن تھے۔ اس
وقت سے ان سے تعلقات ہیں۔ اب میں نے انہیں خط لکھا۔ کہ کیا
آپ اس مسئلہ پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا

کہ ایک علامت ایسی ہے۔ کہ جس سے اس امر کا فیصلہ بآسانی ہو سکتا ہے۔ یہود اپنے مذہبی حکم کے لحاظ سے کھانے میں گھی مکھن یا چربی کا تڑکا نہیں لگاتے۔ صرف تیل کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں۔ تب بھی یہ بات بطور عادت ان میں قائم رہتی ہے۔ آپ دریافت کریں۔ کہ کشمیری کس چیز کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور میں نے جب اس کی تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ تیل کے سوا کسی چیز کا تڑکا نہیں لگاتے۔ جو ان کے یہودی النسل ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ مولوی ہمدانی صاحب ایک کشمیری لیڈر ہیں۔ موجودہ سیاسی تحریک میں انہیں حدود کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب جو واپسی کی اجازت ملی۔ تو میں ان سے ملنے گیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا حال ہے۔ کہنے لگے۔ کہ اس طرف سب گھی کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اس لئے میں بیمار ہو گیا ہوں۔ تو تیل کا تڑکا کشمیریوں کا قومی رواج ہو گیا ہے۔ اور امیر و غریب سب تیل ہی کا تڑکا استعمال کرتے ہیں۔ اور اس طرح سے تیل کی بنائی ہوئی علامت کشمیریوں میں موجود ہے۔

۱۴۔ بھائی کی بیوہ سے شادی کرنیکا رواج

کشمیر میں یہ رواج عام ہے۔ کہ ایک بھائی کے مرنے پر دوسرا اس کی بیوہ سے شادی کر لیتا ہے۔ یہ رواج بھی بنی اسرائیل سے ان میں آیا ہے۔ کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کے لئے اس کی بیوی سے نسل چلا۔ اور بنی اسرائیل میں اس کا رواج عام تھا۔

۷۔ قبر عیسیٰ کے متعلق شہادت منشی ظفر احمد صاحب

مکرمی اخویم حضرت منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدام اولین سابقین میں سے ہیں۔ ان ایام سے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں سے ہیں۔ جبکہ حضرت صاحب کا کچھ دعویٰ ابھی نہ تھا۔ اور براہین احمدیہ کے مسودات لکھے جاتے تھے۔ ابتدائی ایام میں وہ اکثر قادیان میں رہتے۔ اور لدھیانہ اور امرتسر اور لاہور کے سفروں میں اکثر حضرت صاحب کے ساتھ رہتے۔ آجکل ریاست کپورتھلہ کی ملازمت سے پنشن لے کر کپورتھلہ میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی زندگی کی زیادتی سے اور صحت کی بحالی سے جماعت کو متمتع کرتا رہے آمین۔ ان کی تصویر ملاحظہ ہو۔ فوٹو ۱۱

قبر عیسیٰ کے متعلق شہادت منشی ظفر احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی :۔

سال ۱۹۱۷ء میں کمترین اور منشی محمد عظیم صاحب حال پنشنر اسسٹنٹ مینجر اودھ۔ ہمراہی دیوان سربشر داس صاحب چیف جج ہائیکورٹ حال ہوم منسٹر کپورتھلہ بارادہ سیر کشمیر جموں سے پاپیادہ منزل بمنزل سری نگر پہونچے۔ راستہ میں ویری ناگ دو تین دن رہے قصبہ ویری ناگ میں ایک سید صاحب جاگیر دار ریاست رہتے ہیں۔ انہوں نے ہماری دعوت کی۔ جن کے مکان پر ہم گئے۔ سید صاحب ذی علم خاندانی آدمی ہیں۔ اور ان کے یہاں کافی کتبخانہ ہے۔ ان سے میں نے دریافت کیا کہ آیا سری نگر میں کوئی مزار کسی نبی کا ہے۔ انہوں

نے فرمایا۔ کہ ایک پرانا مزار محلہ خانیار میں ہے۔ جو عیسٰے صاحب کے
نام سے مشہور ہے۔ اور ایک پرانی قلمی تاریخ کشمیر میں ان کے حالات
درج ہیں۔ اور وہ کتاب ہمارے کتب خانہ میں شاید ہو۔ مگر اب
مدت سے دیکھی نہیں۔ پھر ہم سری نگر پہونچے۔ اور چند روز کے
قیام کے بعد خاکسار اور منشی محمد تقیم صاحب موصوف بغرض زیارت
مزار حضرت عیسٰے علیہ السلام محلہ مذکورہ میں گئے۔ راستہ میں چند
آدمیوں سے دریافت کیا۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا مزار شریف
کہاں ہے۔ تو ہر ایک یہی کہتا رہا۔ کہ یہاں کوئی قبر عیسٰے علیہ السلام کی
نہیں۔ پھر ایک شخص دوکاندار کو ذرا سختی سے کہا۔ اور اس نے
یہ معلوم کر کے کہ ہم ریاست کپور تھلہ سے آئے ہیں۔ ناچار دوکان پر سے
اٹھا اور ہمارے ساتھ نشان دینے کے لئے چلا۔ اس نے راستہ
میں بتلایا۔ کہ دراصل یہ ایک نبی کی قبر ہے جس کو عیسٰے کی قبر بتاتے
ہیں۔ مگر اب چند روز سے یہاں علماء نے آکر وعظ کئے۔ اور سختی سے
روکا۔ کہ کوئی شخص آئندہ اس قبر کو عیسٰے صاحب کی قبر ظاہر نہ کرے
ورنہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اس وقت سے ہم لوگ بوجہ خوف
برادری اس قبر کا پتہ نہیں دیتے۔ پھر وہ ہم دونوں کو مزار شریف
پر لے گیا۔ اس وقت وہاں پر ایک ضعیف العمر عورت مجاور تھی
جس کی عمر سو برس کے قریب ہوگی۔ اس نے از خود ہی بتلایا۔ کہ
یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔ یہ نبی اللہ کی قبر ہے۔ جو دور دراز ملکوں سے
کابل ہوتے ہوئے یہاں آئے۔ اور یہاں پر پند و نصائح کرتے
رہے۔ اس کو شہزادہ نبی بھی کہتے ہیں۔ عیسٰے صاحب بھی کہتے ہیں

یسوع مسیح بھی کہتے ہیں۔ غرضکہ اس نے طول و طویل حالات بیان
کئے۔ جواب یاد نہیں رہے۔ وہ حالات سن کر جب ہم مقبرہ کے اندر
جانے لگے۔ یعنی فاتحہ خوانی کے لئے تو اس آدمی ہمراہی نے روکا۔ کہ
نبی اللہ کی قبر ہے۔ اندر گنبد کے نہیں جانا چاہیئے۔ مگر ہم نے اندر جاکر
فاتحہ پڑھی۔ تعویذ اوپر ہے۔ مگر اصل قبر تہ خانہ میں ہے۔ لیکن اس
میں اندر جانے کے لئے اب راستہ بند ہو گیا ہے۔ اس وقت ایک
بڑا روزن ناقابل گذر انسان تھا۔ وہاں کے آدمی یہ ذکر کرتے تھے۔
کہ اس میں سے خوشبو آتی تھی۔ یہ حالات ہم خدا کو حاضر و ناظر جان
کر بحلف تحریر کرتے ہیں۔ ۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء

بندہ محمد عظیم نائب ناظم منسٹر علاقہ اودھ۔
خاکسار ظفر احمد بشیر رجسٹرار ہائیکورٹ کپورتھلہ۔

چونکہ سری نگر میں قریباً ایک ماہ یا زائد میں رہا۔ اس لئے تنہا
میں کئی دفعہ مزار شریف گیا۔ اور وہاں جاکر کچھ عرصہ بیٹھتا تھا۔ ایک
دفعہ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ تو یکایک میں نے دیکھا۔ کہ بڑا دریا بہ رہا
ہے۔ اور گویا یہ مزار لب دریا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ چونکہ نبی اللہ
کا مزار شریف ہے۔ اس لئے ان کے فیضان روحانی کو دریا کی صورت
میں مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت ایک خاص سرور اور لذت
مجھکو محسوس ہوتی تھی۔ پھر وہاں سے واپسی کے وقت ایک دو منزلہ
مکان میں زیریں مکان جو نشست گاہ تھا۔ مولوی عبید اللہ صاحب
بسمل جو افسوس ہے کہ اب غیر مبایع ہیں، درس قرآن مجید کا دے
رہے تھے۔ اور سامعین کا اچھا مجمع تھا۔ مولوی صاحب ترجمہ اور تفسیر

کشمیری زبان میں کرتے تھے۔ انہوں نے مجھکو دیکھ لیا۔ اور بڑی محبت سے اُٹھکر بغلگیر ہوئے۔ اور اصرار کے ساتھ مجھکو ٹھہرا لیا۔ میں پنڈت رام رتن صاحب جو پونچھ کے وزیر رہ چکے ہیں۔ ان کی کوٹھی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ بہر حال مولوی صاحب نے مجھکو رات بھی جانے نہ دیا۔ اور بڑی تواضع سے پیش آئے۔ اور رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سلسلہ کلام رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ باوجود عالم ہونے کے وُہ خاموش ہو ہو جاتے تھے۔ اور ان کے پاس سوائے مولوی محمد علی صاحب کے تاریخوں کے فلاسفی ایجاد بندہ کے اور کچھ نہ تھا۔ بالآخر میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ ان الہامات کو مانتے ہیں۔ جن میں نبی اور رسول کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں ان کو خدا کی خالص وحی جانتا ہوں اور ان پر میرا ایمان ہے۔ میں نے کہا۔ کہ خدا کے کلام کو آپ فضول اور عبث بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ نعوذ باللہ میں نے عرض کیا۔ کہ ایک شخص نہ نبی ہے۔ نہ رسول ہے۔ مگر خدا تعالےٰ ان کو نبی اور رسول کر کے مخاطب فرماتا ہے۔ اس کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے۔ فرمانے لگے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانے بغیر چارہ نہیں۔

میں نے دوران گفتگو میں ان سے یہ بھی کہا تھا۔ کہ قرآن کریم میں جہاں یا ایھا الناس یا یاایھا الذین آمنوا ذکر کر کے مخاطب کیا گیا ہے۔ آپ کے مسلک کے مطابق ان سے مراد آدمی یا مومن نہیں ہیں۔ غرضکہ ساری رات اسی قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ مولوی صاحب میں بے شک یہ خوبی تھی۔ کہ وُہ جلدی مان جاتے تھے۔ ہاں میں یہ
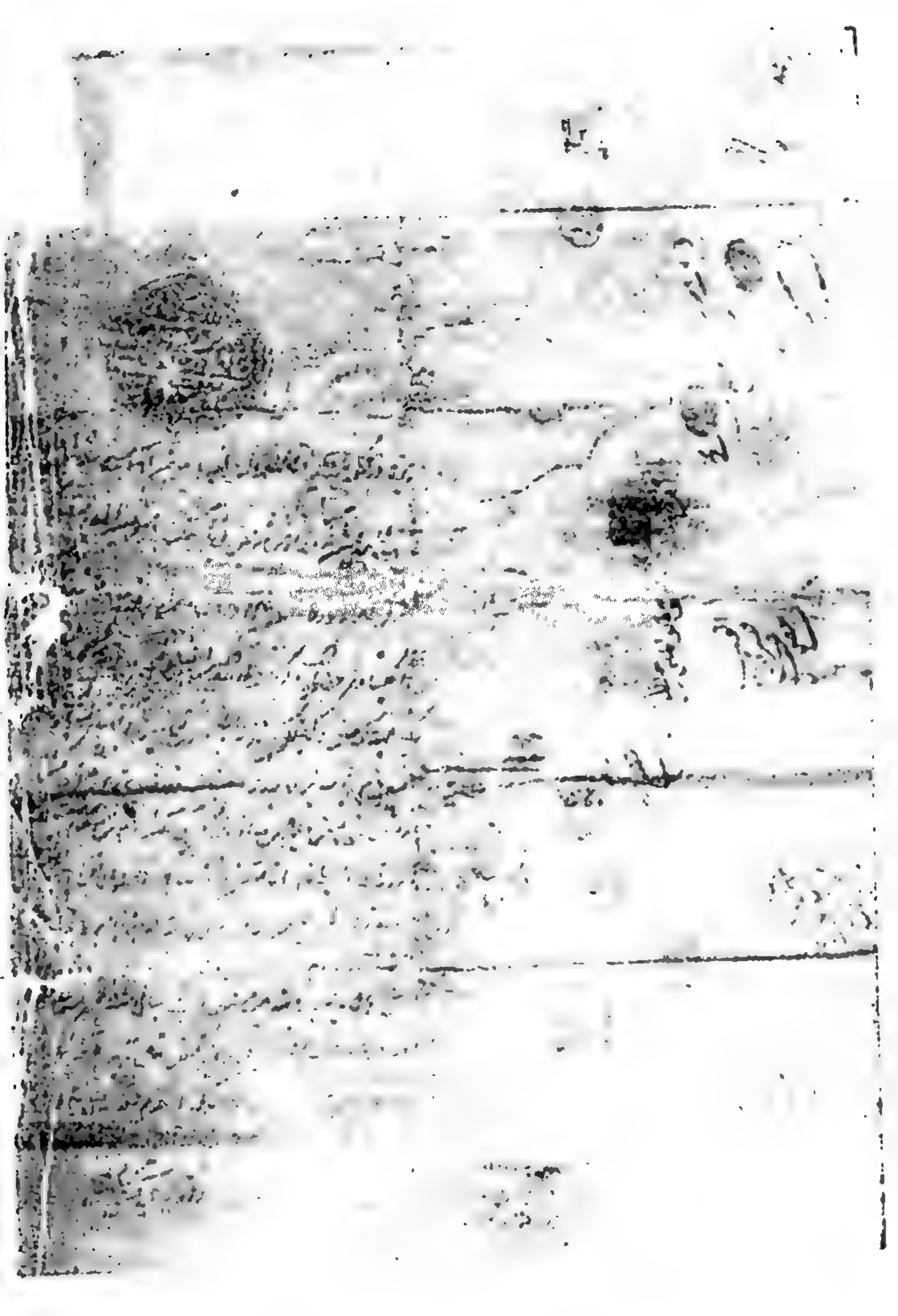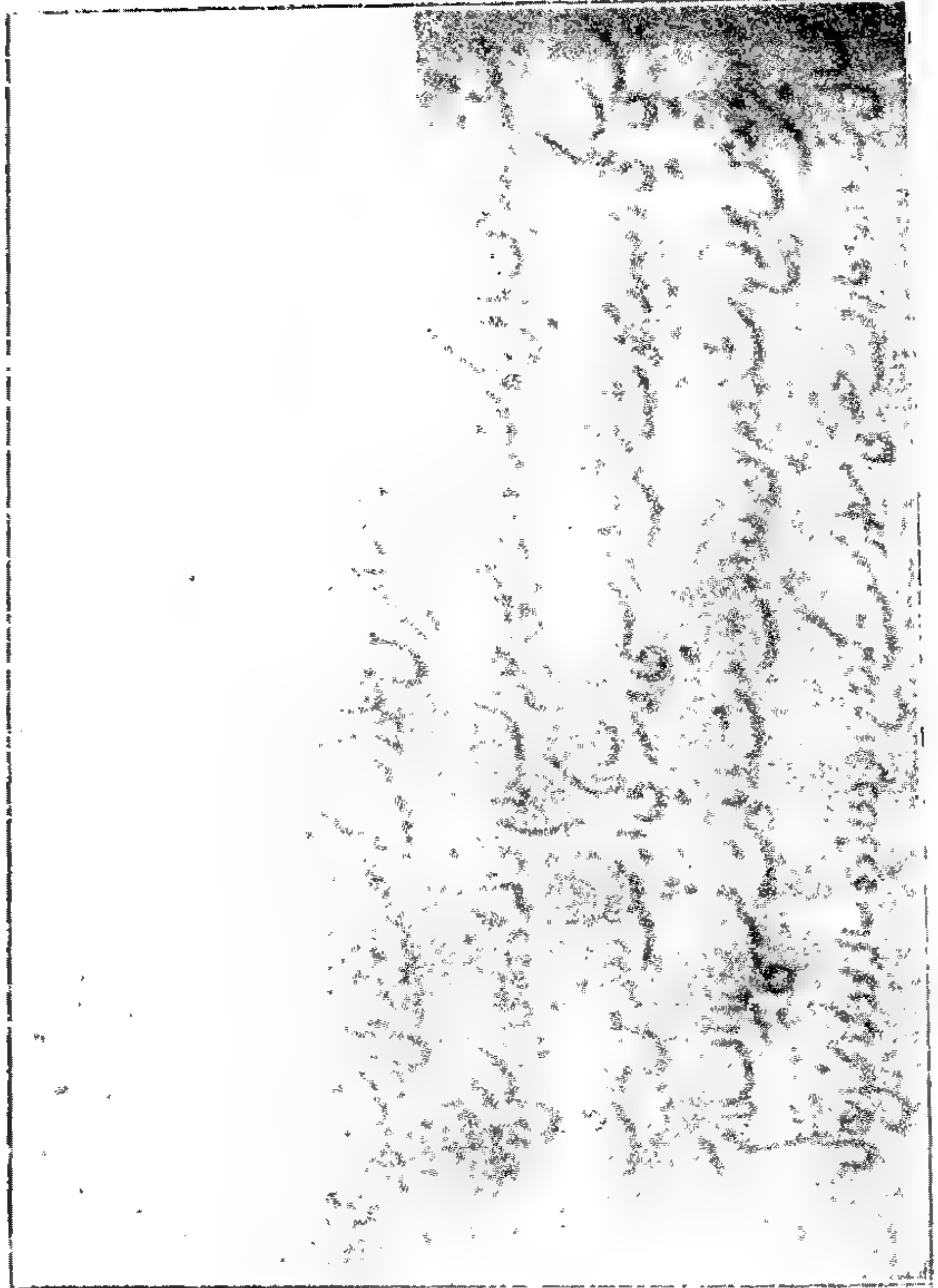
بھول گیا۔ مجھکو مولوی عبداللہ صاحب نے بتایا۔ کہ پورانی تاریخ کشمیر میں لکھا ہے کہ اس جگہ دریا تھا۔ اور یہ مزار لب دریا واقعہ تھا۔ جیسا کہ مجھے وہاں رؤیا ہوا۔ (ظفر احمدؐ)

منشی محمد عظیم صاحب جن کی شہادت اوپر درج ہے غیر احمدی ہیں۔ (صادق)

مولوی فاضل عبدالواحد صاحب کا خط

۸۔ اقوام کشمیر کے نام اقوام یہود کے ناموں سے ملتے ہیں۔

مولوی فاضل عبدالواحد صاحب مبلغ محمدرہ ۵ اپنے خط مورخہ ۱۹ ستمبر میں عاجز کو لکھتے ہیں۔

کشمیر کی اقوام میں بنی اسرائیل کی دو معروف قومیں ابھی تک بجنسہٖ موجود ہیں۔ ایک لاوی۔ آسنور کے متصل موضع منزگام میں اس قوم کے کئی گھرانے ہیں۔ اسی طرح باقی کشمیر میں بھی منتشر ہیں۔ ان میں سے شعبان لاوی احمدی ہے۔ یہ لوگ لاوی بن بنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد معلوم ہوتے ہیں۔

۹۔ سید زین العابدین صاحب کی شہادت

حضرت سید زین العابدین صاحب پروفیسر ایوبیہ کالج واقع یروشلم و پرنسپل سلطانیہ کالج دمشق جو بہت عرصہ بلاد فلسطین اور شام میں رہ آئے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جب میں سرینگر کے گلی کوچوں میں پھرتا ہوں۔ تو بسا اوقات مجھے ایسا خیال ہو جاتا ہے کہ میں شام میں ہوں۔ ہر دو ملکوں کے گلی کوچوں کا طرز بالکل ایک جیسا ہے

۱۰۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کا قول

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ روایت کیا کرتے تھے۔ کہ جب ہم جموں میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے پاس شاہی طبیب تھے۔ تو کشمیریوں کے حالات مظلومی پر رحم کھا کر بعض دفعہ مہاراجہ کے پاس بطور سفارش کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ تو مہاراجہ کہا کرتے تھے۔ مولوی صاحب! آپ کو معلوم نہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے بادشاہ کی بغاوت کی تھی اور اس بادشاہ نے انہیں بطور سزا کے ان کے ملک سے نکال کر یہاں بھیج دیا۔ جیسا کہ انگریز بھاری مجرموں کو کالے پانی بھیجتے ہیں۔ چونکہ ہمیں اس وقت اہلِ کشمیر کی تاریخ سے چنداں دلچسپی نہ تھی۔ اس واسطے ہم نے مہاراجہ سے کبھی یہ نہ پوچھا۔ کہ وہ بادشاہ کون تھا۔ جس نے اس قوم کو کشمیر کی وادی میں مقید کیا۔

(غالبًا قبل مسیح جب یہودیوں کو بعض مشرک بادشاہوں نے فلسطین سے خارج کر دیا۔ اس وقت بعض قومیں کشمیر کو بطور قیدی بھیجی گئیں۔ مؤلف)

۱۱۔ ایک کشمیری مسافر کی شہادت

ہمارے مکرم دوست چوہدری محمد حیات خان صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس و میونسپل کمشنر حافظآباد لکھتے ہیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے آپ کی تقریر جلسہ سالانہ میں سٹیج پر آپ کی خدمت میں ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ تھا

آپ تک نہ پہونچا ہو۔ آج پھر ان کشمیریوں کو دیکھکر خیال آیا۔ کہ آپکی خدمت میں عرض کردوں۔ کہ یہاں شہر حافظآباد میں میاں غلام رسول ولد غلام محمد۔ خالق محمد ولد نور محمد اقوام کشمیری سکنائے اسلام آباد متصل سری نگر ایام سرما سے کام محنت مزدوری کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان کو کچھ کام دیا۔ اور سرسری طور پر دریافت کیا۔ کہ کیا کبھی آپ سرینگر گئے ہیں۔ یہ بات میں نے چند غیر احمدی اور ہندو زرگر کے سامنے دریافت کی۔ جواب ملا۔ کہ ہاں کئی دفعہ سری نگر گئے ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ کہ شہر کے اندر جو قبریں ہیں۔ کسی کا کچھ پتہ ہے۔ تو بے تکلف انہوں نے جواب دیا۔ کہ قبریں تو بہت ہیں۔ مگر ایک قبر جو محلہ خانیار میں ہے۔ بہت مشہور ہے۔ اس کو عیسےٰ نبی کی قبر کہتے ہیں۔ ان کی سادگی اور فوراً جواب پاکر وہ غیر احمدی حیران رہ گئے۔ اور کہنے لگے کہ واقعی احمدی صاحبان بلا تحقیق کوئی بات نہیں کرتے۔ واقعی عیسے کی قبر ہوگی۔ مگر ہم کیا کریں ملاں لوگ پیچھا کرنے نہیں دیتے۔ چولہ باوا نانک صاحب کی طرح یہ بھی پکی بات معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ آپ ایک جدید کتاب جدید معلومات کے متعلق تحریر فرما رہے ہیں۔ اگر ممکن ہو۔ تو اس نوٹ کو بھی درج فرمایا جائے۔

(۱۲) حضرت خلیفہ نورالدین صاحب ساکن جموں

(ملاحظہ ہو فوٹو عنا)

حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جن کو ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبر مسیح کے متعلق تحقیقات کے واسطے کشمیر بھیجا تھا۔ انہوں نے اپنے حالات جو عاجز کو لکھے ہیں۔ درج ذیل ہیں:۔

"میری عمر اس وقت ۸۵ سال ہے۔ میں ابتدائے جوانی میں گجرات میں رہتا تھا۔ اور اس وقت فرقہ اہل حدیث کا ابتدائی چرچا تھا۔ اور پبلک میں اس کی سخت مخالفت تھی۔ ان کی باتیں معقول پاکر میں بھی اہل حدیث میں شامل ہو گیا۔ ایک دفعہ سیال شریف جاتے ہوئے راستہ میں بھیرہ مولوی سلطان احمد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ میرا بھائی نورالدین نام مکہ میں حدیث پڑھ رہا ہے اس طرح پہلی دفعہ میں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اول کا حال سُنا۔ پھر جب میں نے سُنا۔ کہ مولوی صاحب مکہ سے واپس بھیرہ آ گئے ہیں۔ تو میں انہیں ملنے کے واسطے گیا۔ اور ان کے عقائد اور تحقیقی مسائل سے متفق ہو کر ایک عرصہ ان کے پاس رہا۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی جموں آ گیا۔ جب حضرت مرزا صاحب کی خبر ملی۔ ان کی ملاقات کے واسطے قادیان گیا۔ ایک عرصہ رہا۔ جب حضرت مرزا صاحب نے بیعت لینی شروع کی۔ تو میں نے بھی بیعت کرنی چاہی۔ مگر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا۔ کہ ہمارا داماد عبدالواحد (پسر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مقیم امرت سری) کو پہلے سمجھانا ضروری ہے۔ وہ بیعت کرنے والوں کی بات کو نہ سُنے گا۔ تم ابھی بیعت نہ کرو۔ اور اسے سمجھاؤ۔ میں اسے سمجھاتا رہا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ اور جب حضرت مسیح موعودؑ دہلی سے واپس آئے۔ تو میں نے بیعت کر لی۔ اس وقت کتاب نشان آسمانی لکھی گئی تھی۔

جب کشمیر میں ایک دفعہ سخت ہیضہ ہوا۔ اس وقت میں سرینگر

میں ملازم تھا۔ میری ڈیوٹی لگی۔ کہ شہر کے مختلف حصوں میں پھر کر لوگوں کو صفائی اور علاج وغیرہ کی طرف متوجہ کروں۔ اس وقت سرینگر کے محلہ خانیار میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے شہزادہ نبی یوز آسف کی قبر کہتے ہیں۔ اور بعض اُسے حضرت عیسےٰ نبی کی قبر بھی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت مولوی صاحب کے اس بات کی رپورٹ کی۔ مگر وہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس کے بعد جب حضرت مولوی صاحب قادیان آ گئے۔ اور ایک دفعہ اتفاقاً اس امر کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا۔ تو حضرت صاحب نے مجھے بلوایا۔ اور اس امر کی تحقیقات کے واسطے کشمیر بھیجا۔ اور مبلغ ۵۰ سفر خرچ کے واسطے دیا۔ جو میں نہ لیتا تھا۔ مگر حضرت صاحب کے اصرار پر بطور تبرک کے لے لیا۔ چار ماہ کشمیر ۵۶۰ آدمیوں کے دستخط کرائے۔ کہ یہ قبر حضرت عیسےٰ نبی کی ہے۔ جو یہاں انیس سو سال سے مدفون ہیں۔ دستخط کرنے والوں میں اس وقت کے علماء۔ تجار۔ پیشہ ور۔ امیر و غریب مسلم۔ ہنود ہر قسم کے اصحاب تھے۔

(نوٹ :۔ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کے دو بیٹے ہیں عبدالرحیم و عبدالرحمٰن۔ عزیز عبدالرحمٰن بیمار رہتا ہے۔ احباب اس کی صحت کے واسطے اور عبدالرحیم کے ترقی اقبال کے واسطے دعا کریں۔ صادق)

قبر عیسےٰ کے متعلق چند متفرق باتیں

۱۔ روایت از مولوی غلام محی الدین صاحب نقشبندی مکتوب ۱۸ ؍ جون ۱۹۳۴ء :۔

" خواجہ حسن شاہ نقشبندی مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ یوز آسف کی زیارت کے ملحق ایک کتبہ تھا جس پر کچھ عبرانی زبان میں تحریر تھا۔ اور وہ کتبہ لوگوں سے چھپا کر کہیں رکھا۔ اور زیارت کے غربی رویہ ایک موری (سوراخ) تھی۔ جس سے خوشبو آتی تھی۔

(دستخط غلام محی الدین نقش بندی بقلم خود)

۲۔ محلہ خانیار پہلے جھیل ڈاری نیل پر تھا۔ اس قبر کا نام عام طور پر روضہ بل ہے۔

۳۔ روضہ بل پہلے پانی کے کنارے پر تھا۔ اب وہ پانی خشک ہوگیا ہے۔

۴۔ تاریخ اعظمی میں یہ بات لکھی ہے۔ کہ اس قبر سے انوار نبوت حاصل ہوتے ہیں۔

۵۔ کشمیر میں لفظ روضہ صرف انبیاء کی قبر کے واسطے استعمال ہوتا

ہے۔ اس واسطے یوز آسف کی قبر کو روضہ بل کہتے ہیں۔ بل کے معنے جگہ۔ یعنی قبر نبی کا مقام انبیاء کے سوائے دوسرے بزرگوں کو کشمیری زبان میں آستان کہتے ہیں۔

۶۔ روضہ یوز آسف میں دو قبریں ہیں۔ بڑی قبر خواجہ نصیرالدین کی ہے۔ اور چھوٹی قبر نبی صاحب کی ہے۔ اگرچہ یہ قبر اسلامی طریق پر شرقاً غرباً ہے۔ مگر یہ قبر بعد کی بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ عمارت کئی دفعہ گری اور بنی اور یہ قبر چھت کے اوپر بطور تصویر کے ہے اصل قبر اس کے نیچے تہ خانہ کے اندر ہے۔ جو چاروں طرف سے بند ہے۔ اور اس واسطے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تہ خانہ میں جو اصلی قبر تھی۔ اس کا رُخ کس طرف ہے۔

۷۔ یوز آسف حضرت عیسیٰ نبی کا دوسرا نام ہے۔ یوز فارسی میں یسوع کی بجائے ہے۔ جیسا کہ انگریزی میں یسوع کا جیزس بن گیا فارسی کتب میں بھی یہ نام آتا ہے۔ ع

اے نامِ تو یوز و کرسنو

آسف کے معنے عبرانی زبان میں جمع کرنے والے کے ہیں۔ کیونکہ یسوع بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے والا تھا۔ اور اس کا سفر کشمیر در اصل انہی گمشدہ قوموں کی تلاش میں تھا۔ اور وہ واقعہ صلیب سے قبل بھی تبت آچکا تھا۔ پس طبعًا اسے اس طرف کے لوگوں سے ایک اُنس تھا۔ اور فلسطین کے یہودیوں سے ناامید ہو کر وہ پھر اس طرف چلا آیا۔

۸۔ ملاحظہ ہو فوٹو۔ جس میں مقبرۂ عیسیٰ نبی دکھایا گیا ہے۔ اس

میں بائیں طرف نیچے کے کونے میں جو سیاہ داغ ہے۔ وہ اس سوراخ کا نشان ہے۔ جو نیچے کے تہ خانہ اور اصلی قبر کی طرف جاتا ہے۔ روا ہے۔ کہ پہلے اس میں سے خوشبو آتی تھی۔ اب بھی کشمیری لوگ جب اس قبر پر آکر فاتحہ پڑھتے اور دعا کرتے ہیں۔ تو اسی جگہ کھڑے ہوکر دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ ہم اور ہمارے دوست حبیب اللہ خان احمدی فریم میکر اس مقبرہ کے اندر بیٹھے تھے۔ ایک کشمیری نے باہر اسی سوراخ کے پاس کھڑے ہوکر دعا کرنی شروع کی۔ اور اپنی دعا کو یا نبی اللہ کے لفظ سے شروع کرتا تھا ؛

کشمیری زبان کے الفاظ جو عبرانی الفاظ سے ملتے جلتے ہیں

میرے خیال میں اصلِ کشمیر کے یہودی الاصل ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے۔ کہ اس میں اب تک بہت سے ایسے الفاظ موجود ہیں۔ جو عبرانی زبان سے بالکل ملتے اور انہیں سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے مجھے یہ خیال اس وقت آیا جب کہ لنڈن کے ایک بازار میں مجھے ایک سیرین یہودی ملا۔ جو عبرانی زبان

کا ماہر تھا۔ اور اس نے مجھے ایشیائی لباس میں دیکھ دُور سے کہا۔

انوہ یہوداہ

(کیا آپ یہودی ہیں)

کشمیر میں دوسرے کو بلانے کے واسطے لفظ ہتو یا انو ایسا عام ہے۔ کہ پنجاب میں لفظ ہتو کشمیریوں کا نام پڑ گیا ہے۔ جب کسی کو بلاتے ہیں۔ یہی لفظ بولتے ہیں۔ اور عبرانی میں بھی ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد گذشتہ سفر کشمیر کے دوران میں میں نے لغات عبرانی کے چند نسخے جن پر میں نے عربی حروف میں عبرانی الفاظ لکھدیئے تھے۔ اپنے نوجوان فاضل کشمیری احمدیوں میں تقسیم کئے۔ اور خود بھی کچھ کشمیری زبان سیکھی۔ اور عبرانی زبان میں پہلے جانتا ہوں ان دوستوں کی امداد سے قریباً ساڑھے تین سو الفاظ کشمیری زبان کے ایسے ملتے ہیں۔ چنانچہ وہ فہرستیں درج ذیل کی جاتی ہیں

۱۔ فہرست عبرانی و کشمیری الفاظ تیار کردہ جناب مولوی فاضل پیر محمد یوسف شاہ صاحب۔ اس فہرست میں انہی سے زائد الفاظ کو ثابت کیا گیا ہے۔ کہ وہ عبرانی اور کشمیری زبانوں میں متشابہ ہیں۔

(عبرانی) ھُون۔ یعنی ناچیز جاننا۔ کشمیری زبان میں کتے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کتے کو ناچیز جانا جاتا ہے۔

(عبرانی) ادتر۔ اُوپر والا کپڑا جس سے تمام بدن ڈھکتا ہے کشمیری زبان میں اُوپر والے کپڑے کو ڈآدر کہتے ہیں۔ ڈ کشمیری لوگ ج اور س کے درمیان بولتے ہیں۔

(عبرانی) آب۔ یعنی باپ۔ کشمیری بابہ اور بب کہتے ہیں۔

(عبرانی) تَلاہ یعنی بلند کرنا کشمیری تُلُن کہتے ہیں اور ن علامت مصدر ہے۔

(عبرانی) آح یعنی دوسرا کشمیری بیاخ کہتے ہیں۔ یہاں ب اور ی ذرا اکٹھے پڑھتے ہیں جیسے اردو کا لفظ پیار۔

(عبرانی) تُوک یعنی تھوکنا۔ کشمیری تھُک۔ تھوک کو کہتے ہیں۔

(عبرانی) فلح یعنی چیرنا۔ کشمیری فلُن کہتے ہیں۔ ن علامت مصدر ہے۔

(عبرانی) زَنَہ یعنی حرامکاری۔ کشمیری میں بھی یہی لفظ مروج ہے

(عبرانی) ھو۔ یعنی وہ۔ کشمیری ہُ کہتے ہیں بدون واو۔

(عبرانی) تَمَل یعنی کملا جانا۔ کشمیری تُملُن کہتے ہیں۔ ن علامت مصدر ہے۔

(عبرانی) قَوَا۔ یعنی اُلٹی آنا۔ کشمیری قے کہتے ہیں۔

(عبرانی) قدس۔ میلا ہونا۔ کشمیری کدورت کہتے ہیں۔

(عبرانی) قبب یعنی گنبد دار کوٹھری۔ کشمیری قُبہ کہتے ہیں۔

(عبرانی) ھسن چھپنا۔ کشمیری ھسُن۔

(عبرانی) صمد۔ سوکھ جانا۔ کشمیری ژمُن۔ ن علامت مصدر ہے ژ۔ س اور ج کے درمیان پڑھتے ہیں۔

(عبرانی) صحن۔ بدبو۔ کشمیری ژھن۔

(عبرانی) فتت۔ توڑنا۔ کشمیری فُتُن۔ ن مصدری ہے۔

(عبرانی) عوت۔ اڑجانا پرندکا۔ کشمیری وُوتھ کہتے ہیں۔

(عبرانی) عبر۔ عبور کرنا۔ کشمیری عبور۔

(عبرانی) سرر یعنی شریر کشمیری ایضاً شریر کہتے ہیں۔
(عبرانی) سکت۔ کشمیری سکوت۔
(عبرانی) نقب۔ کھوکھلا کرنا کشمیری بھی یہی لفظ اس جگہ بولتے ہیں
(عبرانی) لفش۔ کشمیری لفش
(عبرانی) نفق۔ کشمیری نفقہ۔
(عبرانی) نفخ۔ پھونکا جانا کشمیری پیٹ پھولنے کو کہتے ہیں۔
(عبرانی) نبیر۔ افتادہ زمین۔ کشمیری اس افتادہ زمین کو جو کھیتی کے چرنے کو چھوڑ دی گئی ہو۔ نبود کہتے ہیں۔
(عبرانی) حبیر۔ لنظر۔ دونوں لفظ اسی طرح کشمیری میں استعمال ہیں
(عبرانی) تمم۔ کشمیری۔ تمام۔
(عبرانی) شفد۔ کشمیری گھاٹ میں رہنے والے کو شفدر کہتے ہیں
(عبرانی) شفل۔ سفل۔ کشمیری میں کمینہ کو سفلہ کہتے ہیں۔
(عبرانی) شفط۔ تقسیم۔ کشمیری شفتہ
(عبرانی) خطا۔ نذر۔ کشمیری خطا اور نذر بولتے ہیں۔
(عبرانی) صفا۔ چمکنا۔ کشمیری صفہ
(عبرانی) عماہ۔ یعنی نیا دکھائی دینا ہونا کشمیری اس جگہ آزہ کہتے ہیں
(عبرانی) فلس۔ بانٹ دینا۔ کشمیری فلن کہتے ہیں۔ ن علامت مصدر ہے۔
(عبرانی) مس یعنی دبلا ہونا۔ کام کرنے کے بعد جو لاغری بدن پر طاری ہو جاتی ہے۔ اس کو کشمیری مُسف کہتے ہیں۔
(عبرانی) فاہ۔ فوہ۔ یعنی پھونکنا۔ کشمیری پھونک کو ففو کہتے ہیں۔

(عبرانی) بوتم - بلند مقام - کشمیری بام کہتے ہیں مکان کے اوپر والے حصے کو ؛

(عبرانی) بوس یعنی روندا جانا - جو چیز روندی جائے - وہ ٹوٹ ٹوٹ کر چھوٹی چھوٹی ہو جاتی ہے - اس کو کشمیری لبن کہتے ہیں -

(عبرانی) بند - تعمیر - گھرانا - کشمیر میں یہی لفظ استعمال ہے -

(عبرانی) جنرل - چھیلنا - کشمیری ژل کہتے ہیں - اور مصدر ہیں ن زیادہ کرتے ہیں -

(عبرانی) حرّہ - مقابلہ - کشمیری منازعہ کو حرّ کہتے ہیں - اور حرّل منازع کو کہتے ہیں -

(عبرانی) حرد - جلنا - کشمیری جلانے کی لکڑی کو حرّ کہتے ہیں -

(عبرانی) تفس - پکڑنا - کشمیر بچہ کو تُفت کہتے ہیں -

(عبرانی) سفد - اپنے تئیں چھپانا - کشمیری سہب -

(عبرانی) کبد - پھنسانا - کشمیری کور - سیداء - کشمیری گوڑ

(عبرانی) کوہ کس طرح - کشمیری کوہ -

(عبرانی) قبض - ہاتھ سے پکڑنا - اور جو ہاتھ سے پکڑنے کی جگہ ہو - اسے کشمیری میں قبضہ کہتے ہیں -

(عبرانی) کبش - قبضہ میں لانا - کشمیری قبضہ -

(عبرانی) قور - کوآں - کھی کشمیری -

(عبرانی) تقر - تولنا - کشمیری میزان یعنی ترازو کو تقرہ کہتے ہیں ؛

(عبرانی) نوہ - پریشان ہونا - شاید اسی لئے کشمیری بھوسہ کو

نوہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ چھیچ کرتے وقت الگ ہوکر پریشان ہوجاتا ہے
(عبرانی) شقص۔ مکروہ۔ نفرت۔ کشمیری ذلت کو شِقَص اور
ذلیل کو شِقَص لَڈ کہتے ہیں۔
(عبرانی) شفو۔ بادشاہ کے تخت کا سائبان۔ کشمیری عام سائبان
کو چھپّر کہتے ہیں۔
(عبرانی) شآل۔ عالم ارواح۔ شائد اس لئے کہ وہ سب کو گویا
مانگتا یعنی بلاتا ہے۔ کشمیری دعوت کو ساآل کہتے ہیں۔ شاید اس لئے
کہ اس میں صاحب خانہ لوگوں کو بلاتا ہے۔
(عبرانی) سوق۔ لال رنگ۔ کشمیری سُرخ کہتے ہیں۔
(عبرانی) رصہ۔ رضامندی۔ کشمیری رَضہ۔
(عبرانی) رفا۔ مرمت کرنا۔ کشمیری رف۔
(عبرانی) بکا۔ بکہ۔ رونا۔ کشمیری مباک
(عبرانی) قطل۔ کشمیری قتل۔
(عبرانی) تِلک۔ کاٹ ڈالنا۔ کشمیری گوشت کے چھوٹے ٹکڑے
کو تِلک کہتے ہیں۔
(عبرانی) سکر۔ بند کرنا۔ طبیب بیمار کو کئی چیزوں کا استعمال
بند کرتا ہے۔ فارسی سے میں اسے پرہیز اور کشمیری سَکَر ی کہتے ہیں۔
(عبرانی) سلح۔ کشمیری صَلَح یعنی ایک دوسرے کو معاف کرنا
(عبرانی) سور۔ برگشتہ ہونا۔ بگڑنا۔ کشمیری بگڑی ہوئی چیز کو
سورامُت کہتے ہیں۔
(عبرانی) ھمہ۔ شور مچانا۔ کشمیری ھَم ھَم شور کو کہتے ہیں۔

عبرانی لفظ	ترجمہ اردو	کشمیری لفظ	ترجمہ
اول	مجرد ہونا	هول	مجرد ہونا۔
اوص	جلدی کرنا	وڑہ	
اذا	جلانا	زیوراون	آگ سلگانا دودھ جمانا چیز کا پیدا ہونا
اطد	پائدار	تھود	اعلیٰ۔ عمدہ۔ مضبوط۔
ایم	ڈرانا	یم	موت۔ دھمکانا۔
اکر	کھودنا	وکھر	زیر و زبر کرنا
الہ	موٹا ہونا	ایل ایل آمت	موٹا ہوگیا ہؤا۔
افن	گھومنا	وفن	پرندے کا اڑنا۔
اوشد	بہانا	اوش	آنسو
اشر	سیدھا ہونا	شیرن	سیدھا کرنا سنبھالنا
ایت	مفعول مخصوص کی علامت	ایث	اسی جگہ۔ اسی چیز سے
اتہ	آنا	اتھرین	حاصل ہونا۔
اتر	جگہ	یتھر	نیچے کی جگہ پر
بھن	بند کرنا	بھتن	زخم میں گندے خون کا جمع ہونا
بوا	حاصل ہونا	بون	حاصل ہونا۔ پیدا ہونا
بوس	روندنا	بوس	روندی ہوئی چیز
بلہ	گھبرانا	بلبلا ڈمت	گھبرایا ہوا
درج	بتدریج چڑھنا۔ اونچا ہونا	دُرج	اونچا درج۔ مہنگا ہونا
ھو	وہ ضمیر غائب	ھو	ضمیر غائب
ھیم	وہ ضمیر جمع غائب	ھُم	ضمیر جمع غائب

منشی محمد احمد وکیل

ترجمہ	کشمیری لفظ	ترجمہ اردو	عبرانی لفظ
ہانپتے ہوئے آیا۔	ہُمْ ہَمْ کران او	گونجنا	همه
اُوپر	هیوبر	پہاڑ	هر
اُوپر والا	هبرم	بلند ہونا	هرم
حملہ آور ہونا	وہنت یون	ٹوٹ پڑنا	هتت
زمین میں کوآں سا کھودتے ہیں اور اس میں کوئی چیز دبا کر رکھتے ہیں	ذوکہ	چھپانا سانبارخانہ	ذوه
خوشی سے اچھلنا کودنا۔	ژھال مارن	چکر کھانا خوشی کے مارے اچھلنا	جیل
غضب سے جوش میں آنا۔	جبیرہ یون	ابلنا۔ جوش کھانا	جبیر
چھوڑ دینا۔ ننگا کرنا	یلہ تراون	ننگا کرنا	جله
زمین میں دفن کرنا۔ بوتے ہوئے کھیت کے ڈھیلوں کو توڑ کر پیوند زمین کرنا۔	دبراون	دبانا۔ ہلاک کرنا	دبر
زجر و توبیخ	دبیراون	جھگڑا جھگڑے کا باعث	دون دین
نرخ کا بڑھنا۔	درجہ	تیدریج چلنا۔ اونچا ہونا	درجے
گھبرایا ہوا۔ مار کر نرم کرنا۔	ھمیامت ہومراون	گھبرانا۔ گھبرا دینا	هوم
کتا۔ حقیر چیز بطور تمثیل	هون	ناچیز جاننا	هون

۳۔ فہرست عبرانی کشمیری الفاظ طیار کردہ جناب مولوی فاضل محی الدین صاحب۔ اس فہرست میں ۲۲۳۔ الفاظ کو واضح کیا گیا ہے

کہ وہ عبرانی اور کشمیری زبانوں میں مشابہ ہیں۔

کشمیری اور عبرانی

اس بات کا ثبوت کہ کشمیری دراصل بنی اسرائیل ہیں کئی طرح سے ملتا ہے۔ منجملہ دیگر کئی اہم امور کے کشمیری اور عبرانی (اصل زبان بنی اسرائیل) زبان کا وہ باہمی ارتباط اور تعلق ہے۔ جو باوجود مرورِ زمانہ اور ہزارہا مہتم بالشان انقلابات کے غیر منفک چلا آرہا ہے۔ صاحب علم اصحاب کیلئے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ اہل زبان کے تمدنی اور ارتقائی تغیرات کے ساتھ زبان میں بھی تغیر و تبدل واقع ہونا ایک لابدی اور ناگزیر امر ہے۔ جس کا ثبوت آئے دن السنہ ہائے مختلفہ کے ردوبدل سے ملتا رہتا ہے۔ ۱۹۳۱ء سے پہلے کشمیر بیسیوں ایسے الفاظ کی آواز تک سے ناآشنا محض تھے۔ جو آج کل ان کے بچوں اور عورتوں تک کی زبان کا جزو لاینفک بن گئے ہیں۔ ایجی ٹیشن۔ ایجی ٹیٹر ڈکٹیٹر۔ پبلک لیکچر سٹیج۔ لیکچرار۔ سٹرائک کیٹنگ۔ مارشل لاء۔ وغیرہ وغیرہ کے معنے و مفہوم کو آج کل ایک ان پڑھ اور جاہل مطلق گنوار بھی جانتا ہے۔

کشمیری زبان جو ایسے تغیرات کی قبولیت کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ اگرچہ اس وجہ سے اپنی اصلی اور حقیقی صورت کو تقریباً مسخ اور تبدیل کر چکی ہے۔ لیکن اگر قدیمی اور اصلی کشمیری کو معہ اس کے لوازمات (لب و لہجہ۔ طرز۔ ادا۔ وغیرہ) ایک ماہر السنہ کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو بہت کچھ سامان ایسا مل سکتا ہے۔ جس سے متذکرہ بالا پیش کردہ حقیقت

بالکل برہنہ ہو جاتی ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ کشمیری میں سنسکرت زبان کے الفاظ کی وہ بھرمار تھی۔ کہ کشمیری زبان پر سنسکرت کا شُبہ پڑتا تھا۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ کہ فارسی اور عربی کے الفاظ اس میں ایسے سما گئے کہ موجودہ کشمیری زبان کو اگر "دوشیزہ عربی و فارسی" کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا غرض ان امور کو مدنظر رکھکر ایک محقق کے لئے کشمیری زبان کا ماخذ ومنبع معلوم کرنا اگرچہ بہت ہی مشکل ہے۔ تاہم یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ کشمیری زبان میں عبرانی الفاظ کی وہ کثرت ہے۔ کہ حیرانی آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیمی کشمیریوں کی زبان عبرانی ہوگی۔ اگر یہ نہیں۔ تو کم از کم کسی زمانے میں عبرانی زبان اور عبرانیوں کا کشمیر اور کشمیری زبان پر ایسا غلبہ رہا ہے۔ جس کا اثر آج تک چلا آتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس کا انکار کوئی صاحب عقل اہلِ زبان نہیں کر سکتا

عربی۔ فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ جو کشمیر میں مستعمل ہیں۔ تقریبًا اپنی اصلی صورت اور وضعی معنوں میں کشمیری معنوں میں بھی مستعمل ہیں۔ لیکن عبرانی کے الفاظ جو کشمیری میں مستعمل ہیں۔ وہ بہت حد تک اپنی اصلی صورت اور بسا اوقات وضعی معنوں سے متجاوز معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی حقیقی معنوں کو چھوڑ کر مجازی معنوں اور کبھی وضعی معنوں کو چھوڑ کر تلابسی معنوں میں استعمال ہوتے رہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ قدیم الایام سے کشمیر اور عبرانی کا کوئی گہرا اور غیر منفک تعلق چلا آرہا ہے۔ اور مشکل سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ لفظ عبرانی ہے۔

اس تمہید کے بعد ایک مختصر سے "عبرانی قاعدے" سے بطور نمونہ

کچھ الفاظ پیش کیئے جاتے ہیں - جو یا تو عبرانی زبان میں بولے جاتے ہیں یا صرف کشمیری زبان میں۔ دوسری اور کسی زبان میں ان کا کچھ اثر نہیں پایا جاتا۔ لیکن اس سے پہلے چند امور کا واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(ا) اگرچہ عبرانی زبان عربی کے الفاظ سے بھری پڑی ہے - اور کم سے کم تیس فیصدی الفاظ عربی کے عبرانی میں بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح کشمیری زبان بھی جیسا کہ ظاہر و باہر ہے - عربی الفاظ سے معمور ہے لیکن اس بحث میں خاص ان الفاظ کو لایا جائے گا - جن کا محل استعمال اور مطلب و معنی دونوں زبانوں میں مشترک اور یکساں ہے - اور عربی اور دیگر زبانوں کا ان کے ساتھ کوئی تعلق یا نسبت نہیں۔

(ب) کشمیریوں اور عبرانیوں کا طرز تکلم اور تلفظ الفاظ تقریباً یکساں ہے - ہمزے کو حق سے پڑھنا یا تو کشمیریوں کا کام ہے - یا عبرانیوں کا عبرانی اِقْتُلُوْا کو ہمیشہ یِقْتُلُوا پڑھے گا۔ اسی طرح کشمیری اِکْرَام کو یِکْرَام اور اِیْمَان کو یِیْمَان پڑھے گا۔

(ج) ندا - انبساط اور تاسف کے الفاظ جو بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے بیساختہ منہ سے نکل جاتے ہیں - دونوں زبانوں کے ملتے جلتے ہیں۔ جیسے لفظ "ہا تو" دونوں زبانوں میں مشترک ہے - وقس علیٰ ذالک

(د) گلگت کی زبان (شنا) کے الفاظ کے ساتھ بھی بعض جگہ بوجہ مقامی زبان ہونے کے عبرانی کے الفاظ کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ اردو	لفظ کشمیری	لفظ عبرانی	نمبر شمار
جورُو	آشین	اشاہ	۱
جامہ زیر جامہ	کٹھُونہ	کٹھُونیتھ	۲
ناآشنا۔ نامحرم	غیر	غیر	۳
آرام طلب سست۔ ناتوان	آلس	آصیل	۴
خوشہ چین۔ گالی دینے والا	لیقل	لیقیت	۵
میٹھا (لذیذ)	میاٹھو	ماٹھوق	۶
لے۔ لو۔	رَہ	ہنہ ہِن	۷
وہ (مذکر)	ہیم۔ (ہُم)	ہِیم	۸
وہ (")	ہُوہ	ہُوا	۹
طلا کرنا۔ صورت کسی رنگ میں تبدیل کرنا	مسخ	مسخ	۱۰
کھولنا۔ چھوڑ دینا۔	•	فتح	۱۱
پارہ پارہ ہونا۔	اپور	اپھر	۱۲
زور آور (جوان بیٹا)	گبھر	گبھر	۱۳
ٹھٹھا کرنا۔ نقل اتارنا	لاگن (لاگ امرے)	لگ	۱۴
گھن کرنا۔ گھن آنا۔	گال	گاال	۱۵
ڈانٹنا	گاز	گاز	۱۶
اکیلا۔ حرف۔ ایک۔	آکھ	آکھ	۱۷
افراط (افراط اور فراتھ کشمیری زبان میں بے سوچے اور سمجھے کہی ہوئی بات کو بھی کہتے ہیں۔	فراتھ	پراتھ	۱۸

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو	کیفیت
ادن	ازلی۔پہلا	آدن	پہلا۔ ازلی۔	
اھاہ	افسوس	اھاہ	افسوس۔	
ادل	بیوقوف	ودل	بیوقوف	کشمیری الف کو واؤ اور تی سے بدل دیتے ہیں
ادن	اندھا۔بیوقوف	ادن	اندھا۔بیوقوف	
ازن	تولنا۔تول	وزن	تول	
اطر	عیب۔گناہ	اطر	عیب۔گناہ	
ایم	دیو۔بھوت ڈراوا	یم	دیو۔بھوت۔موت	
انن	آنے والی	اینہ۔اینہ	آنے والی	
رفہ	مفت	ونہ	مفت	
الیش	چمک۔آگ	الیش	السی	چمکدار ہونیکی وجہ سے اسکو الیش کہتے ہیں
انہ	آنا	ییتہ	آئیے۔	
بار	کھودنا دیوار وغیرہ	یر	دیوار میں سوراخ	
باش	بدبودار ہونا	باس	باس۔ بدبودار	
بدر	الگ کرنا	بدر	الگ۔ دور	
بین	امتیاز کرنا	بن بن	الگ الگ کرنا۔ممتاز کرنا	
بنہ	تعمیر کرنا۔بنانا	بنہ	بن جائے گا۔تعمیر ہوگا۔	
جلہ	اپنی زمین چھوڑنا	ژلہ	میں اپنا علاقہ چھوڑ دونگا۔	
جرم	ہڈی چبانا	ارم	پچھلے دانت جن سے ہڈی چبائی جاتی ہے۔	

عبرانی	اردو	کشیری	اردو	کیفیت
اکر	رعب رعبدار آواز	دکر	رعب دار آواز	
دوہ	غمگین ہونا	دو	غم وغصہ سے جل اٹھنا	
دوم	خاموشی	دوم لگن	خاموش ہونا	
دیہ	کالا ہونا	دیہہ	کالک۔ دھواں	
دلل	کمزور ہونا	دلن	کمزور ہونا	
دمم	خاموش ہونا	دمّ	خاموشی	
دمہ	اقبال مندی	دم	اقبال مندی	
دفہ	دھکا دینا	دفہ	دھکا۔ مکا۔	
دقر	چوٹ	دقر	ہتھوڑا چوٹ لگانیکا آلہ	
درا	نفرت کرنا	درہ	نفرت کرنا	
ہُو	وہ	ہُوہ	وُہ۔	
ہون	ناچیز جاننا	ہُون	کتا۔ ناچیز	
ھمم	دھیمی آواز نکالنا	ھمم ھمم	آہستہ آہستہ چلنا۔ بولنا۔	
ہس	چپ چاپ	ہس ہس	چپ چاپ۔	
ہرس	گرانا	ہرن	گرنا۔ پتوں کا۔	ہرر موسم خزاں
زنج	شفاف کرنا پوست اتارنا	زنج	چٹی بھرنا۔ پوست اتارنا	
زحل	ڈرنا	زحل	ڈر۔ مصیبت	
زن	جنس مثل	زن	مشابہ۔ مثل	
زنہ	حرامکاری	زنہ	حرامکاری	
موص	گھبرانا سمیٹنا	حوص موص	سمیٹنا	

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو	کیفیت
روص	دوڑنا	ردس	بارہ سنگھا - (تیز روی کیوجہ سے یہ نام رکھا گیا)	
رزہ	دبلا کرنا	رز	رسی۔ دُبلا پن	
رفاہ	مرمت کرنا	رف	مرمت کرنا	
سوم	آراستہ کرنا	سم	آراستہ سطح	
شبح	کسی کی تعریف کرنا	شوب	خوبی۔ تعریف	
شوہ	برابر ہونا یکساں	ہوہ	برابر۔ یکساں	
شیت	ساتھ رکھنا	سیت	ساتھ	
شکیب	بیمار ہونا۔	سکابہ	ایک بیماری کا نام	
شنا	بدل جانا	شنا	ویران ہونا۔ بدل جانا۔	
شتق	تھم جانا	شتنق	تھم جانا	
تقر	تولنا	تقر	ترازو۔	

۵۔ فہرست الفاظ عبرانی

جو کسی نہ کسی پہلو سے کشمیری الفاظ سے ملتے جلتے ہیں۔
تیار کردہ: خواجہ عبدالرحمن ایجنر صاحب۔ اس فہرست میں ۴۴ الفاظ ہیں

نمبر شمار	عبرانی	کشمیری	کیفیت بالتشریح
۱	ابل	اَبل	عبرانی میں گھاس کے میدان کو۔ کشمیری میں ایک قسم کے گھاس کو۔
۲	اجل	اجل	عبرانی سمٹنا۔ کشمیری موت کو کہتے ہیں

کیفیت یا تشریح	کشمیری	عبرانی	نمبر شمار
ہرٹ پوپو۔ کشمیری احمق کو کہتے ہیں۔	ادپ	اوب	۳
آرزو کرنا۔ آرزو کرنا خوشی کے وقت کشمیری بھی اوہ بولتے ہیں۔	اوہ	اوہ	۴
عبرانی بیوقوف ہونا۔ کشمیری بیوقوف۔ آلو	ڈُل	اول	۵
کشمیری "آج" کے معنے میں آتا ہے۔	آڈ	آز (اسوقت)	۶
پاجامہ کو کشمیری میں بولتے ہیں	ایزار یا بیزار	آزر (کمر بند باندھنا)	۷
ایک۔	احد	احد	۸
کشمیری میں السی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی چمکتی ہے۔	اَلِش	الیش چمک آگ	۹
"بیٹھ جاؤ" امر ہے۔	بِھہ	بھہ (صاف ہونا)	۱۰
زور یا زور سے	جبر	جبر	۱۱
مکر یا فریب کرنا۔	جل	جل (نفرت کرنی)	۱۲
ٹکر لگانا۔	دکہ	دکہ (توڑ ڈالنا)	۱۳
تھوڑی دیر ٹھہر کر دم لینا۔	دمہ	دمہ تھمنا (دوپہر کا وقت)	۱۴
دور کرنا	دفع	دفع (دھکیلنا)	۱۵
اس نے	صیم	اسیم (وہ)	۱۶
بہت باریک توڑ کر کرنا۔	ہرس	ہرس (ٹوٹ پڑنا)	۱۷
ذبح کرنا جانور کا۔	ذبح	زبح (ذبح کرنا)	۱۸
دو	زھہ	زھہ (بنی اسرائیل کا دوسرا مہینہ)	۱۹

نمبر شمار	عبرانی	کشمیری	تشریح
۲۰	زول بہانا نکالنا	زول	چراغان کرنا۔ اسمیں بھی تیل کو یا بہانا پڑتا ہے
۲۱	زکر	زکر	یاد کرنا۔
۲۲	زناہ	زناہ	حرام کاری۔ فسق کرنا۔
۲۳	حول (گھومنا) مروڑا جانا	ہُل	ٹیڑھا۔
۲۴	حوص (دیوار)	ہُس	ہاتھی، شاید اس لئے کہ دیوار سا لمبا چوڑا ہوتا ہے
۲۵	طوح (لپیٹنا)	توہ	غلہ کا اوپر کا چھلکا (Husk)
۲۶	طہر (پاک کرنا)	طہارت	فعل میں پاک و صاف کرنے کو۔
۲۷	طول (لمبا کرنا)	طول	طوالت اسم کے معنوں میں آتا ہے۔
۲۸	طنا (تہ خانہ)	طنب	تہ خانہ
۲۹	یجہ (ہٹنا)	یجہ	ٹوکری جس میں کچھ چیز ڈالکر ہٹائی جائے
۳۰	یکل (سہ سکنا)	یکل	شہتیر (Beam) (اسم)
۳۱	یلع (بے سوچے سمجھے بولنا)	یَلَعْ	تاک مارنی۔
۳۲	یرٹ ہٹ جانا تنگ دینا	یرٹ	پیٹ (اسم)
۳۳	کزب (جھوٹ کہنا)	کذب	جھوٹ بولنا۔ یا جھوٹ
۳۴	مہر	مہر	مہر (عورت کا)
۳۵	موص (دباؤ)	موص	تھکاوٹ
۳۶	مزہ (چوسنا)	مزہ	مزہ (چکھنا)
۳۷	نور (روشن ہونا	نور	نور
۳۸	نعل۔ (جوتی پہنانی	نعل	نعل لوہے کے)
۳۹	عمل مشقت کرنی	عمل	عمل یا عمل کرنا

نمبر شمار	عبرانی	کشمیری	تشریح
۴۰	صحر (روشنی)	سحر	پَو پھٹنے سے پہلا وقت
۴۱	صفت (آراستہ کرنا)	صفت	تعریف کرنا
۴۲	قبر (دفن کرنا)	قبر	قبر
۴۳	قدم (پہلے ہونا)	قدم	قدم
۴۴	تنہ (پھر	تنہ	ابھی تک تک یا اب تک

۶۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نے ایک فہرست عربی اور کشمیری الفاظ کی بھی تیار کی ہے۔ اگرچہ اس میں انہوں نے عبرانی نہیں لکھی۔ تاہم یہ فہرست بھی درج کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں عربی الفاظ ایسے ہیں۔ جو عبرانی سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ اس فہرست میں ۱۲۷ الفاظ ہیں۔

قبل ازیں یہ بتایا جاچکا ہے۔ کہ اہالیانِ کشمیر سے بعض اقوام بنی اسرائیلی ہیں چنانچہ بلاد شام کے قرونِ اُولیٰ کی بعض اقوام پرندوں اور حیوانوں کے اسماء سے موسوم تھیں جیسے نمل (چیونٹی)، آدمی کا نام ہُدہُد (ایک پرند) بعینہٖ اسی طرح اہالیانِ کشمیر کی بعض اقوام نے اپنی قوموں کی تقسیم چرند پرند کے ناموں سے کی ہوئی ہے۔ جیسے رینہ (شیر) زَلیبی (چیونٹی) ہاپت (ریچھ) وُدنٹ (اُونٹ) وغیرہ

اب دوسرا ثبوت اہالیانِ کشمیر کے بنی اسرائیل ہونے کا یہ ہے۔ کہ کشمیری زبان میں بہت سے الفاظ عربی کے پائے جاتے ہیں۔ اور عربی اور عبرانی (زبان بنی اسرائیل) چونکہ ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ قرونِ اُولیٰ کے بنی اسرائیلیوں نے ہی کشمیر میں آکر

کشمیری میں داخل کیے گئے۔ بوجہ اس کے کہ ان کو اپنی مادری زبان سے
زیادہ محبت دامنگیر تھی۔ ذیل میں ان عربی الفاظ کی فہرست درج ہے
جو کشمیری زبان میں بولے جاتے ہیں۔ گویا زبان کشمیری کا جزو ہیں۔
اور چونکہ عربی اور عبرانی آپس میں بہت ملتی زبانیں ہیں۔ اس واسطے
یہ الفاظ عبرانی سے یہاں آئے ہیں۔ یا عربی سے۔

۱۔ نار۔ آگ۔

۲۔ قشر۔ ٹکڑا مکی کا۔ عربی میں قشر چھلکے کو کہتے ہیں۔ سری نگر
والے قشری بولتے ہیں۔

۳۔ کنز۔ لکڑی کا چھٹو۔ جس میں شالی کشمیری کوٹتے ہیں۔ عربی
میں کنز خزانہ کو کہتے ہیں۔

۴۔ کیچہ۔ شالی یا گندم کا چھان یا بھوسہ۔ عربی میں الکام غلافوں
کو بولتے ہیں۔

۵۔ تنازعہ۔ تنازعہ

۶۔ اعمیٰ۔ اندھا۔

۷۔ بیت الخلاء۔ ٹٹی۔

۸۔ مُوَر۔ مرگیا۔ عربی مَات سے نکلا ہے۔

۹۔ مُورت۔ پاگل۔ " " " کیونکہ پاگل گویا
مُردہ کے برابر ہے۔

۱۰۔ دلیل۔ دلیل۔

۱۱۔ ثبوت۔ ثبوت۔

۱۲۔ حجت۔ حجت

فوٹو نمبر ۱۳
جماعت احمدیہ کشمیر
ملاحظہ ہو باب نمبر ۱
فقرہ ۴

۱۳- حاجت یا حاجتہ - حاجت -
۱۴- مالک - مالک -
۱۵- اصل - اصل
۱۶- بیاں - بیان
۱۷- موت - موت -
۱۸- قسمت - قسمت
۱۹- اجر - اجر
۲۰- سحر - سحر
۲۱- قدم - قدم
۲۲- پھان - فان - (گذر جانا - مرجانا)
۲۳- بلدہی - مصیبت یا دکھ (عربی بلاء سے ہے)
۲۴- لذت یا لذتہ - لذت
۲۵- طاقت - طاقت
۲۶- قوت - قوت
۲۷- کرسی - کرسی
۲۸- عرش - عرش
۲۹- فرش - فرش -
۳۰- ادل بدل - تبادلہ آپس میں -
۳۱- بالغنگ - بالغ -
۳۲- حکیم - حکیم
۳۳- باقی - باقی

۳۴۔ دنیا۔ دُنیا
۳۵۔ آخرت ۔ آخرت
۳۶۔ توّل گوبجا ۔ وھُوتَمِّلُ علی مَولٰہُ
۳۷۔ منتھہ ۔ منت
۳۸۔ احسان۔یحسان۔ احسان
۳۹۔ خوت ۔خُرپہ ۔ خوف۔
۴۰۔کم قلیلاً ۔ قلیل یا تھوڑا سا۔
۴۱۔ طمع ۔ طمع ۔
۴۲۔ساعت یا ساعتھہ ۔ ساعت ۔ وقت
۴۳۔صندوق ۔ صندوق ۔
۴۴۔ بندوق ۔ بندوق ۔
۴۵۔ظاہرو باطن۔ ظاہرو باطن۔
۴۶۔ قلم ۔ قلم
۴۷۔ فساد ۔ فساد۔
۴۸۔ فتنہ ۔ فتنہ
۴۹ تنوور ۔ تنور
۵۰۔ ادنیٰ ۔ ادنےٰ۔
۵۱۔ اعلےٰ ۔ اعلےٰ۔
۵۲۔ مَشْرَبْ ۔ بھول جانا ۔عربی میں پانی پینے کی جگہ کو مشرب کہتے ہیں۔ یا عادت کو۔
۵۳۔ نصیب ۔ نصیب ۔

۵۴- جرم - جرم

۵۵- لعنت (بالعفتہ) لعنت۔

۵۶- وکیل - وکیل۔

۵۷- مختار - مختار

۵۸- تقصیر - خطاء

۵۹- اَلتَسبیل - دُکھ تکلیف دینا۔ عربی میں سلسبیل ایک لفظ ہے - ممکن ہے - اس سے السبیل ہو۔

۶۰- دولت یا دولتہ - دولت۔

۶۱- خبر - کھبر - خبر

۶۲- وبال - مصیبت - دکھ۔

۶۳- حق - حکھ - حق۔

۶۴- باطل - باطل۔

۶۵- کذاب - کذاب

۶۶- عاصہ - عصاء (سونٹا)

۶۷- حسرتہ - حسرت۔

۶۸- غیب - گیب - غیب۔

۶۹- غائب - گائب - غائب - کشمیری میں غائب کو غیب ہی بولتے غیب گو د۔

۷۰- صدقہ - صدقہ۔

۷۱- خیرات - خیرات

۷۲- رزالتہ یا رزالت - رزالت۔

۷۳۔ مال ۔ مال ۔

۷۴۔ طبق ۔ طبق ۔

۷۵۔ ذلۃ ۔ ذلت

۷۶۔ دَکہ دَکہ ۔ آپس میں ٹکرانا ۔ عربی دکّا دکّا سے ہے ۔

۷۷۔ کُوبْ یا کُبْ ۔ کبڑا ۔ عربی کُبِّتْ سے ہے ۔ کبت وجوھ

۷۸۔ صُرصُر ۔ ہلنا ۔ یہ عربی صَرْصَرًا سے ہے ۔ تیز ہوا ۔

۷۹۔ خالی ۔ خالی ۔

۸۰۔ حساب ۔ حساب

۸۱۔ عاجز ۔ عاجز ۔

۸۲۔ عمل ۔ عمل ۔

۸۳۔ کتاب ۔ کتاب

۸۴۔ نفس نفس ۔

۸۵۔ الشان (پنّ شان) الشان ۔

۸۶۔ تجارۃ تجارت

۸۷۔ منزل ۔ منزل ۔

۸۸۔ شریکھ ۔ شریک ۔

۸۹۔ تمنا ۔ تمنّا

۹۰۔ عاقبت یا عاقبتہ ۔ انجام

۹۱۔ فوج (پھوج) فوج ۔

۹۲۔ رزق ۔ رزق ۔

۹۳۔ صالح ۔ صالح ۔

۹۴۔ عقل۔ عقل۔
۹۵۔ قسط۔ قسط۔
۹۶۔ اولاد۔ اولاد۔
۹۷۔ غلیظ۔ گندا۔
۹۸۔ قسم۔ قسم
۹۹۔ قبر۔ قبر۔
۱۰۰۔ مکھر۔ مکر۔
۱۰۱۔ مریض۔ مریض
۱۰۲۔ مرض۔ مرض
۱۰۳۔ حبہ۔ دوائی کی گولی۔
۱۰۴۔ غیب۔ غیب۔
۱۰۵۔ بال۔ پہاڑ۔ عربی جبال سے ہے (ج کشمیری میں حذف ہُوا)
۱۰۶۔ نعمتہ۔ نعمت۔
۱۰۷۔ ھود ھود۔ ہُد ہُد (پرندہ)
۱۰۸۔ قیامتہ یا قیامت۔ قیامت۔
۱۰۹۔ سِر۔ سِر
۱۱۰۔ توکل۔ توکل۔
۱۱۱۔ عذاب۔ عذاب
۱۱۲۔ قوم۔ قوم۔
۱۱۳۔ وعدہ۔ وعدہ۔
۱۱۴۔ اجل۔ موت۔

۱۱۵- کُنتر - چابی۔ عربی میں کنتر خزانہ کو بولتے ہیں۔

۱۱۶- رسول نبی - رسول نبی

۱۱۷- ایمان - ایمان۔

۱۱۸- ہَدْیۃ - ہدیہ۔ تحفہ۔

۱۱۹- عداوت بُغض۔ عداوت بُغض

۱۲۰- یزّت یا یزّتھ - عزت

۱۲۱- کاد - کاد۔ جب کوئی شخص گاؤں کے لوگوں کو یا دیگر ہمسایوں کو اکھٹا کر کے کسی اپنے کام پر بلا اجرت لگائے تو کشمیری میں اسے کاد کہتے ہیں۔ اور یہ عربی کید (تدبیر) سے ہے۔ حرف کھا کا کاد میں دیا جاتا ہے۔

۱۲۲- ناد - بلانا۔ عربی نادی سے ہے۔

۱۲۳- جزاء - اجر یا بدلہ۔

۱۲۴- کاب - نقال مٹی کا یا دیگر۔ عربی اکواب سے ہے۔ عربی میں اکواب آبخوروں کو کہتے ہیں۔

۱۲۵- ابابیل - ابابیل پرندہ۔

۷- فہرست عبرانی و کشمیری الفاظ طیار کردہ ماسٹر محمد یحیٰ صاحب ابن میر غلام رسول صاحب ساکن کاٹھ پورہ کشمیر۔ اس فہرست میں ۴۷ الفاظ ہیں۔

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
آب	باپ	بابہ	باپ

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
اب	سبزی	اُبل	ایک قسم کی سبزی
ابہ	راضی ہونا۔	اوہ	ہاں
اجل	سمٹ جانا	اجل	موت
اجن	سیال چیزوں کا برتن	چن	کھانے کا برتن
ادپ	پژمردہ ہونا۔	دَپ	خاموش ہوجا۔
آدن	مالک۔ خاوند۔	اُدن	پہلوٹا
ادر	دور آدر	در	مضبوط۔تندرست
اہب	محبوب ہونا	ہُب	محبت
اہاد	افسوس	آہ ہار	افسوس
اہل	خیمہ کھڑا کرنا۔	ہل	کمربند
اوہ	آرزومند ہونا۔	اوہ	رضامندی کا اظہار۔اقرار
اوہ	بودوباش کرنی	آو	آیا
اول	بیوقوف ہونا۔	دُل	بےوقوف
اول	بیوقوف ہونا۔	آدل	کمزور
اون-این	عدم میں ہونا۔	ان	اندھا
اوص	جلدی کرنا	وص یا وُڑھ	جلدی کر۔
آز	اس وقت	از	آج
زن	تولنا	وزن	تول
ازر	کمر باندھنا	ییزار	پاجامہ
ایل	قریب قریب	ول	جلد جلد

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
اله	موٹا ہونا	آلَہ	کدو
اہل	غمگین ہونا	ملال	رنج
اسر	قید کرنا	اِسر	تنگ کرنا
ارہ	پھاڑنا	ارہ	آرسی
	(ب)		
بدر	الگ کرنا	بدر	الگ کرنا
بوم	بلند مقام	بام	چھت
بوش	شرمندہ کرنا	بوش	ملامت
بنہ	خاندان - اولاد	بنہ	بہن
برر	کھلا میدان	برز	دروازہ - دراز
	(د)		
دیب	آہستہ چلنا	دَبْ	خاموش ہوجا
دکہ	کچلا جانا	دکہ	دھکا
دمہ	خاموش ہونا	دَم	خاموش ہو-
دفع	دھکیلنا	دفع	دُور کرنا
درر	چاروں طرف پھوٹ نکلنا	دراو	نکلا
	(ه)		
ہے	دیکھو	ہے	حرف ندا - اے
ہبل	باطل چیز	ہَبل	یونہی - بے معنی
ہلل	تکبر	ہل ہل	بُڑھا - تکبر سے
ہیم	وہ (صیغہ جمع)	ہُم	وہ (صیغہ جمع)

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
		(ز)	
زبح	ذبح کرنا	ذبح	ذبح کرنا
زکر	یاد کرنا۔	ذکر	یاد
زعف	اداس ہونا	زعف	کمزوری
		(ح)	
حوج	دائرہ۔ گنبد	ج	ٹیڑھی
حول	مروڑا جانا	حل	ٹیڑھا
حقر	تلاش کرنا	حکھ	شکار کا پیچھا کرنا تلاش کرنا
		(ط)	
طہر	پاک ٹھہرانا	تہر	پکا ہوا کھانا جو صدقہ میں دیا جائے
طوح	لیپنا	ٹھج	چاول کا چھلکا جو چاول کیساتھ لپٹا ہوتا ہے
طول	لمبا کرنا	تال	چوٹی
بطح	بے سوچے سمجھے بولنا۔	بلہ دون	بے ٹھکانے باتیں کرنا۔
کور	چھیدنا	کورن	چھیدنا
مَہَہ	انکار کرنا	مَہَہ کر	مت کر۔
مرہ	رگڑنا	مُرْ	رگڑ
نجش	بیگار میں کام کرانا	نجش	مردار
نکح	سامنے	نکھ	نزدیک
نعل	جوتی	نعلین	چپلی جوتی
صحر	روشنی	سحر	سحری کا وقت

عبرانی	اردو	کشمیری	اردو
رُوص	دوڑنا	ریصہ	آہستہ آہستہ چلنا
رفا	بحال کر دینا	رف	بحال کر دینا
ستنا	دشمنی رکھنی	ششتا	یہ یادی
ستیر	تکا یا جانا	شار	سٹو لہا گنا
شیت	آراستہ کرنا	شوت	صاف۔ سفید۔ شوخ۔ پاکیزہ
شمر	رکھ چھوڑنا	شمر	بخیل
شیش	چھٹا	شیہ	چھ

۸۔ فہرست طیار کردہ ایک احمدی دوست ۳۲ الفاظ

عبرانی	کشمیری	ترجمہ
اطط	ٹتھ	آہستہ چلنا۔ آہستہ بولنا
الل	لل	واویلا کرنا
الص	آلیش	اصرار کرنا۔
انش	دُنش	غمگین ہونا۔ مصیبت میں پھنسنا
انش	منش	آدمی۔ جاندار
ارک	دراک	لمبا ہونا
ارر	ہر ہر	لعنت کرنی۔ جھگڑا کرنا
اثر	اتُت	جگہ۔ اس جگہ
بطل	تنگل	فارغ ہونا

عبرانی	کشمیری	ترجمہ
بلل	مُلُث	میلا کرنا
برح	بَرٖ	دروازہ۔ کشمیری میں خاص دروازہ کو بَرٖ کہتے ہیں۔
بسر	وِشن	خوش ہونا
داب	داب	دہشت۔
درا	دَرَہ	نفرت کرنی۔ دورجا۔ کشمیری میں کتے کو اسی لفظ سے ہانکتے ہیں
ھےآہ	واہ واہ	جوش۔
ہوت	شُوِن	گہرا
ھلل	ھلاے	خوشی کی آواز کرنی۔
وزر	وِزِر	بار۔ بوجھ۔
زمن	زِمن	مقرر جگہ پر انتظار کرنا۔
حوہ	حوہ	سانس نکالنا۔
حمم	حمام	گرم جگہ۔
حمم	دَمٌ	منہ اور ناک بند کرکے رہنا۔
کلم	کِلُم	بے عزت کرنا۔ منہ کالا کرنا۔
کلت	چِٹِت	شکستہ کرکے۔ کاٹ کر
لہہ	لَہہ پَہ	دیوانہ ہونا۔ بھوت زدہ ہونا
نقر	نکریہ	ناک میں رسی ڈالنا۔
سکن	بَتُن	سکوت کرنی
سمک	سمکُن	نزدیک ہونا۔ ملنا۔
شمہ	شہلاوُن	پھیلانا

عبرانی	کشمیری	ترجمہ
فلہ	فَلْ	جُدا کرنا
فرا	فَرَّہ	تیز رَو
قبر	قبرکَرِن	دفن کرنا

۹۔ فہرست تیار کردہ ایک احمدی دوست ۱۲۹ الفاظ

عبرانی	کشمیری
(الف)	
ادون ۔ مالک	آدن ۔ پہلوٹا
اواہ ۔ واویلا کرنا	دہ واہ ۔ آہ وزاری
ادیل ۔ احمق	دُل ۔ احمق ۔ آدِل ۔ کمزور
اک ۔ صرف	اک ۔ ایک
اشاہ ۔ عورت	آشن ۔ بیوی
(ب)	
بوشں ۔ شرمندہ ہونا	بوشں ۔ الزام
بل ۔ نہیں	بل ۔ یونہی
بین ۔ بیٹا	بینِہ ۔ بہن
(د)	
دور ۔ زمانہ	دور ۔ کارنامے
دام ۔ خون ۔	دام ۔ گھونٹ

عبرانی		کشمیری
دامم ۔ خاموش ہونا		دَمْ ۔ خاموش ہو ۔
	(ط)	
طَر ۔ پہاڑ		طِعر ۔ اُوپر
	(ح)	
حیل ۔ ناچنا		حلْ ۔ ٹیڑھا ۔
	(ی)	
یام ۔ سمندر		یَمْ ۔ سمندر
	(ک)	
کابیہ ۔ بھاری ہونا		کُب ۔ کبڑا ۔ مۃ زیر اور پیش کے درمیان کی حرکت سے
	(ل)	
لبد ۔ الگ		لُب ۔ الگ " "
		لب ۔ دیوار ۔ کنارہ
	(م)	
موت ۔ مرنا		موت ۔ مرنا
مالون ۔ ٹکنے کا مقام		مالون ۔ میکہ ۔ ماں باپ کا گھر
	(ن)	
نابال ۔ نادان		نابالغ ۔ بچہ
نوجان ۔ بکو ادی		نِون ۔ لے گیا
نابیا ۔ نبی		نَبْ ۔ آسمان

عبرانی	کشمیری
(ق)	
قانیا - نے	کان - نے
(ش)	
شحر - فجر کا نیم اندھیرا	سحر - فجر کا نیم اندھیرا
شومیر - حاکم	شِتمرُد - ظالم
شِملاہ - پوشاک	شملہ - پگڑی کا شملہ
شالم - سلامت ہونا	سالم - پورا
شین - دانت	شین - برف
شادی - بدی	شاقت - بد دماغ

تھوما حواری کی ہندوستان میں آمد

تھوما حواری کے متعلق تو یہ ثابت ہے - کہ وُہ پہلے شمالی ہند میں آئے - اور پھر جنوبی ہند کو چلے گئے - مدراس میں ان کی قبر موجود ہے انجیل میں بھی اس کے متعلق اشارہ ہے - کہ مسیح نے ایک دفعہ کہا - کہ میں چلا جاؤں گا - تھوما حواری اس سے بہت افسردہ ہُوئے - اور انہوں نے

کہا - کہ آپ کہاں جائیں گے - حضرت مسیح نے جواب دیا - کہ تو جانتا ہے
میں کہاں جاؤں گا - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ مسیح نے اس سے اپنے
ہندوستان جانے کے ارادہ کا ذکر کیا ہوا تھا - عیسائی تاریخ مانتی ہے
کہ تھوما ہندوستان آیا - اور ایک برہمن کے ہاتھ سے شہید ہؤا - مدراس
میں اس کی قبر موجود ہے - جس پر ایک بڑا گرجا بنا ہؤا ہے -

میرے ولایت جانے سے قبل جبکہ عاجز ۱۹۱۵ء میں انگریزی
ترجمہ قرآن شریف پارہ اول کے چھپوانے کے واسطے مدراس بھیجا گیا
تھا - تو وہاں مجھے اس وقت معلوم ہؤا - کہ علاقہ مدراس میں کچھ پرانے
عیسائی چلے آتے ہیں - جو پہلی صدی عیسوی میں ہندوستان آئے
تھے - اور تھوما حواری کی قبر بھی میلاپور میں ہے - میں نے اس کے
متعلق اس وقت تحقیقات کی - اور اس ریسرچ ورک کا نتیجہ بھی اس
کتاب میں درج کیا جاتا ہے - کیونکہ اس زمانہ میں تھوما حواری کا
بھی ہندوستان آنا دراصل مسیح کے ساتھ یا اس کے پیچھے پیچھے
تھا - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تھوما کو بعد میں کشمیر سے جنوبی ہند کی
تبلیغ کے واسطے بھیجا گیا -

حضرت عیسیٰ کے حواری تھوما کی قبر ہندوستان میں

(نقل از اخبار فاروق)

تحمید و صلوٰۃ :- حمد و ثنا اس پاک ذات قدوس سبوح رحمٰن
رحیم - غفور - کریم - حلیم - قدیم - ازلی ابدی اللہ کے لئے ہے - جو سب کا
خالق سب کا مالک ہے - قادر مطلق ہے - ہر شے اس کے اختیار میں ہے

تمام علوم کا مالک وہی ہے۔ اور انسان پر اس کی ضرورت کے مطابق گاہے گاہے کوئی علم منکشف ہوتا رہتا ہے۔ پھر صلوٰۃ اور سلام ہزاروں ہزار اور لاکھوں لاکھ ہوں نبیوں کے سردار پر۔ محمد مصطفےٰؐ پر۔ محبوب خدا پر جس کے کامل بروز نے اس تاریک زمانے کو روشن کر دیا۔ اور زمین کے چھپے خزانوں کو مخلوق کی خیر خواہی کے واسطے ظاہر و باہر کر دیا۔

انہیں میں سے ایک قبر مسیح ناصریؑ ہے۔ جس کے اظہار نے دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ عبادت کے لائق وہی ایک اللہ ہے۔ جس پر موت نہیں۔ اور انہیں میں سے مسیح کے حواری دوست اور ساتھی تھوما کی قبر ہے۔ جو قبر مسیح کی طرح ہندوستان میں ہونے سے مسیح ناصریؑ کے ہندوستان کے ساتھ خاص تعلق ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہو۔ کیونکہ آخری زمانہ میں مسیحؑ کے مثیل اور بروز نے ہندوستان ہی میں پیدا ہونا تھا۔ اور اس مناسبت کی وجہ سے بھی مسیحؑ کے جسم و جان کی یہی خواہش ہو سکتی تھی۔ کہ اس کی دائمی خوابگاہ ملک ہند ہی ہو۔

تمہید۔ گزشتہ اکتوبر (۱۹۱۵ء) میں جب عاجز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی فرمانبرداری میں ترجمۃ القرآن پارہ اول کے چھپوانے کے انتظام کے واسطے مدراس گیا۔ اور قریب تین ماہ وہاں رہا۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن باتوں میں وہاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ان میں سے ایک مسیح ناصریؑ کے ایک خاص حواری تھوما کی قبر کا دیکھنا اور اس کے متعلق ضروری شہادتوں کا بہم پہنچانا ہے جس کے واسطے وہاں مجھے کئی ایک قدیم کتب خانے تلاش کرنے پڑے بہت محنت کے بعد سب ضروری باتیں خدا تعالےٰ کے فضل سے بہم پہنچا ہوئیں

مگر بعض ضروری کاموں کے سبب فرصت نہ ہوئی۔ کہ ان معلومات کے متعلق مضمون ترتیب دیا جاسکے۔ یہاں تک کہ عاجز کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نصرہ اللہ العزیز کے حکم سے گزشتہ ماہ (فروری) میں پدوکی جانا پڑا۔ جہاں محبی اخویم سید عابد حسین صاحب بی۔ اے۔ احمدی تحصیلدار نے اپنے فرزند ارجمند عزیز عطاء الرحمن سلمہ اللہ تعالےٰ کی تقریب ختنہ وختنہ وبعض دیگر تقریبات میں شامل ہونے کے واسطے مدعو کیا تھا۔ عاجز وہاں تاریخ مقررہ پہنچا لیکن بعض وجوہات سے تاریخ شادی چند روز اور پیچھے کر دی گئی۔ اور سید صاحب کے محبانہ اور مخلصانہ اصرار کے سبب مجھے چند روز وہاں رہنا پڑا۔ اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر میں نے اس مضمون کو ترتیب دینا شروع کیا۔ اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلا نمبر درج اخبار ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ اسی طرح مسلسل یہ مضمون شائع ہوتا رہیگا جب تک کہ اس کے متعلق تمام ضروری باتیں پوری ہو جائیں۔

میرے سفر مدراس کے حالات اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں اور کئی نمبر اس میں بعنوان نامۂ مدراس شائع ہو چکے ہیں لیکن عاجز مدراس میں تھا۔ جبکہ فاروق کا پہلا نمبر شائع ہوا۔ اور اسی وقت سے میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ فاروق کی خدمت کے واسطے تھوما حواری کے متعلق تمام تحقیقات اسی میں شائع کرونگا۔ اور یہی سبب ہے کہ نامہائے مدراس میں ان باتوں کا کچھ ذکر نہ کیا گیا ؀

اختصاراً

سب سے اول اختصاراً میں یہ عرض کر دیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح ناصری

کے بارہ حواری تھے۔ جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے
متعلق تمام حالات اور واقعات کے شاہد تھے۔ اور آپ کے ساتھ خاص
محبت اور انس رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام تھوما تھا۔ قوم کا
یہودی تھا۔ ملک شام کا رہنے والا تھا۔ مگر اس کی قبر ہندوستان میں ہے
اور ایک ایسی جگہ ہے۔ جو آج کل شہر مدراس کے بڑھنے اور پھیلنے
سے اس کا ایک محلہ بن گئی ہے۔ تھوما کے زمانہ کے عیسائی آج تک
مدراس میں موجود ہیں۔ جنہوں نے سینہ بسینہ تھوما کے ہندوستان
میں آنے۔ مدراس میں شہادت پانے اور دفن ہونے کی روایات
کو آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ان کے گرجے قدیم سے چلے آتے ہیں
ان کے پہلو بہ پہلو وہ یہودی بھی بکثرت موجود ہیں جن کا بیان ہے
کہ وہ تھوما سے بھی قبل ہندوستان میں آباد تھے۔ اور کوچین کے قریب ایک
بستی میں آباد ہیں۔ جس کا نام سفید یہودیوں کی بستی ہے۔ بعض ان میں
عیسائی ہو گئے ہونگے۔ مگر بہت سے ان میں سے ابتک اسی طرح یہودیت
پر قائم چلے آتے ہیں۔ اور غالباً انہیں گمری ہوئی بھیڑوں کی تلاش
میں مسیح کے پیچھے پیچھے ان کے بعض حواری بھی ہندوستان میں آئے
اور حضرت مرشد کے فرستادے مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ اسی
تحقیقات میں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض روایات کے مطابق نہ
صرف تھوما بلکہ مسیح کے ایک اور حواری بھی ہندوستان میں آئے تھے
بلکہ خود حضرت مسیح بھی آئے تھے۔ اور کہ ابتدائی عیسائی توحید پر قائم
تھے۔ یہ سب باتیں اس مضمون میں ترتیب وار مفصل بیان کی جائیں گی
انشاء اللہ تعالےٰ۔

لفظِ تھوما

سب سے اول ہم لفظِ تھوما کی تحقیقات کو درج کرتے ہیں تھوما دراصل عبرانی لفظ ہے۔ جو کہ عربی لفظ توام سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ دو بچے جب اکٹھے پیدا ہوتے ہیں۔ تو ان کو عربی میں توام کہتے ہیں۔ اسی کو عبرانی میں تھوما کہتے ہیں۔ اور بقول روایت مندرجہ کتاب تھلوا کیڈس لا می سفر ۱۰ تھوما حضرت عیسٰے علیہ السلام کے توام بھائی تھے۔ (یا شاید ہو کتاب۔ ہمینڈ ڈکشنری آف دی بائیبل جلد ۳ صفحہ ۱۸۲)

بعض روایات کے مطابق تھوما کا اصلی نام یہودا تھا۔ مگر بعض اور حواریوں کے نام بھی یہودا تھے۔ اس واسطے ان کا نام تھوما پکارا گیا۔ یونانی میں اس کو ٹامس کہتے ہیں۔ یونانی والے اکثر ناموں کے آگے صرف س بڑھا لیتے ہیں۔ جیسا کہ یسوع سے یسزس اور جیزس بن گیا۔ عیسائی سوانح نویس کہتے ہیں۔ کہ تھوما ایمان لانے میں سست نا امیدی میں جلدی کرنے والا۔ اور پر جوش محبت والا شخص تھا۔ یہی سبب ہے۔ کہ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام صلیب کے بعد دکھائی دیئے۔ تو اس نے قبول نہ کیا۔ کہ آپ مسیح ہیں۔ یہاں تک کہ زخموں میں انگلیاں ڈالیں اور اس کی محبت کا یہ حال تھا۔ کہ جب یسوع نے اشارہ کیا۔ کہ وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ (غالباً کشمیر جانے کی طرف اشارہ تھا) تو تھوما گھبرا گئے۔ اور جدائی کا صدمہ ان کو شاق گذرا۔ اور بے اختیار ہو کر پوچھا۔ کہ اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس طرح جانیں؟ یسوع نے اس کا جواب (معلوم ہوتا ہے کہ) صاف لفظوں میں دینا پسند نہ فرمایا لیکن یہی محبت تھی جس نے تھوما کی راہنمائی

کی۔ اور وہ اپنے آقا کی تلاش کرتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔ تقوما
کی جائے پیدائش انطاکیہ تھی۔

نمبر ۳
مروجہ اناجیل میں تقوما کا ذکر

پہلے نمبر میں ہم اپنے مقصد کو اختصاراً بیان کر کے لفظ تقوما پر
بحث کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ تقوما حواری کا ذکر مروجہ
اناجیل میں کہاں کہاں آیا ہے۔ اور کس طرح سے آیا ہے جس سے اظہر یہ
یہ امر واضح ہے کہ تقوما کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ بلکہ تاریخ مذہب عیسویت
میں وہ ایک خاص مرتبہ اور مقام رکھتا تھا۔

۱۔ متی باب ۱۰۔ آیت ۲ تا ۴ میں مسیح نے جہاں اپنے شاگردوں میں
سے بارہ آدمیوں کو خاص کیا۔ اور وہی حواری کہلاتے ہیں۔ اور عیسائیوں
کی اصطلاح میں انہیں یعنی اپاسل اور رسول پکارا
جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تقوما رسول ہے۔

۲۔ انجیل مرقس باب تین آیت اٹھارہ میں بھی تقوما خاص شاگردوں
میں شامل کئے گئے ہیں۔

۳۔ اسی طرح انجیل لوقا باب ۶۔ آیت ۱۵ کی فہرست میں تقوما
خاص برگزیدوں میں گنے جاتے ہیں۔

۴۔ یوحنا باب گیارہ آیت سولہ میں تقوما کا خصوصیت کے ساتھ
ذکر ہے۔ کہ جب یسوع نے اپنے دوست لعزر کے مرنے کی خبر سنی۔ اور
وہ غمگین ہوا۔ تو تقوما پر اتنا اثر ہوا۔ کہ وہ مرنے کے واسطے تیار ہوگیا۔

۵۔ یوحنا باب ۱۴ آیت ۵ میں تھوما کی اس محبت کا خصوصیت کے ساتھ اظہار ہوتا ہے جو کہ وہ مسیحؑ سے رکھتا تھا۔ اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحؑ جہاں جائے۔ وہ راستہ دریافت کرتا ہے۔ اور بالآخر مسیحؑ کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان پہونچتا ہے۔

۶۔ یوحنا باب ۲۰ آیت ۲۶ میں بعد صلیب مسیحؑ کی زندگی پر تھوما نے یقین نہیں کیا۔ جب تک کہ اس کے زخموں کو دیکھ نہیں لیا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جو کہ صلیب دیا گیا تھا۔

۷۔ اس کے بعد صرف ایک جگہ اعمال باب ایک آیت تیرہ میں تھوما کا ذکر ہے۔ اور وہ پہلے شہدا کی مجلس میں جو یسوعؑ کو پہاڑ کے دامن میں رخصت کرنے کے بعد ہوئی۔ اس کے بعد حواریوں کے ساتھ کہیں تھوما کا ذکر نہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ فوراً ہی یسوعؑ کے پیچھے چلا گیا۔ اور شام یا مصر کی طرف دوسرے حواریوں کی طرح نہیں گیا۔ بلکہ کسی اور طرف چلا گیا۔ کیونکہ اس کی یہی خواہش تھی۔ کہ وہ اپنے رب کے ساتھ رہے۔ اور اسی واسطے یسوعؑ سے پوچھتا تھا۔ کہ تو کہاں جائے گا۔ اور جدھر تو جائے گا۔ ادھر راستہ کیا ہے۔

دیگر اناجیل میں تھوما کا ذکر

انجیل کے تذکرہ میں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ انجیل دراصل کسی کتاب کا نام نہیں۔ بلکہ انجیل کے معنے ہیں بشارت۔ خوشخبری۔ اسی واسطے عبرانی زبان میں انجیل کو بشورا (בשורה) کہتے ہیں۔ جو عربی لفظ بشریٰ سے نکلا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا بڑا کام یہی تھا۔ کہ وہ حضرت خاتم النبیینؐ کے آنے کی خوشخبری

دنیا کو پہونچائیں۔ اس واسطے ان کے اس پیغام کا نام بشری یا بشارت یا انجیل ہوا۔ مگر آج دنیا بھر میں نہ عیسائیوں کے پاس نہ کسی دوسرے کے پاس ایسی کتاب ہے۔ جو مسیح ناصری نے خود لکھی ہو۔ یا لکھائی ہو۔ یا آپ کے زمانہ میں لکھی گئی ہو۔ یا آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ جن کتابوں کو اب انجیل کہا جاتا ہے۔ وہ حضرت مسیح کے بعد بطور تاریخی واقعات کے لکھی گئی تھی۔ ہم اس امر سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ مسیح کے حواریوں پر الہام الہٰی کا فیضان جاری ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے خدام کو یہ نعمت عطا کی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جو کچھ انہوں نے بولا یا لکھا۔ وہ سب الہامی تھا۔ جب تک کہ کم از کم وہ اس بات کو ظاہر نہ کریں۔ کہ یہ کلام الہٰی ہے۔ لیکن مروجہ اناجیل کے مصنفین نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ وہ الہام الہٰی سے لکھ رہے ہیں۔ اور نہ ان بزرگوں نے اپنی کتابوں کا نام انجیل رکھا۔ بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں نے اس لحاظ سے کہ ان میں ایک آسمانی بادشاہت کے آنے کا ذکر ہے۔ ان کا نام انجیل رکھا۔ اور ایسی اناجیل ابتدائی زمانوں میں بہت ساری تھیں۔ ان کی تعداد قریب ستر کے تھی۔ جن میں سے بعض علما نے ستائیس کتابوں کا انتخاب کر کے انہیں ایک کتاب کی صورت میں مجلد کیا۔ باقی تینتالیس کتابیں بھی بطور ردایات کے پادری صاحبان اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور ان کی عزت کرتے رہے۔ ان کو اپاکرفا کہتے ہیں۔ اس مجموعہ اپاکرفا میں ایک کتاب ہے اعمال تھوما بھی ہے جس میں تھوما کے ہندوستان آنے اور شہید ہو کر یہیں دفن ہونے کا ذکر

سفاقی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس کتاب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ںقوما حواری ضرور ہندوستان میں آیا۔

نمبر ۳

شہادتیں

گذشتہ نمبر میں ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ کتاب اعمال تھوما جو قدیم سے عیسائیوں کے درمیان چلی آتی ہے۔ اس میں تھوما حواری کے ہندوستان آنے کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اب ہم اس کے متعلق بعض دیگر شہادتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔

اب سب سے پہلی شہادت خود ان عیسائیوں کی ہے۔ جو کہ ٹرینکوبار سے دکن میں ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلٍ اپنے کو تھوما حواری کے عیسائی کہتے چلے آتے ہیں۔ یورپ کے کسی عیسائی نے سرزمین ہند میں اپنا قدم نہ رکھا تھا۔ کہ اس سے قبل وہ ہندوستان میں موجود تھے۔ صدہا سال تک اور ملکوں کے عیسائیوں کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہ تھا۔ آج تک وہ اپنی عبادات عبرانی زبان میں ادا کرتے ہیں۔ چونکہ عبرانی زبان کی آخری شکل کا نام ہے۔ ان کے گرجوں میں صلیب نہیں ہوتے۔ وہ اپنی مذہبی رسومات میں شراب کا استعمال نہ کرتے گرجوں میں تصویریں نہ رکھتے۔ یہ لوگ اس عقیدہ سے واقف نہ تھے۔ کہ عشاء ربانی میں روٹی اور شراب مسیح کا گوشت اور خون ہو جاتا ہے۔ وہ مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے

وہ یہودیوں کی طرح دن رات اپنے گرجے کی شمع روشن نہ رکھتے۔ گرچہ پر کوئی صلیب نہیں ہوتی۔ بہرحال جو روایات ان میں چلی آتی ہیں وہ یہی بتلاتی ہیں۔ کہ تھوما حواری ہندوستان میں آیا۔ اس کے ذریعہ سے وہ عیسائی ہوئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ خواہ مخواہ لوگوں نے ایک جھوٹ بنا لیا ہو۔ اور پھر اس جھوٹ پر پشت در پشت اعتقاد رکھتے چلے آتے ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ مرور زمانہ سے ان روایات میں کچھ باتیں مل جل گئی ہوں۔ لیکن کم از کم اتنی اصلیت مشترک مصدقہ ضرور ہے۔ کہ تھوما حواری وہاں پہونچے۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ لوگ عیسائی ہوئے۔

۲- دوسری بڑی شہادت خود قبر ہے۔ جو اب تک موجود ہے۔ اس پر ایک بڑا بھاری گرجا بنا ہوا ہے۔ جب میں مدراس گیا۔ تو ایک دن اس قبر کو دیکھنے کے واسطے گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ گرجے کے دروازے سب طرف سے کھلے تھے۔ اور عیسائی لوگ صبح کی عبادت کرنے کے واسطے اس کے اندر آجا رہے تھے۔ یہ اتوار کا دن نہ تھا۔ اس واسطے باجماعت نماز نہ تھی۔ بلکہ لوگ اپنے طور پر کچھ عبادت کر کے چلے آتے تھے۔ میں نے گرجا کے باہر ایک شخص سے دریافت کیا۔ کہ تھوما حواری کی قبر کہاں ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص میرے ساتھ ہو لیا اور گرجے کے بڑے ہال میں مجھے لے گیا۔ جہاں اس نے مجھے زمین میں ایک گڑھا سا دکھایا۔ جو پادری صاحب کے کھڑا ہونے کے پلیٹ فارم کے آگے ہال کے وسط میں تھا۔ اس گڑھے کے ارد گرد ایک خوبصورت کٹہرا لگا ہوا ہے۔ اور ایک طرف سے نیچے اترنے کا زینہ ہے

میں زینے سے اتر کر نیچے گیا۔ اور وہ شخص بھی میرے ساتھ نیچے اترا
دو پتھر جن کی لمبائی شمالاً جنوباً تھی۔ ایک غار کے منہ پر رکھے ہوئے
تھے۔ اور دونوں کے درمیان کوئی ایک انچ کی جگہ کھلی تھی۔ اس شخص
نے مجھے بتایا کہ یہ یعقوبا کی قبر ہے۔ اور اس نے ایک لکڑی سے قبر
کے اندر سے تھوڑی سی مٹی نکال کر مجھے دی۔ معلوم ہوا۔ کہ اب تک
یعقوبا کی قبر کی مٹی بیماروں کو شفا دینے کے واسطے لے جاتے ہیں جیسا کہ
کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر کی مٹی اس مطلب کے واسطے لوگ قبر سے لے
جاتے ہیں۔ قبر شمالاً جنوباً ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں۔ غالباً
منہ بیت المقدس کی طرف کیا گیا ہوگا۔ یہ قبر سمندر کے قریب ہے۔ اور
اس محلے کا نام میلاپور ہے۔ جو پہلے مدراس سے دور ایک گاؤں تھا۔ مگر
اب مدراس شہر کے پھیلنے اور بڑھنے سے میلاپور مدراس کا
ایک محلہ بن گیا ہے۔ شہر کی مردم شماری کا جنوبی اختتام تو چند
قدم کے فاصلے پر ہے۔ اور ڈیڑھ آنہ وہاں تک کرایہ لگتا ہے۔
یہ امر بھی ضرور نوٹ کرنا چاہئے کہ کسی خاص مصلحت کے ماتحت ہے
کہ اس وقت جو اعلانات چھپتے ہیں مدراس میں ان میں صرف میلاپور میں یوحنا کی
قبر سے چند قدم کے فاصلے پر گرجا بتایا ہے۔ اور وہاں سب غالباً
اپنی پیدائش سے عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔ مگر وہ اس قبر کے نشان
سے واقف نہ تھے۔ شاید اس واسطے کہ اس کی تحقیقات کا قواعد قبر
کے حصے میں لکھا ہوا تھا۔

اس گرجے کے ایک کونے میں یعقوبا حواری کی بعض یادگاری اشیا
تبرکاً رکھی ہیں۔ جن میں ایک دانت اور برچھی کا سرا بھی ہے جس سے

وہ شہید ہوئے۔ یہ قبر کات دسمبر کے اخیر پر کسی خاص میلے کے دن
دکھائے جاتے ہیں۔ عموماً بند رہتے ہیں۔

یہ گرجا فی زمانہ رومن کیتھولک پادریوں کے قبضہ میں ہے۔
اور پرتگیز لوگ اس میں زیادہ تر ہیں۔ کیونکہ موجودہ گرجا بہت ہی
شاندار عمارت ہے۔ پرتگیزوں کی بنائی ہوئی ہے۔ جو غالباً کسی
پہلی مسمار شدہ عمارت پر بنائی گئی ہے۔

اگر ہمارے کوئی دوست اتفاقاً مدراس میں جائیں۔ اور اس
قبر کو دیکھنا چاہیں۔ تو ہمارے نوجوان عزیز مسٹر عبدالقادر احمد سلمہ اللہ
تعالے بوسیلا پوریں جنرل ڈاکٹر ہوس میں رہتے ہیں۔ انہیں بخوشی
امداد دینگے۔ ہمارے دوست حاجی محمد عمر الدین صاحب ڈنگوی نے بھی
اس قبر کو دیکھا ہے۔

نمبر ۲
دیگر شہادتیں

ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے کا
ذکر خود کتاب اعمال تھوما میں موجود ہے۔ اور اس کے بعد دیگر شہادتوں
میں سے پہلی شہادت دکن کے قدیم عیسائیوں کی۔ اور دوسری شہادت
قبر موجود ہونے کی ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب اور شہادتیں درج کی جاتی
ہیں۔

۳۔ مسٹر ملن ریح۔ ڈی ڈی۔ پی ایس۔ جو عیسائی مذہب
کی تاریخ کا باپ کہلاتا ہے۔ اپنی کتاب تاریخ میں اس امر کا تذکرہ کیا

کہ تیسری صدی کے ابتدا میں بعض لوگ ہندوستان سے آئے تھے
جو وہاں کے قدیم عیسائی تھے۔ اور ان کے پاس متی کی انجیل عبرانی زبان
میں تھی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب ہندوستان
میں بہت دیر سے تھا۔

۴۔ ایک قدیم یونانی مورخ نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ تھوما
حواری تبلیغ عیسائیت کے واسطے ہندوستان گیا تھا۔ اور وہیں شہید
ہوا۔ اسی مورخ سے نقل کرکے مسٹر کیور (Cuire) نے اپنی کتاب
میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۔ کلیسائے شام میں جو قدیم کتب دعا ہیں۔ جن میں بزرگ اولیا
اور رسولوں کے حق میں دعائیں لکھی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں تھوما حواری
کے نام کے ساتھ اس کا ہندوستان میں چلا جانا اور میلاپور میں شہید
ہونا ذکر ہے۔ درج چلا آتا ہے۔ یہ کتابیں ایسی ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں
میں بزرگوں کے نام پر فاتحہ خوانیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کو انگریزی میں

Liturgical Books & Calendars of the Syrian Church.

لیٹرجیکل بکس اینڈ کیلنڈرز آف دی سیرین چرچ کہتے ہیں۔ ہر ایک
بزرگ کے واسطے ایک خاص دن مقرر ہوتا ہے۔

۶۔ *Martyrology of The Syrian Church*

کتاب شہادت نامہ کلیسائے سوریا۔ عیسائیوں میں قدیم سے رسم چلی آتی
ہے۔ کہ جو بزرگ دینی خدمات کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں۔ ان کے اسمائے
گرامی اور کچھ تذکرہ کتاب شہادت نامہ میں لکھا رہتا ہے۔ سو سیرین کلیسا

کے شہادت ناموں میں تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم سے منسوب چلا آتا ہے۔

۷۔ ایسا ہی کلیسیائے یونان کے شہادت ناموں میں بھی تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۸۔ ایسا ہی کلیسیائے روما میں بھی شہادت ناموں کے درمیان تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۹۔ ایسا ہی ایسیرین کلیسیائے کے شہادت ناموں کے درمیان تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے۔

۱۰۔ مذکورہ بالا تمام شہادت ناموں کے علاوہ بیشپ گریگوری ... آف ٹورز نے اپنی کتاب ان گوریا مارٹرم یعنی [illegible] by [illegible] of [illegible] میں تھوما حواری کے ذکر میں اس کا ہندوستان میں آنا اور اسی جگہ شہید ہونا قدیم روایات اور روایات کے حوالے پر لکھا ہے۔ یہ کتاب [illegible] کی تصنیف ہے۔

۱۱۔ چوتھی صدی عیسوی کے ابتداء میں [illegible] میں نیقیہ میں بشپوں کی ایک کونسل قائم ہوئی تھی۔ اور جو باتیں ان کونسل میں طے پائی تھیں۔ ان پر تمام بشپوں کے دستخط لئے گئے۔ ان میں ایک بشپ یوحنا نام نے اپنے آپ کو ہندوستان کا بشپ کر کے لکھا ہے۔ وہ دستخط [illegible]

کا کہ غذا اب تک موجود ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت ہندوستان میں ایسے عیسائی لوگ موجود تھے۔ جن کا کوئی بشپ بھی تھا۔

۱۳۔ کاسمس نام ایک عیسائی نے چھٹی صدی کے ابتدا میں ہندوستان میں ہندوستان کی سیر کی۔ اور ایک سفرنامہ لکھا جس میں اس نے جنوبی ہند اور مالابار میں قدیم عیسائیوں کے ہونے کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۔ قدیم انگلستان کی تاریخ میں یہ بات سب مصنفوں نے درج کی ہے۔ کہ بادشاہ الیفریڈ نے ایک نذر کو پورا کرنے کے واسطے کچھ تحائف کے ساتھ اپنے سفیر تھوما حواری کی قبر پر بھیجے تھے جو میلاپور ہندوستان میں تھی۔ یہ واقعہ ۸۸۳ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر قبر تھوما والا واقعہ درست نہ ہوتا۔ تو اسے اس قدر شہرت اور عزت کبھی حاصل نہ ہو سکتی۔ کہ انگلستان کا بادشاہ اس پر اپنا چڑھاوا بھیجے ملاحظہ ہو کتاب اینگلو سیکسن کرانیکل صفحہ ۳۵۷

Anglo Saxon Chronicle Bohns Edition

P. 357.

۱۵۔ مارکو پولو مشہور سیاح جس نے اپنی سیاحت میں ملکوں اور شہروں کے حالات نہایت تحقیقات سے لکھے ہیں۔ اور آج تک بھی اس کے سفرنامے تاریخ میں نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ جب جنوبی ہند میں پہونچا۔ تو اس نے میلاپور مدراس کے گرجا اور قدیم عیسائیوں کا ذکر اور تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور تبلیغ کرنے اور شہادت پانے کے تمام واقعات کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے

علیہ السلام کے ایک حواری تھے جن کا نام تھوما تھا۔ اور جنہیں یورپ
کی زبانوں میں سینٹ ٹامس کہتے ہیں۔ اب ہم یہاں ان تمام شائع
شدہ کتابوں کی فہرست درج کر دیتے ہیں جن میں تفصیلاً یا اختصاراً
تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور یہاں شہید ہونے کے حالات
درج ہیں۔

چونکہ میں نے یہ تمام تحقیقات مدراس میں کی ہے۔ اس واسطے
میں نے اکثر مذکورہ کتب کو وہیں دیکھا ہے۔ بعض کتابیں تو مجھے مدراس
کی سرکاری پبلک لائبریری میں مل گئیں۔ جو کہ وہاں کے عجائب گھر کے
اندر ایک بڑی شاندار عمارت میں رکھی ہوئی ہے۔ جہاں کتابیں
خوبصورت الماریوں میں مختلف مضامین کے لحاظ سے ترتیب دے کر
رکھی گئی ہیں۔ اور بہت سی میزیں اور کرسیاں الگ الگ بچھا دی گئی
ہیں۔ جہاں بیٹھ کر شائقین کتابیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ کتابوں میں سے
کچھ نقل کرنے یا نوٹ کرنے کی عام اجازت ہے لیکن صرف پنسل کا استعمال
جائز رکھا گیا ہے۔ تاکہ کتابوں پر سیاہی کے داغ نہ لگ جائیں۔ اس
کا نام وہاں کے ایک علم دوست سابق گورنر کنیمارا کے نام پر کنیمارا
لائبریری ہے۔ انگریزی کے سوائے سنسکرت اور پالی کتابیں بہت
ہیں۔ مگر عربی۔ فارسی۔ اردو کی ایک کتاب بھی نہیں۔ کتابوں کے باہر
لے جانے کی کسی کو بھی اجازت نہیں۔ اس واسطے تمام کتابیں ہر وقت
موجود رہتی ہیں۔ پنجاب کی پبلک لائبریریوں کی طرح نہیں۔ کہ اکثر
کتابوں کے متعلق لائبریرین صاحب کہہ دیتے ہیں کہ باہر گئی ہوئی ہے
اور اس طرح ایک محقق آدمی کو مایوسی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

میں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے پبلک کتب خانے
دیکھے ہیں۔ مگر ایک خوبی جو کلکتہ کی امپیریل لائبریری میں ہے۔ وہ
کسی میں نہیں دیکھی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ریفرنس کی بڑی بڑی کتابیں
مثلاً انسائیکلوپیڈیا اور ہر قسم کی ڈکشنریاں اور ڈائرکٹریاں سب
ریڈنگ روم میں کھلی الماریوں میں سجا دی گئی ہیں۔ اور ان کتابوں
کے واسطے لائبریرین کو درخواست نہیں دینی پڑتی۔ بلکہ شائقین خود
ہی ان کتابوں کو نکال کر دیکھ لیتے ہیں۔ اور پھر خود ہی وہاں واپس
رکھ دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف شائقین کو آسانی رہتی ہے۔ بلکہ لائبریری
کے اسٹاف کا بھی وقت اور محنت کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔ کتب خانہ
پنجاب اور دیگر کتب خانوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیے۔

یہ تو جملہ معترضہ ہی تھا۔ اصل بات کی طرف میں رجوع کرتا ہوں
خوشنوازی کے متعلق بعض تصانیف اس کتب خانے میں ہیں لیکن
بعض پرانی کتابیں ایسی تھیں۔ جو کہ نہ تو پبلک لائبریری سے ملیں۔
اور نہ کسی عیسائی کے پاس تھیں۔ مگر ان کا ذکر بعض موجودہ کتب میں
میں نے پڑھا تھا۔ ان کا تلاش کرنا بہت ہی مشکل تھا۔ کیونکہ وہ اب
چھپتی نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل اور کرم اور احسان اور
غریب نوازی ہے۔ کہ مجھے وہ سب کتابیں تھوڑی محنت تلاش کے بعد
ایک ایسے کتب خانے میں مل گئیں۔ جو ایک گمنامی کے گوشے میں پڑا
ہوا تھا۔ وہ کتب خانہ پادری کیلیٹ آنجہانی کا ہے۔ پادری کیلیٹ
بہت عرصہ ہوا۔ مدراس میں ایک مشہور پادری تھے۔ انہیں کتابوں
کے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ عمر بھر میں انہوں نے کتابوں کا ایک

بیش قیمت ذخیرہ جمع کیا۔ جوان کے مرنے پر کلیسیا نے خرید لیا۔ اور اب وہاں انگریزی چرچ کے ممبروں کے سوائے دوسرے کو جانے کی اجازت نہیں۔ مگر وہاں گئے ڈیکن صاحب نے مہربانی سے مجھے خصوصیت سے اجازت دی۔ میں چند روز متواتر وہاں جاتا رہا۔ اور مجھے تعجب ہوا۔ کہ اس قابلِ قدر کتب خانے کو دیکھنے کے واسطے کوئی وہاں نہ آتا تھا میں اکیلا وہاں پر کتابیں دیکھتا رہا۔

سو بعض کتابیں مجھے کیلیٹ لائبریری میں ملیں لیکن تاحال بعض کتابیں ایسی ہیں۔ جن کا حوالہ میں نے کتب زیرِ مطالعہ میں پڑھا۔ مگر خود انہیں نہیں دیکھا۔ ان سب کتابوں کا نام میں یہاں لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ اس مضمون پر آئندہ محققین کے واسطے آسانی ہو۔ اور چونکہ انگریزی کتابوں کو اردو حروف میں درست طور پر نہیں پڑھا جا سکتا۔ لہذا صحتِ لفظی کے واسطے انگریزی حروف میں بھی نام لکھ دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ تاریخ کلیسائے مالابار۔ مصنفہ میکائیل گیڈس مطبوعہ لنڈن ۱۶۹۴ء (موجود در کیلیٹ لائبریری مدراس)

History of The Church of Malabar by Michael geddes London. 1694.

اس کتاب میں تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے میلا پور میں اس کی قبر کے ہونے کا مفصل ذکر ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جنوبی ہند میں قدیم سے یہود آباد تھے۔ (صفحہ ۷) اور تھوما کے عیسائی گرجوں میں نقوش یریں نہ رکھتے تھے۔ بت نہ بناتے تھے۔ شراب کا استعمال نہ کرتے تھے

عشائے ربانی کو حقیقی نہ مانتے تھے۔ (صفحہ ۳۷۴)

(۲) کتاب ظہیر الدین مخدوم۔ یہ ایک اسلامی بزرگ کی تصنیف ہے۔ جو مالا بار میں بطور ایک ولی کے مانا جاتا ہے۔ مخدوم صاحب نے بھی اپنی کتاب میں تھوما اور اس کے عیسائیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو ہندوستان میں قدیم سے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مخدوم صاحب کا نام میں نے انگریزی حروف میں دیکھا ہے۔ اس لئے اس کا تلفظ صحیح معلوم نہیں ہو سکا۔

نمبر ۴

چالیس کتابوں کا حوالہ

مضمون نمبر ۳ میں ہم نے ان کتابوں کے نام لکھنے شروع کئے ہیں جن میں تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے، رہنے اور شہید اور مدفون ہونے کا تذکرہ ہے۔ دو کتابوں کے نام اور کچھ ذکر درج ہو چکا ہے باقی فہرست اب درج کی جاتی ہے۔

(۳) ہندوستان کو سچے دل عیسائی بنانا غیر ممکن ہے۔ مصنفہ ایبے جے۔ اے ڈوبائے۔ مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۳ء

Impossibility of making real converts to christianity in India - by Abbe. J. A. Dubois London 1823.

اس کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ نسطوری فرقہ کے عیسائیوں کی کتاب دعا زبان سریانی میں اب تک ہندوستان میں موجود ہے۔

واضح ہو۔ کہ بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق مالا بار اور مدراس
کے پرانے عیسائیوں کو نسطوری عیسائی بھی کہا جاتا ہے۔
(۴)۔ سفرنامہ ہند۔ مصنف بارتھولومیو مطبوعہ لنڈن ۱۸۰۰ء
A voyage to the East India by F.P. D. S. Bartolomeo London. 1800
یہ ایک مشہور اور قابل اعتبار سیاح کا سفرنامہ ہے جس نے ۱۷۷۶ء
میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھا ہے
کہ ہندوستان میں تھوما حواری کے عیسائی اب تک سریانی زبان میں
اپنی مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں۔ خدا کو الوا کہتے ہیں۔ مولی گھوسٹ کو روحا
صلیب کو شلیوا۔ نذر کو قربانا (صفحہ ۱۹۵)
واسکوڈی گاما کے زمانہ تک یہ لوگ مسیح کی الوہیت کے منکر تھے۔
بتوں اور تصویروں کو برا سمجھتے تھے۔ مگر ۱۶۹۵ء میں مدد کیتھولکاں پاپا و ربیل
کی امداد سے وہ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (صفحہ ۲۰۰) یہ لوگ روزہ
رکھتے تھے۔ اور روزوں کے ماہ میں عورتوں سے الگ رہتے تھے۔
(۵) کلیسیا کا یہودیوں کے ساتھ صحیح برتاؤ۔ مصنف مسٹر لارڈ مطبوعہ
لنڈن ۱۸۸۳ء
"Right attitude & action of church Towards the Jews" by Jems Henry Third ed. London, 1883.
Rev
(صفحہ ۹۲) ابتدا میں عیسائی رسولوں کا یہی طریق رہا۔ ت
کے واسطے ایسے ملکوں کو جاتے تھے۔ جہاں پہلے سے یہ عیسائی مبلغین

مالابار کے یہودی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اُن کے آباد دس ہزار کی
تعداد میں بیت المقدس سے جنوبی ہندوستان میں آئے تھے۔ اور
اسی جگہ بود و باش اختیار کی۔ سب سے پہلے جس جگہ آباد ہوئے۔
اس کا نام کرنگانور تھا۔ اور اب تک کوچین کے گرد و نواح میں ایک
قصبہ ہے جس کا نام یشن چری یا یہودیوں کا شہر ہے۔

مالابار کے قدیم عیسائی نماز کے اختتام پر ایک سرے سے دوسرے
سرے تک سب پر سلام کرتے ہیں۔ (جیسا کہ مسلمانوں میں السلام علیکم
کہا جاتا ہے)

اس کتاب کے بیانات سے ایک تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ چونکہ قدیم
سے جنوبی ہندوستان میں یہود لوگ موجود تھے۔ اور حواری لوگ ہر
جگہ گئے ہیں۔ جہاں کہیں یہود تھے اس واسطے ضروری ہے۔ کہ کوئی حواری
جنوبی ہند کو گیا ہو۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام تک کشمیر کے یہود
کے پاس تشریف لے آئے۔ اس سے دکن میں تھوما کے آنے کی خبر کی تائید
ملتی ہے۔

دوم:۔ قدیم عیسائیوں کا نماز کے بعد السلام علیکم کہنا اس امر کی
دلیل ہے۔ کہ ابتداءً حضرت مسیح علیہ السلام نے ان لوگوں کو ایسا ہی طریق
ل عبادت کا سکھایا تھا۔ جسے وہ بعد میں بھول گئے۔ اور حضرت خاتم النبیین
انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گم گشتہ ہدایتوں پر دنیا **محمد**

اس کتاب کے بعد امر یہ بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ چونکہ شام کے یہودیوں
کتاب دعا زبان لاطینی سے سلام کو کاٹ دیا۔ اور گویا قتل ہی کر ڈالا اس لئے

انہیں آج تک بھی توفیق نہ ہوئی۔ کہ سب کے سب دین اسلام قبول کرلیا یا عیسائی ہی ہوجائیں۔ لیکن کشمیر کے یہودیوں نے نبی اللہ کی خاطر کی اور امداد کی۔ اور کوئی مخالفت نہ کی۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی۔ کہ ان میں سے کوئی یہودی نہ رہا۔ اور ان کو یہ عزت دی گئی۔ کہ ایک نبی اللہ کی قبر ان کے درمیان انیس سو سال سے محفوظ چلی آتی ہے۔

(۶) ملک چین میں مسیحیت جلد اول مصنفہ ایم۔ ایل۔ اے۔ ہی
Christianity in China vol. I. by M. L. [illegible] Huc.

(صفحہ ۲۹) ہندوستان کے واقعات کو ظاہر کرتی ہے۔ جب پنٹی نس (Pantaenus) دوسری صدی میں ہندوستان میں آیا۔ تو اسے معلوم ہوا۔ کہ عیسائیت وہاں جاری ہو چکی تھی۔

(۷) ہندوستان میں مسیحیت مصنفہ مارشل۔ مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۵ء
Christianity in India by J. W. M. Marshall. London 1895.

(صفحہ ۷) بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ تھوما حواری نے نہ صرف ہندوستان میں شغل کیا۔ بلکہ وہ ہندوستان سے ملک چین کو بھی گئے تھے۔

(۸) ہندوستان میں عیسائیت کی تاریخ مصنفہ پادری جیمز
History of Christianity in India by Rev James Hough M. A.

(جلد اول صفحہ ۴۳) مرقس رسول نے سکندریہ سے عیسائی مبلغین

ہندوستان کو بھیجے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر حواریوں کو ہندوستان کی طرف آنے یا اپنا ایلچی بھیجنے کی فکر لگی رہتی تھی۔ تھوما کا ہندوستان میں آنا تو اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ قبر تک موجود ہے۔ اور خود عیسائی لوگ اسے تسلیم کرتے چلے آتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق بارتھولومیو حواری بھی ہندوستان میں آ گئے تھے۔ تھوما کا شمالی ہند کو جانا بھی ثابت ہے۔ مرقس اپنے ایلچی ہندوستان میں بھیجتا ہے یہ سب کیوں ہوا۔ اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں موجود تھے پس اپنے روحانی آقا کی تلاش میں اور اس کی محبت میں ان سب کا رُخ ہندوستان کی طرف ہو رہا تھا لیکن اصل مطلب کا اظہار چونکہ مناسب نہ تھا۔ کیونکہ مسیح ناصری صلیب سے بچنے کے سبب خفیہ طور پر نکل آئے اور انہوں نے اور نیز فرشتوں نے عورتوں کو صرف اتنی اجازت دی۔ کہ اس بچ نکلنے کی خبر یسوع کے شاگردوں کو کریں۔ دوسروں کو خبر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ (دیکھو متی کا آخری باب) بلکہ اتفاقاً کسی نے پہچان بھی لیا۔ تو یسوع جلد وہاں سے غائب ہو گیا۔ (دیکھو لوقا۔ باب چوبیس) اس واسطے یہ امر تو مخفی رہ گیا لیکن ان سب کا ہندوستان کی طرف رجوع کرنا کتابوں اور روایتوں میں شائع ہوتا رہا۔ ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تھوما نے بی بی مریم کے سامنے اپنے تبلیغی حالات کو بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ہندوستان میں آ چکی تھیں۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست مولوی غلام دستگیر صاحب احمدی کو جو میاں پور میں رہتے ہیں۔ ایک

لیڈی مسز فرد نام نے یہ بھی کہا کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے - کہ خود حضرت مسیح بھی ہندوستان آئے تھے - بلکہ مدراس آئے تھے - اور ممکن ہے کہ مفتوحا کا کام دیکھنے گئے ہوں - بلکہ حا خود بھی کہتے ہیں مسیح نے مجھے یہاں بھیجا ہے - غلام دستگیر صاحب کا خط درج ذیل ہے -

۲۲ر اپریل ۱۹۱۶ء

مخدومی جناب مفتی محمد صادق صاحب احمدی دام برکاتہ :-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - گذشتہ ماہ ستمبر کا ذکر ہے کہ ایک روز پنجشنبہ نو بجے صبح کے قریب جنابہ مسز فرد صاحبہ سے ملاقات ہوئی - جو گرجا سے آ رہی تھیں - باتوں میں فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام اور ان کی ماں سب یہیں تھے - (غلام دستگیر فاروقی راز مدراس)

کتب

چالیس کتابوں میں سے آٹھ کتابوں کے حوالے اور داخلے ہم پچھلے نمبر میں دے چکے ہیں - اب اور کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں جن میں کچھ قسم تذکرے درج ہیں -

(۹) جوشیلیس انجمنیں - مصنفہ مسٹر فلپس مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء میں لکھا ہے - وہ نکاح کرتے تھے - رومن کیتھولک پادریوں کی طرح مجرد نہ رہتے تھے - اس بات کے قائل نہ تھے - کہ مسیح ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - کیونکہ وہ مسیح کی الوہیت کے منکر تھے - ان کی عبادتوں میں گانا بجانا نہ ہوتا تھا - نہ کوئی مورتیں رکھی جاتی تھیں - وہ نہ اولیاء سے دعائیں مانگتے تھے - نہ گرجوں میں کوئی مقدس پانی رکھا جاتا تھا - نہ وہ پوپ کو جانتے

تھے - اور نہ ان کے درمیان راہب ہوتے تھے (صفحہ ۱۵)
باوجود ان سب باتوں کے وہ عیسائی تھے - اور عیسائی کہلاتے
تھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل عیسائی مذہب وہی تھا جو ان لوگوں
کے درمیان تھا - اور تمام بدعات سے پاک اور صاف تھا -

Thirty four Conferences by Mr.
Phillips. London 1720.

(۱۰) رسالہ قدیم ہندوستان جلد ۴ مطبوعہ ۱۸۷۵ء
Indian Antiquary vol IV 1875.
(صفحہ ۳۱۳) تھوما کے عیسائی جن کو سیریا کے عیسائی بھی کہتے ہیں ان
کی تحریری تاریخ سیریانی زبان میں ان کے پادریوں کے پاس اب تک
موجود ہے -

(۱۱) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ و ۲۲۹ -
(۱۲) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ تا ۳۱۳
(۱۳) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۳ صفحات ۸۰ و بعد و ۳۰۹ -
(۱۴) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۴ صفحات ۱۵ و ۱۹۱ و ۳۱۱
(۱۵) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۵ صفحہ ۲۵
(۱۶) سیاحت نامہ فرائر میں تھوما اور تھوما کے پہاڑ اور اس پر چیپل
کا ذکر ہے - Fryer's Travels.
(۱۷) رسالہ ایشیاٹک ریسرچ جلد ۷ صفحہ ۳۶۴
(۱۸) رسالہ ایشیاٹک ریسرچ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۳
(۱۹) رسالہ ایشیاٹک ریسرچ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۵

(۲۰) مشرقی کتب کا مخزن۔ مطبوعہ رومہ ۱۷۲۸ء۔ اس کتاب میں دس بڑے صفحات ہیں۔ تھوما حواری کے ہندوستان آنے شہید ہونے میلاپور میں دفن ہونے اور تب سے وہاں عیسائیت کے قیام کا ذکر ہے
Bibliotheca orientalis- Room 1728.

(۲۱) بشپ پارٹس (Bishop Parlus) نے جو ۱۲۲ء میں ہوا ہے۔ تھوما حواری کے ہندوستان آنے اور شہید ہونے کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔

(۲۲) گوہ کاردی نو کے پادری جان صاحب نے ۱۲۹۲ء میں تھوما کا نام ذکر ہندوستان آنے شہید ہونے اور دفن کئے جانے کا لکھا ہے
Friar John of Monte Carvino 1292.

(۲۳) Anglo Saxon chronicle Bohn's Series.

تاریخ اینگلو سیکسن جس میں یہ تذکرہ مفصل ہے کہ کس طرح شاہ الفریڈ نے اپنا نذرانہ چڑھاوا تھوما اور بار تھولومیو مسیح کے دو حواریوں کی قبر پر ہندوستان بھیجا۔ اس سے اور بعض دیگر روایتوں سے ایسا پتہ ہوتا ہے کہ نہ صرف تھوما بلکہ بار تھولومیو حواری بھی ہندوستان آیا تھا۔ چنانچہ

(۲۴) کتاب دی اپاسٹولک اوریجن مصنفہ فلیپوس مطبوعہ مدراس ۱۹۰۶ء
The Apostolic origin & early History of The Syrian church of Malabar by A Philipose M.A. Madras 1904.

کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ یوسی بی اس کی روایت کے مطابق بارتھولومیو حواری ہندوستان آیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تھوما کے پیچھے پیچھے آیا ہو۔ ملاحظہ ہو۔ یوسی بی اس۔ کلیسیا صفحہ ۹۴ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۷۲۹ء

Eusebius Ecclesiastical History P.94 Translated by Mr Parker Third — Edition, London. 1729.

(۲۵) کتاب کرسچن ٹاپوگرافی مصنفہ کاس ماس کے صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے۔ کہ کاس ماس نے سنہ ۵۲۲ء میں تھوما حواری کے عیسائیوں سے مالا بار میں ملاقات کی۔

"Christian Topography" by Cosmas in The Haclut Society's Publication

(۲۶) انجیل اعمال تھوما میں سارے واقعات ابتداء سے لکھے چلے آتے ہیں۔ اور یہ کتاب سلسلہ قبل نائسین میں جلد ۱۶ پر چھپ چکی ہے

"The Acts of Thomas in Ante-Nicene christian Library vol. XVI.

(۲۷) ڈاکٹر رائے نے ایک مفصل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے سریانی کلیسیا ہندوستان میں۔ اس میں بھی یہ واقعات درج ہیں۔

Dr. Rae's "Syrian church in India"

(۲۸) ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ ہند کے باب ۹ صفحہ ۲۸۴ میں ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ گو ان کے نزدیک یہ عیسائی تھوما کے کئے ہوئے نہیں۔ بلکہ کسی عیسائی ملک سے آکر یہاں آباد ہو گئے۔ لیکن اس

قدر روایات اور شہادتوں کو بے دلیل معقول کے جھٹلانا درست نہیں ہے

Sir W. Hunter's Indian Empire.

(۲۹) سفرنامہ مارکو پولو کی جلد ۲ کتاب ۳ میں اس کا مفصل ذکر ہے۔

Col. Yule's "Morco Polo" Vol II. Book III. Ch. XX iii.

(۳۰) رسالہ "دی منتھ" بابت اگست ۱۹۱۲ء میں ایک مضمون مشرق میں عیسائیت پر ہے۔ اس میں بھی یہ ذکر ہے۔

The Month August 1912.
"Christianity in the East."

(۳۱) رسالہ دی انڈین ریویو- بابت جولائی ۱۹۱۲ء میں مالا باری فذیہ عیسائیوں پر ایک مضمون میں درج ہے۔

The Indian Review, July 1912.
"The Syrian Church in Malabar."

(۳۲) جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی جلد ا صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ لنڈن ۱۸۳۵ء میں یہ ذکر مفصل ہے۔ کہ قدیم آبائے یسوعین نے تھوما کے ہند میں آنے اور شہید ہونے کی تصدیق کی ہے۔

(۳۳) کتاب ہسٹوریا انڈی مطبوعہ وینس ۱۵۸۹ء میں بحوالہ پادریان پطرس- میری- اور مے فیوس- تھوما کے ہند میں آنے کا مفصل تذکرہ ہے۔

Historia Indiae Lib 2. P. 31
Vence, 1589.

(۳۴) ہندوستان کے امپیریل گزیٹر میں پرانی یادداشتوں اور کتبوں کے حوالے پر اس کی تصدیق کی گئی ہے۔

Imperial Gazetter of India vol II
P. 55. 56. Oxford 1907.

(۳۵) پادری ڈاکٹر میڈلی کاٹ نے حال میں ایک نہایت مفصل کتاب اس مضمون پر لکھی ہے۔ یہ کتاب لنڈن میں ۱۹۰۵ء میں چھپی ہے۔

Dr Medly cott "India & the Apostle Thomas" London, 1905

(۳۶) ایسا ہی ایک نوجوان مسٹر پنجی کارن ایم۔ اے نے ایک کتاب بنام سیرین چرچ لکھی ہے۔

The Syrian church in Malabar by Josaph C. Panji Karan M.A yridin ghly 1914.

جبکہ میں مدراس میں تھا۔ تو مدراس کے اخبار میں میری تلاش گمراں سیرین چرچ کا ذکر دیکھکر ایرانی ویڈارم کے ایک نقوبا کے عیسائی بنام ٹامس کے پی نے اپنے خط کے ساتھ مجھے یہ کتاب تحفۃً بھیجی تھی۔ خدا اسے جزا اے خیر دے۔

(۳۷) Turner's History of Anglo Saxons
تاریخ اینگلو سیکسن مصنفہ ٹرنر صاحب

(۳۸) جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی اپریل ۱۹۰۵ء

(۳۹) کرسچین ریسرچز ان ایشیاء مصنفہ بوکینن۔

Christian Researches in Asia by cloudius Buchanan.

(۴۰) تاریخ زوال سلطنتِ روم مصنفہ گبن

Gibbons Decline and fall of the Roman Empire.

(۴۱) پرتگالی تحقیقات اور مشن مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۳ء۔

Purtugese Discoveries, Dependencies and Missions - London 1893.

کتابیں تو اور بھی بہت ہیں۔ مگر میں سردست اکتالیس کی مکمل تعداد پر اکتفا کرتا ہوں۔

یہ خیال رہے۔ کہ میں نے بعض ایسی کتابیں بھی مہیا کی ہیں۔ جن میں یہ تو تسلیم کیا ہے۔ کہ تھوما ہند میں آیا تھا۔ مگر جنوب میں نہیں۔ شمال میں آیا تھا۔ یا بالکل نہ آیا تھا۔ یہ بحث نئے قیاسات ہیں۔ آگے چل کر میں اس پر بھی کچھ بحث کرونگا۔

نمبر ۸

تھوما پہاڑ پر مسیح ثانی کا ایک غلام

تھوما حواری کے ہندوستان آنے اور شہید ہونے اور میلاپور میں دفن ہونے وغیرہ کے متعلق ہم اکتالیس کتابوں کے حوالے دے چکے ہیں۔ نیز تھوما کی قبر دیکھنے کا مفصل بیان (نمبر ۳) میں ہو چکا ہے۔ اب ہم اس پہاڑ کے دیکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔ جو آج تک تھوما کے نام سے مشہور

ہے۔ اسے سینٹ ٹامسز مونٹ St Thomas's Mount
کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی شہر مدراس سے چھ میل کے فاصلہ پر
ہے۔ وہاں ریل جاتی ہے۔ میں ایک دن اس کے دیکھنے کے واسطے گیا
صبح کا وقت تھا۔ پہاڑی میں سے اوپر چڑھنے کے واسطے ایک لمبی
سڑک پتھر کے زینوں کی بنائی گئی ہے۔ جس کا نمونہ دولت آباد قلعہ میں
یا بنارس کے گھاٹ پر ایک حد تک دکھائی دیتا ہے۔ میں اس پر اکیلا
ہی چڑھا۔ کوئی اور میرے ساتھ نہ تھا۔ قلب میں دُعا کی تحریک ہوئی۔
منجملہ اور دعاؤں کے میں نے جناب باری میں عرض کی۔ کہ یا الہٰی حضرت
مسیح ناصری کا حواری یہاں آیا۔ مخالفین نے اسے قتل کیا۔ وہ شہید ہوا
میں بھی تیرے مسیحؑ کا ایک غلام ہوں۔ پر کون مسیحؑ۔ مسیح محمدی۔ تو اپنے
فضل سے کامیاب اور فتحیاب کر۔ یہ دُعا کرتا ہوا میں اوپر پہونچا۔ پہاڑی
پر ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ جو بند تھا۔ اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اس کے گرد
گھومتے ہوئے ایک مدراسی عورت مجھے ملی۔ اس نے بتلایا۔ کہ تھوڑی دیر
میں گرجا کھولا جائے گا۔ گرجا کھولنے کے انتظار میں میں وہاں بیٹھ گیا۔
اتنے میں پانچ نوجوان جو شکل وصورت سے مسلمان معلوم ہوتے تھے۔ وہاں
آ گئے۔ میں نے ان کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ
قریب کے ایک گاؤں میں جو سمندر کے کنارے پر ہے۔ ماہی گیر ہیں۔ اور
بطور تفریح کے یہاں آ گئے ہیں۔ میں نے سمجھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو میرے
واسطے بھیج دیا ہے۔ تب میں نے ان کو تبلیغ شروع کی۔ وہ قادیان کے نام
تک سے بھی ناواقف تھے۔ ان کو حضرت نبی اللہ مسیح موعود اور مہدی
معہودؑ کے تمام حالات مفصل سنائے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں کو

قبول ایمان کے واسطے انشراحِ صدر عطا کیا۔ اور وُہ عاجز کے ہاتھ پر
بیعتِ توبہ کرکے داخلِ سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ
نے اپنے کرم سے وہاں مجھے

پانچ نومبایعین

عطا فرمائے۔ بعد بیعت انہوں نے اپنی تامل زبان میں ایک کاغذ پر درخواستِ بیعت
بیعت لکھدی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہٗ اللہ کے حضور بھیجی گئی۔

وہ درخواست بہ الفاظ اردو اس طرح سے ہے۔

اندرسے دنم مولوی محمد صادق صاحب۔ بنگلہ پارٹ کوٹ ہیں نام کندم
انم مہدی صاحب۔ انم مسیح صاحب ناؤ اوڈہی کے بلے ستار تام ادہی
اپر کنڈ دم مولوی صاحب کئی سیل ہصت توبہ کرئے انم تانگل ینگ لک
دعاسی انگل یہ حضرت محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح۔ محمد اسمعیل محمد نظام الدین
صاحب۔ شیخ خواجہ محی الدین۔ شیخ صابو صاحب۔ شیخ امیر صاحب ۹ر دسمبر
۱۹۱۵ء۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مولوی محمد صادق صاحب سے ہم کو سب حال
مسیح موعود و مہدیؑ کا معلوم ہؤا۔ اور ہم مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت
توبہ کرکے احمدی ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست
دعا کی۔

جب یہ کاغذ لکھا جاچکا۔ تو اسی وقت ایک بوڑھی نن (ننارکہ) آئی
اور اس نے گرجا کھولا۔ گویا کہ وہاں اتنی دیر ان لوگوں کو احمدی بنانے
کے واسطے ہوئی تھی۔ اور یہ ایک فتح عظیم تھی جو اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے
فضل سے عطا فرمائی۔ بوڑھی نن صاحبہ نے گرجا دکھایا۔ اور وہ پتھر دکھایا

جس پر حضور یا حواری شہید ہوئے تھے - وہ پتھر گرجے کے سامنے کی دیوار میں نصب ہے - اور اس پر صلیب بنائی گئی ہے - اور کچھ الفاظ لکھے ہیں غالباً یہ سب کچھ بعد میں بنایا گیا ہے - پتھر پہ جو الفاظ لکھے ہوئے ہیں وہ کسی بہت ہی پرانی طرزِ تحریر میں ہیں - اس کا ترجمہ آگے چل کر ہدیۂ ناظرین کروں گا - انشاء اللہ تعالےٰ -

گرجا کے دیکھنے کے اثناء میں ئن صاحبہ کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع ہوگئی - جو انگریزی زبان میں تھی - اس لئے افسوس ظاہر کیا - کہ آپ مسیح کو قبول نہیں کرتے - ہم نے اسی کے الفاظ کو دہرا کر اس پر افسوس کا اظہار کیا - کہ آپ مسیح کو قبول نہیں کرتیں - وہ کہے میں تو قبول کرتی ہوں آپ نہیں کرتے ہیں کہوں - میں تو کرتا ہوں - آپ نہیں کرتیں - آخر اس نے پوچھا - اچھا میں کیسے نہیں کرتی - تب ہم نے اسے سنایا اور کہا - کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آگیا - جو اس کو نہیں مانتا - وہ پہلے مسیح کا بھی منکر ہے - کیونکہ اگر ماننے والوں دا ایماندار ہوتا - تو وہ اس مسیح کو ضرور قبول کرتا - اللہ تعالےٰ کے مامورین - مرسلین کا دنیا میں نمودار ہونا اہل دنیا کے واسطے ایک امتحان ہوتا ہے - جو کہتے ہیں - کہ اگر پہلوں کے زمانے میں ہوتے - تو ان کو ضرور قبول کرتے - اور ان کی اچھی اچھی خدمتیں بجا لاتے - پس خدا ان کے دعووں اور خیالوں کی آزمائش کے واسطے ان میں اپنا ایک رسول بھیجتا ہے - اور اس کے ذریعے لوگوں کو حکم کرتا ہے کہ اسے قبول کرو - جو اسے قبول کرتا ہے - وہ باقی سب کا قبول کرنے والا سمجھا جاتا ہے - جو اس کا انکار کرتا ہے - وہ سب کا منکر اور کافر قرار دیا جاتا ہے - اس پر ئن صاحبہ نے مسیح کی آمدِ ثانی کے

طریق پر کچھ گفتگو چاہی۔ تب الیاس کی قوت و تاثیر میں پوحنا کا آنا پیش کیا گیا۔ جس کا جواب اس سے بن نہ پڑا۔ یہ دوسری فتح تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پہاڑی پر حضرت فضل عمر کی دعاؤں سے مرحمت فرمائی۔ نئے احمدی بھائی پہاڑی سے میرے ساتھ اتر کر گاڑی تک میری مشایعت کے لئے آئے۔ اللہ تعالےٰ ان کو برکت دے۔ اور اپنی رحمت اور معرفت سے حظِ وافر عطا فرمائے۔ آمین

ضمیمہ

بعض نئے پادریوں کا اختلاف

ہندوستان میں تھوما حواری کے آنے۔ وعظ کرنے۔ شہید ہونے میلا پور مدراس میں دفن ہونے۔ اور آج تک اس کی قبر کے موجود ہونے کے متعلق پہلی کتابوں سے اور صدری روایتوں سے اور تاریخ مذہب مسیحی سے اور سیاحوں کے سفرناموں سے۔ غرض ہر ایک پہلو سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اب ہم ان نئے پادریوں کے اقوال اور قیاسات کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ جنہوں نے یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ تھوما حواری دکن میں نہ گئے تھے۔ بلکہ شمالی ہند میں گئے تھے۔ یا یہ کہ ہندوستان کو آنے والے صاحب تھوما نہ تھے۔ بلکہ بارتھولومیو تھے یا مرقس رسول کے بھیجے ہوئے مبلغ تھے۔ ان پادریوں کے اسماء یہ ہیں۔ ہف۔ راے۔ مائیر لوگن۔ یہ صاحبان اٹھارھویں صدی عیسوی کے آخیر کے ہیں۔ اور وہ بات جو قدیم سے سب رومی اور شامی اور دیگر مقامات کے پادری بالاتفاق ایک تاریخی واقعہ کے طور پر مانتے چلے آتے ہیں۔ اور اس کے

واسطے بیرونی شہادت بھی موجود ہے۔ اسے آج چند پادریوں کے کہنے پر ردّ نہیں کیا جا سکتا۔ بہت بڑا زور جس بات پر یہ صاحب لوگ دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بادشاہ گونڈوفاریس (Gondophares) جس کے دربار میں تھوما حواری آیا تھا۔ وہ پنجاب میں تھا۔ دکن میں نہ تھا۔ لیکن میری رائے میں اس کا تسلیم کر لینا ہمارے اصلی مقصد کو کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ جب تھوما حواری شام کے ملک سے چل کر تین چار ہزار میل کا سفر طے کر چکے تو پھر پنجاب سے مدراس پہونچ جانا کچھ مشکل امر نہیں۔ بلکہ قرینِ قیاس بھی ہے۔ کہ تھوما حواری حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نقشِ قدم پر شام۔ عراق۔ ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ اور پھر یہاں سے انھیں حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کی ان کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیج دیا جو دکن کے علاقوں میں رہتی تھیں۔ اور اگر ڈاکٹر رائے کے قول کے مطابق تھوما عرب سے سمندر کے راستے چل کر براہ کراچی دریائے سندھ پر داخل ہو کر اس راستہ سے پنجاب میں آئے۔ تب بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آقا و مرشد کی تلاش و ملاقات کے لئے اس طرف عازم ہوئے تھے۔ اس بوڑھی نن نے بھی جو تھوما کے پہاڑ پر مجھے ملی تھی۔ جس کا ذکر میں (نمبر ۸) میں کر چکا ہوں۔ مجھے بتلایا تھا۔ کہ تھوما حواری سندھ اور پنجاب کو بھی گئے تھے۔ انجیل اعمالِ تھوما میں لکھا ہے۔ کہ مسیحؑ نے خود تھوما کو اس طرف بھیجا۔ اور یہ بھیجنا بعد صلیب کے واقعہ کے ہے۔ اور پھر تھوما نے بعض بڑے آدمیوں کو عیسائی بنانے کے بعد حضرت مریم صدیقہ کے سامنے اپنے کارناموں کو دہرایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ مریم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ کشمیر آگئی تھیں۔ جیسا کہ آیت کریمہ وآویناھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے عیسےٰ اور اس کی ماں ہر دو کو ایک ایسے اونچے مقام پر پناہ دی۔ جو آرام کی جگہ ہے۔ اور وہاں چشمے بہت ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جیسا کہ آجکل کشمیر کو جنت نظیر کہتے ہیں اور وسط ایشیا کو زمین کی چھت کہتے ہیں (Roof of the world) ایسا ہی پہلے دنوں میں کشمیر کو کسی ایسے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہو۔ جس کے معنے آسمان کے ہوں۔ اور اسی سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان کو جانا مشہور ہوگیا ہو۔ مثلاً خود انگریزی زبان میں ہیون (Heaven) کا لفظ آسمان اور جنت دونوں معنوں میں آتا ہے اور کشمیر کے واسطے جنت کا لفظ تواب تک مشہور ہے۔

مدراس اور کشمیر میں مناسبت

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ کہ مدراسیوں کی بعض باتیں کشمیریوں سے بالکل ملتی جلتی ہیں۔ شاید یہ بات اس وجہ سے ہو۔ کہ دونوں جگہ پرانے یہود بکثرت جا بسے تھے۔ مثلاً مدراسی لوگ کشمیریوں کی طرح ہمزہ نہیں بول سکتے۔ اچھے خاصے انگریزی خوان بھی (اٹے) کو یے اور (اِم) کو یم کہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہر دو جگہ کی خوراک ہر دو وقت چاول ہے

تیسری بات یہ ہے۔ کہ مدراس کے ہنود کشمیری پنڈتوں کی طرح بالکل چھوت نہیں کرتے۔

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ مدراسی کشمیریوں کی طرح علوم وفنون کے

حاصل کرنے میں بہت ذہین اور ہوشیار ہیں۔ اور تعجب نہیں۔ کہ حضرت مسیح خود بھی دوران سکونت کشمیر میں یا اس سے قبل کبھی مدراس بھی گئے ہوں۔ جیساکہ ایک زبانی روایت سے ہم کو معلوم ہوا ہے۔

غرض یہ بات کہ تھوما پہلے پنجاب میں آیا تھا۔ اور بھی زیادہ ہماری رائے کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی پنجاب سے ہوکر کشمیر کو گئے تھے۔ حال میں بعض سکے گونڈو فارس بادشاہ کے ضلع گورداسپور میں ملے ہیں۔ جن سے قیاس کیا گیا ہے۔ کہ وہ بادشاہ کہیں اس طرف ہی تھا۔ اور تھوما یہاں ہی تھا۔ یہ بات بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور گونڈو فارس کا لفظ بھی لفظ گورداسپور سے بہت ملتا ہے۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہ بات بذریعہ کشف معلوم ہوئی ہو۔ کہ ان کا آخری زمانہ میں بروز اور روحانی ہم نام اسی جگہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس واسطے وہ اس جگہ خود تشریف لائے اور پھر اپنی جائے پیدائش کے مطابق آب وہوا کا مقام اس کے قریب ہی کشمیر میں پاکر وہیں اپنا مرکز بنا لیا۔ دکن میں جہاں بڑی بستی دیسی عیسائیوں نے اپنے لئے بنائی تھی۔ اس کا نام قائلان تھا

(سفر نامہ مارکو پولو۔ یول ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۱۲ ۳)

جو لفظ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان سے بگڑ کر بنا ہے۔ کیونکہ آخر وہ مسلمان تھے۔ نیک بندے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر نزول مسیحؑ کا مقام قادیان ظاہر کیا ہوگا۔ اور اسی کی محبت پر انہوں نے اپنی بستی کا نام بھی قادیان رکھا۔ جو مرور زمانہ سے بگڑ کر قائلان رہ گیا۔

پس تھوما کا پنجاب میں آنا ضرور تھا۔ اور یہ دراصل حضرت مسیحؑ

اور ان کی ماں کی ملاقات کے واسطے تھا۔ بعد میں جو علاقہ تبلیغ کے واسطے ان کے سپرد کیا گیا۔ وہاں وہ تشریف لے گئے۔ کتاب اعمال تھوما سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی تھی۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ تھوما گونڈو فورس سے مس ڈس چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی لفظ مس ڈس رفتہ رفتہ مدراس بن گیا ہے۔ یا مدراس سے مسداس بنتا ہے۔ ہر دو صورتوں میں یہ ظاہر ہے۔ کہ تھوما حواری عاجز راقم کی طرح گوردا سپور سے مدراس گیا۔

دوسری بات اختلاف کی یہ ہے۔ کہ ہندوستان کو آنیوالے حواری بارتھولومیا تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بارتھولومیا کا آنا۔ تھوما کے آنے کے منافی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خادم چوہدری فتح محمد صاحب ولایت گئے تھے۔ تو اس سے یہ دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کہ قاضی عبد اللہ صاحب ولایت نہیں گئے۔ بلکہ جیسا کہ بعض مورخین کی رائے ہے۔ تھوما اور اس کے بعد بارتھولیمیو ہر دو صاحبان ہندوستان تشریف لائے اور مرقس نے بھی اپنے ایلچی بھیجے اور ممکن ہے۔ کہ بعض دیگر حواری بھی آئے ہوں۔ یا انہوں نے اپنے آدمی اس طرف روانہ کئے ہوں۔ کیونکہ خود حضرت عیسےؑ یہاں موجود تھے۔ اور حضرت عیسے کے مثیل اور بروز بھی اسی ملک میں آنے والے تھے۔ جس پر سلام پہونچانے کی وصیت حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

نمبر ۱۰

تھوما نے غیر قوموں کو کیوں تبلیغ کی

تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور اہلِ ہند کو تبلیغ کرنے سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السّلام تو صرف یہودیوں کی اصلاح کے واسطے ایک رسول تھے۔ اور غیر قوموں کے واسطے وہ مبعوث نہ ہوئے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تھوما نے غیر قوموں کو تبلیغ کی۔ سو اس کے دو جواب ہیں۔

۱۔ ایک تو جیسا کہ اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں بہت پرانے یہودی موجود تھے۔ اور ان کو تبلیغ کے واسطے اور ان کی اصلاح کے واسطے حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے تھوما کو دکن کی طرف روانہ کیا تھا۔ جبکہ وہ خود شمال کی طرف ملک کشمیر کے یہودیوں کو ہدایت کرنے کے واسطے چلے گئے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے حواریوں نے شام اور روم اور دوسرے ملکوں میں بھی یہود کے سوائے اور قوموں کو آسمانی بادشاہت کی منادی کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے دو بڑے کام تھے۔ ایک یہ کہ یہود کو سمجھائیں۔ کہ ان کی سخت دلی اور نافرمانی کے سبب اب روحانی برکات کا سلسلہ بنی اسرائیل میں سے ختم ہوتا ہے۔ اور بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگر یہود کو اپنی خیر مطلوب ہے۔ تو وُہ آنے والے بادشاہ نبی کو قبول کریں۔ اور برکت پاویں۔ اس نبیؐ آخر الزمان کے عہد حکومت

کا نام حضرت عیسےٰ نے "آسمانی بادشاہت" رکھا ہے۔ اور اپنے حواریوں کو آخر میں تاکید کی ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت کے آنے کی منادی سب قوموں میں کریں۔ کیونکہ وہ بادشاہت سارے جہان کے واسطے تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام بلحاظ اپنے دعوے اور تبلیغ کے پسند نہ کرتے تھے۔ کہ یہود کے سوائے کسی اور کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بلکہ ایک دفعہ تو ایک شاگرد کو منع کیا۔ کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ میں مسیح ہوں۔ ہاں اخیر میں اجازت دی ہے۔ کہ سب قوموں میں منادی کرو۔ لیکن قوموں سے مراد بنی اسرائیل کی بارہ قومیں ہیں۔ اور اگر غیر اقوام بھی مراد ہوں۔ تو وہ اس لئے ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت (شریعت اسلام) کے آنے کی خبر سب کو دی جائے۔ کیونکہ وہ سارے جہان کے واسطے ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ سارے جہان میں اس کی خبر پہونچا دی جائے اسی واسطے فرمایا۔ کہ "دیکھو میں زمانہ کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی باب۲۸۔ آیت ۲۰)

یہاں ترجمہ کا طرز ٹھیک نہیں۔ دراصل یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیکھو میں آخر الزمان تک تمہارے ساتھ ہوں۔ یہاں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان کی تشریف آوری تک میری پیروی تمہارے کام آوے گی۔ اس کے بعد نہیں۔ کیونکہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ماننا اور قبول کرنا ضروری ہوگا۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ عیسائی صاحبان کا تمام دنیا میں توریت اور انجیل کا پہونچانا۔ اور انبیاء کے کلام کی منادی کرنا اور بالخصوص

مسیح کا ذکر کرنا ہمارے واسطے ایک راہ کا صاف کرنا ہے۔ جو کہ اللہ تعالےٰ ہمارے مخالفوں کے ذریعہ سے کرا رہا ہے۔ کیونکہ مسیح کا نام اور اس کا بیان ایک حد تک وہ دُنیا میں لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ جو لوگ مسیح کے نام سے ہی ناواقف ہوں۔ ان کو مسیح موعودؑ کی تبلیغ کرنے میں شروع سے تمام واقعات دہرانے پڑینگے۔ لیکن جو شخص مسیحؑ کو جانتا ہے۔ اسے موعود کی بابت سمجھانے کے واسطے یہ وقت نہیں اُٹھانی پڑے گی۔ کہ مسیحؑ کیا ہے۔ کیونکہ مسیح کے لفظ سے اس کے کان آشنا ہیں۔ صرف اس کی غلط فہمیوں کو دور کرنا باقی ہوگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر عیسائیوں کے کام میں اتنا بھی فائدہ نہ ہوتا۔ تو انہیں کبھی توفیق نہ ملتی۔ کہ اس قدر روپے اور محنت ایک غلط مذہب کے پھیلانے میں صرف کریں۔

نمبر ۱۱

ان تمام بیانات کے نتائج

اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہونچانے کے بعد کہ حضرت عیسےٰ کے حواری تھوما ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور میلاپور میں ان کی قبر ہے۔ اور بعض دیگر حواری بھی ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے

اب ہم چند ایک ضروری اور مفید نتائج اخذ کرتے ہیں۔

ا۔ سب سے پہلا نتیجہ اس تحقیقات کا یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام صلیب پر مرے نہیں۔ بلکہ زندہ رہے۔ ورنہ وہ کس طرح حواریوں سے ملتے۔ اور ان کو مناسب ہدایات دے سکتے۔ سب سے

بڑی دلیل جو یہاں حضرت مسیحؑ کے صلیب پر نہ مرنے کی ہے۔ وہ گرجا مقوما پہاڑی کے پتھر کا کتبہ ہے۔ جس کو دیکھنے کا ذکر (نمبر ۸) میں کیا گیا ہے۔ اس کتبہ کے الفاظ کو رسالہ انڈین اینٹی کو وری جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ میں ڈاکٹر ای۔ ڈبلیو ویسٹ (E. W. West) نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

"کس نے بچایا سچے مسیح۔ بخشنے والے۔ اُوپر اٹھانے والے مصائب کاٹھ کی صلیب اور اس کے عذاب سے"

یہ الفاظ خدا تعالےٰ کے اس احسان اور فضل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس سے حضرت عیسےٰؑ نے صلیب کی موت سے نجات پائی۔ اور اسی شکریہ کی یادگار میں پتھر پر لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ویسٹ نے استفہام کی علامت مصائب کے آگے دی ہے اور سے کا لفظ بھی مصائب کے آگے لگایا ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ درست نہیں۔ کیونکہ شامی زبانوں میں استفہام کے واسطے کوئی علامت نہیں ہوتی۔ اور اس واسطے سے کا لفظ اردو ترجمہ میں آخر میں آنا چاہیئے انگریزی ترجمہ ڈاکٹر ویسٹ کا اس طرح ہے۔

What freed the true Messiah, the forgiving, upraising, from hardship the cruce fixion from the tree and the anguish of the.

(ڈاکٹر ویسٹ کی علامت استفہام کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

۲۔ پیمبرد۔ سر انیجہ جوان تمام واقعات اور کتابات اور روایات

سے نکلتا ہے - یہ ہے - کہ حضرت عیسےؑ خود ضرور کہیں اسی طرف تھے
ورنہ کیا وجہ ہے - کہ تھوما بھی بھاگے بھاگے ہندوستان آتے ہیں
اور بار تھولومیو بھی ان کے نقشِ قدم پر تشریف فرما ہوتے ہیں -
جناب مرقس کو بھی فکر پڑی ہے - کہ ہندوستان اپنے آدمی بھیجیں
پھر تھوما خود مسیح کی ملاقات - اور اس طرف بھیجے کا ذکر کرتے ہیں
گو اس روایت میں کسی کے عام خیال نے خواب کا لفظ بڑھا دیا ہو -
تاہم یہ سب باتیں جب محلہ خانیار کی قبر عیسےؑ اور کشمیر کی پرانی تاریخ
اور انجیل فتح پر صلیب اور مرہم عیسےؑ - اور تبت سے نکلی ہوئی انجیل
سے ملا کر دیکھی جاتی ہیں - تو حضرت عیسےؑ کے ملک ہندوستان کو تشریف
لانے کے بیان کی تائید میں ایسے نہایت زبردست تائیدی گواہ
ہمارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں - جو ایک مصنف کو ضرور اس فیصلہ
پر مجبور کرتے ہیں - کہ حضرت عیسےؑ علیہ السلام یقیناً ہندوستان تشریف
لائے - اور قبرِ سری نگر انہی کی ہے -

ہاں اس میں شک نہیں - کہ حضرت مسیحؑ کے اس سفر کو عموماً پردۂ
اخفا میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے - تا کہ حکومت وقت کو یہ نہ معلوم
ہو جائے - کہ جس شخص کے واسطے چیف جسٹس نے صلیب کا حکم دیا تھا
وہ صلیب سے بچکر ملک سے بھاگ گیا - اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی - اگر
یہ امر پبلک پر پورے طور پر کھول دیا جاتا - تو اول تو خود حضرت عیسےؑ
کو اپنی زندگی کا دوبارہ خطرہ ہو جاتا - دوم وُہ ایماندار جو شام کے ملک
میں تھے - وہ سازشِ مجرمانہ اور اعانت جرم کے جرائم میں ماخوذ ہو کر
دُکھ پاتے - پس مصلحت یہی تھی - کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کیا جائے

یسوع کا نام بھی چھوڑ کر یوز آسف کا نام اختیار کیا گیا۔

غرض تھوما کی قبر میلاپور اور پرانے عیسائیوں کی ایک جماعت اور تھوما کا پنجاب کی طرف آنا۔ اور تھوما کو مسیح کے زبانی فرمان کے مطابق جنوبی ہند کے یہود وغیرہ کے پاس جانا یہ سب باتیں بحیثیت مجموعی اس امر کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہندوستان میں تشریف لائے۔

۳۔ تیسرا نتیجہ جو ان بیانات اور واقعات سے نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ کے عیسائی توحید پر قائم تھے۔ حضرت مسیحؑ کو ایک انسان نبی اللہ مانتے تھے۔ خدا نہ سمجھتے تھے۔ بتوں اور تصویروں سے متنفر تھے کوئی کتاب انجیل وغیرہ رکھنا ضروری نہ جانتے تھے۔ دعا صرف خدا سے مانگتے تھے۔ اور یہی اصلی اور صحیح مذہب حضرت عیسےٰؑ اور اس کے حواریوں کا تھا۔ اس سے قرآن شریف کی اس آیت کی تصدیق ہوتی ہے وقال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم۔ مسیح نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا رب ہے آجکل کے عیسائی پادری اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے حضرت عیسیٰ کی طرف توحید کی تعلیم دینا منسوب کیا ہے۔ حالانکہ اس نے تثلیث سکھائی تھی۔ گو تثلیث کا مسئلہ مروجہ اناجیل سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ مگر تھوما حواری کے قدیم عیسائیوں کی تاریخ اس امر پر بہت ہی صاف روشنی ڈالتی ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اور اس کے حواری اور ابتدائی زمانوں کے عیسائی سب موحد اور خدا پرست تھے۔ وہ موجودہ اناجیل بھی اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ سقوطرہ ایک جزیرہ عرب کے قریب ہے وہاں

بھی عیسائیت کی تبلیغ بخو ماحواری سنے کی تھی۔ آج تک وہاں کے عیسائیوں کے پاس کوئی انجیل نہیں ہے۔ اور وہ توحید پر قائم ہیں۔ آج کل کے عیسائی مورخین اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ اصل عیسائیت توحید ہی تھی۔ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ نسطوری اور یعقوبی لوگوں نے دکن کے پرانے عیسائیوں کو کافر اور مرتد بنا دیا تھا۔ مگر بعد میں رومن کیتھولک پادریوں نے ان کا اپنا ہم خیال بنالیا۔ لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ نسطوری اور یعقوبی لوگوں کے زیر اثر کب وہ ہوئے۔ اصل بات یہی ہے۔ جو ہم نے لکھی ہے۔ کہ ابتداء سے وہ سچے اصلی عیسائی چلے آتے تھے۔ مگر رومن کیتھولک لوگوں نے ہند میں آکر ان پر اثر ڈالا اور انہیں اپنا ہم خیال بنا لیا۔

۴۔ چوتھا نتیجہ ان واقعات سے یہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواری عبرانی۔ سریانی۔ آرمے اک زبانیں بولتے تھے۔ جن میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ اور در اصل ایک ہی زبانیں ہیں۔ جیسا کہ لاہور کی پنجابی اور ملتان کی پنجابی۔ اور پہاڑ کی پنجابی جو لاہوری۔ ملتانی اور پہاڑی زبانیں کہلاتی ہیں لیکن مسیحؑ اور حواری کبھی یونانی میں خط نہ کرتے تھے۔ لہذا مروجہ اناجیل جن کے پرانے سے پرانے نسخے اس وقت صرف یونانی زبان میں ہیں۔ وہ اصل نسخے نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے۔ کہ اصل کے تراجم ہوں۔ مگر ترجموں میں غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ لہذا یہ امر محقق کلیہ ہے۔ کہ مروجہ اناجیل کے بھی اصل نسخے اس وقت دنیا سے مفقود ہیں۔

۵۔ پانچواں بڑا اور اہم نتیجہ جو ان سارے واقعات سے آج اس زمانہ میں نکل سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ان تمام تاریخی واقعات

سے بے خبر ہونے کے باوجود ایک دور افتادہ گاؤں میں بیٹھے ہوئے شخص نے جو کچھ کہا۔ وہ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کی پاک وحی کی تائید سے تھا۔ اور اسی واسطے دن بدن ایسی نئی باتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جو اس کی سچائی کو زور آور حملوں سے دُنیا پر ثابت کر رہی ہیں۔ کیا یہ بھی حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں تھا۔ کہ آج سے صدہا سال پہلے مسیح کی قبر کشمیر میں اور تھوما کی قبر مدراس میں بنا دیویں۔ اور بہت سی کتابیں بھی مسلمانوں اور عیسائیوں سے لکھوا دیں۔ جو ان قبروں کی تصدیق کریں۔ پھر کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کہ اس کے وعدے اور بیان سب سچے ہوتے چلے آئیں۔ اور اس کی تائید میں مصر کے کتب خانوں سے پرانی انجیلیں نکل آئیں۔ پس یہ تمام واقعات باوازِ بلند گواہی دیتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب خدا کے سچے رسول اور مقدس نبی تھے۔ جو اس زمانہ میں تمام جہان کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے۔

میں خوش ہونگا۔ اگر ہمارے عیسائی ہم وطن اس مضمون پر غور کریں اور میں تیار ہوں۔ کہ اگر کوئی ان کا اعتراض ہے۔ تو اس پر توجہ کروں میں ضد کرنا نہیں چاہتا۔ اگر کوئی بات غلط ہے۔ تو اس کے چھوڑنے میں ہمارا حرج نہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ نیک نیتی سے لکھا ہے۔ اور اس غرض سے لکھا ہے۔ کہ ہمارے عیسائی بھائی صداقت کو قبول کریں ہم حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں۔ اور ادب کرتے ہیں۔ لیکن ان کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں۔ ان کا ازالہ کرنا ہمارا فرض ہے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

محمدؐ صادق عفی اللہ عنہ

منقول از اخبار فاروق۔ قادیان دارالامان۔ جلد اول
نمبر ۲۶-۲۷-۲۸ مورخہ ۶-۱۳-۲۰ اپریل ۱۹۱۶ء
نمبر ۲۹-۳۰۔ مورخہ ۲۷ اپریل۔ ۴ مئی ۱۹۱۶ء
نمبر ۳۱-۳۲-۳۳ مورخہ ۱۱-۱۸-۲۵ مئی ۱۹۱۶ء

پٹھان بنی اسرائیل

مجبی اخویم شیخ عبدالحکیم صاحب اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بنی اسرائیل کے نام

میں زمانہ طالب علمی میں میانوالی میں تعلیم پاتا رہا ہوں۔ اور وہاں پر کچھ گاؤں جن میں میں جایا کرتا تھا۔ اور بہت سے لڑکے وہاں کے میرے ساتھ تعلیم پاتے تھے۔ ان کے نام مثلاً عیسےٰ خیل۔ موسےٰ خیل۔ داؤد خیل عثمان خیل میں سن کر حیران ہوتا۔ کہ یہ کہاں سے رکھے گئے۔ وہاں پر قبیلے ہیں۔ جو اپنے نام بنی اسرائیل کے انبیاء کے ناموں پر رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ مسلمان ہیں۔ چاہئے تو تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر عمر و عثمان کے نام پر رکھتے لیکن باوجود مسلمان ہوجانے کے انہوں نے وہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ جو بتاتے ہیں۔ کہ وہ ان کے original نام ہیں

یہی امر بتاتا ہے۔ کہ ان کی ... بنی اسرائیل ہے۔
بہر حال خدا تعالٰے جناب کا حامی و ناصر ہو۔ اور اس مقدس کام
...سل کی توفیق خارق عادت طور پر بخشے۔ آمین
این سعادت بزور بازو نیست
میرے لئے دعا فرماتے رہیں۔ ام لطفی سلام علیکم عرض کرتی ہیں
...بھی سلام عرض کرتے ہیں۔ والسّلام۔ تابعدار عبدالحکیم احمدی
بعض انگریز محققین اور سیاحوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے
...مان بھی بنی اسرائیل ہیں۔

باب دہم

قوم گوجر

کشمیر کے پہاڑوں میں کشمیریوں کے بعد سب سے زیادہ آبادی
...وں کی ہے۔ اور ہمارے دوست ڈاکٹر فضل کریم نے مجھے اس
... طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ گوجر عیص بن سلمان فارس کی اولاد میں
...ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کا خط درج ذیل کیا جاتا ہے۔
" حضرت احمد علیہ السلام کے حواری صادق جناب حضرت مفتی صاحب
... اللہ مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف...
آپ ان دونوں ایک ایسے مقام اور کام پر ہیں، جو سلسلہ کے لئے

محققانہ ہے۔ اور وہاں دو اقوام خاصکر ایسی آباد ہیں۔ جن کا کہ حضرت مرسل زمان علیہ السلام سے خاص تعلق ہے (۱) کشمیری یعنی بنی اسرائیل (۲) گوجر یعنی بنی عیص۔ بنی اسرائیل تو بنی اسمٰعیل کے بھائیوں میں سے ہیں۔ اور بنی عیص خود خونی رشتہ کے سبب ہندوستان و ممالک دیگر کی تمام اقوام کی نسبت حضرت اقدس سے بہ سبب فارسی النسل ہونے کے قریب تر ہیں (یعنی حضرت ابراہیم۔ بن اسحٰق۔ بن عیص۔ بنی سلمان فارسی) گوجر بھی خاص آل عیص ہیں۔ اگر خود الہام الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو آل فارس نہ کہا جاتا۔ تو آپ کا آل عیص ہونا مشتبہ رہتا کیونکہ مغل عام طور پر ترکوں کی طرح آل یافث مشہور ہیں۔ آل یعقوب یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء بکثرت ہوئے۔ اور صرف چند ایک سلاطین ہوئے۔ لیکن آل عیص میں سلاطین بکثرت ہوئے لیکن جیسا کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ایک ہی ایسا گوہر نایاب ہوا جو تمام بنی آدم کا فخر اور سید الانبیاء قرار پایا۔ ایسا ہی بنی عیص میں سے بالآخر ایک ایسا شخص پیدا ہوا۔ جو کل ادیان کا موعود ہوا صلے اللہ علیہ وسلم۔ گوجر قوم کا زمانۂ ماضی ایسا ہی شاندار ہے۔ جیسا کہ ان کا زمانہ حال پستی میں دکھائی دیتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ کہ ایک وقت وہ خدا کی خاص قوم تھی۔ اور اسے سب پر برتری اور فوقیت حاصل تھی۔ اور اب وہ دربدر خراب ہو رہی ہے۔ اور کوئی اسے قبول نہیں کرتا۔ لیکن آج نہ عبرانی رہی اور نہ گوجری عبرانی پر عربی غالب آئی۔ اور گوجری پر اردو۔ یہ دونوں اقوام موجودہ زمانہ میں اپنی پستی اور ذلت کا نمونہ نہیں رکھتیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے فارسی الاصل ہونے کے خیال سے اور آپ کی بعثت سے میرا دل شادیٔ مرگ کی سی کیفیت پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور ہر دم ایک امید دل کو ڈھارس دیتی رہتی ہے۔ کہ یہ آبِ ابرِ کرم اب ضرور صدیوں کے مُردوں کو زندہ کر دے گا ۞

باب یازدہم
سوانح مؤلف کتاب ہذا

اکثر شائقین علوم جب کوئی کتاب مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انہیں یہ بھی شوق پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے لکھنے والے کے بھی کچھ حالات اور سوانح انہیں معلوم ہوں۔ لہذا اپنے بعض مخلص دوستوں کی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے اپنے چند مختصر حالات لکھدینا مناسب سمجھا ہے۔

عاجز کی پیدائش ۱۱ر جنوری ۱۸۸۳ء عیسوی بروز جمعرات صبح کے وقت ہوئی۔ حضرت والد صاحب مرحوم کا اسمِ گرامی مفتی عنایت اللہ تھا۔ اور والدۂ مرحومہ کا اسم گرامی مسماۃ فیض بی بی تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے رحم سے ہر دو کو جنت نصیب کرے۔ حضرت والد مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوٰی سے قبل وفات پا گئے تھے۔ والدۂ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل تھیں۔

میری پیدائش بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہوئی۔ جہاں مفتیوں کے چار یا پانچ گھر ایک ہی محلہ میں اب تک ہیں۔ جو مفتیوں کا محلہ کہلاتا ہے۔ اور یہ سب گھر ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ جو شیخ بڈھا کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا مقبرہ شہر بھیرہ کے شرقی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ حضرت والد مرحوم بھیرہ کے ہائی سکول میں لوئر پرائمری کے اول مدرس تھے۔ اور مجھے انہوں نے تین جماعتوں کی تعلیم اپنے طور پر دی۔ جب میں تیسری جماعت پاس کر کے چوتھی میں داخل ہوا۔ اس وقت میں اپنی جماعت میں سب سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ بلکہ انٹرنس پاس کرنے تک یہی حال رہا۔ ابتداء سے لیکر دسویں جماعت تک میں نے بھیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کے سبب میں ملازمت کرنے پر مجبور ہوا۔ پہلے بھیرہ اسکول میں قریباً چھ ماہ مدرس رہا۔ اس کے بعد حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جموں ہائی سکول میں انگلش ٹیچر مقرر ہوا۔ اور اسی جگہ پرائیویٹ تعلیم سے امتحان ایف۔ اے پاس کیا۔ پانچ سال جموں رہنے کے بعد اسلامیہ سکول لاہور میں چھ ماہ کے قریب ریاضی کا مدرس رہا۔ جہاں سے اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک ہو کر ۱۹۰۱ء تک وہاں رہا۔ اور یہ پرائیویٹ تعلیم سے امتحان بی۔ اے کی تیاری انگریزی عربی اور عبرانی مضامین میں کرتا رہا۔ اور وہاں سے مستعفی ہو کر قادیان ہائی اسکول میں پہلے سیکنڈ ماسٹر اور پھر ہیڈ ماسٹر مڈل۔ پھر ہیڈ ماسٹر ہائی مقرر ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں محمد افضل مرحوم ایڈیٹر البدر کی وفات پر اخبار البدر کا ایڈیٹر و مینجر مقرر ہوا جس کام پر ۱۹۱۴ء تک متعین رہا۔ جبکہ بدر بہ سبب

طلب ضمانت بند ہؤا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ العزیز کے حکم سے عاجز مبلغ ہو کر پہلے بنگال۔ اڑیسہ اور اس کے بعد ہندوستان کے دیگر مقامات مثلاً حیدر آباد وغیرہ بھیجا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں مجھے تبلیغ کے واسطے انگلینڈ بھیجا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں انگلینڈ سے امریکہ جانے کا حکم ہؤا۔ وہاں جا کر پہلا اسلامی مشن قائم کیا۔ شکاگو میں مسجد اور دار التبلیغ بنایا۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں امریکہ سے واپس ہندوستان آیا۔ اور صدر انجمن کا سیکرٹری مقرر ہؤا۔ ۱۹۲۶ء میں نظارتوں کے انتظام اور صدر انجمن کے کاموں کے الحاق پر عاجز کو پہلے ناظر امور خارجہ اور بعد میں ناظر امور عامہ اور بعض دفعہ ہر دو کاموں پر لگایا جاتا رہا۔ ہمارا خاندانی شجرہ نسب جو خاندان میں پشت در پشت محفوظ چلا آتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ عرب سے ایران آئے۔ اور ایران سے سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں پنجاب آئے۔ پہلے پہلے ملتان اور پاک پٹن رہے۔ اور عموماً حکومت وقت کی طرف سے قاضی مقرر ہوتے رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں ایک بزرگ بھیرہ کے مفتی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد مفتی ایک خاندانی نام مشہور ہو گیا۔

باب دوازدہم

مسٹر شیلے مرحوم (اسد اللہ)

(تصویر ملاحظہ ہو فوٹو ۱۵ پر) یہ بزرگ ان ایام کی یادگار تھے۔

جبکہ عاجز راقم (مصنف) ہمراہی قاضی عبد اللہ صاحب لنڈن میں تبلیغ اسلام کی خدمت پر مامور تھا۔ اور اگرچہ اس کتاب کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ تاہم میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے وقت کے ایک مخلص احمدی نومسلم یوروپین کا ذکر محفوظ ہو جائے۔ اس واسطے اس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ مرحوم مسٹر شیلے قاضی صاحب کو پہلے پارک میں ملے تھے پھر ہمارے ہاں مشن ہوس اسٹار سٹریٹ میں آتے رہے۔ اور ۱۹۱۸ء میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان کا اسلامی نام اسد اللہ رکھا گیا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں قریبًا نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللھم اغفرہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی جنت العلیٰ۔ یہ ایک نہایت ہی مخلص احمدی نومسلم تھے۔ ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۳۴ء میں فرمایا۔

"سمجھدار اور دیانت دار نومسلم تو اس بات کو کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ نبوت کا دروازہ بند مانا جائے جب میں ولایت گیا تو ایک نہایت ہی مخلص احمدی نومسلم مسٹر شیلے جو بہت بوڑھے تھے۔ اور اب فوت ہو چکے ہیں۔ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ مزدوری کیا کرتے تھے۔ اور ان کی عادت تھی۔ کہ جب بھی مسجد میں آتے چونکہ چائے وغیرہ پلائی جاتی تھی۔ اس لئے چھ آنے یا نو آنے کے قریب ہمیشہ چندہ دے جاتے تا یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ وہ مفت میں چائے پی رہے ہیں۔ نہایت مخلص اور اسلام سے محبت رکھنے والے تھے۔ مجھ سے جب ملنے کے لئے آئے۔ تو باتیں کرتے وقت محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر مجھ سے کہنے لگے۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔ کیا مرزا صاحب نبی تھے؟ میں نے کہا ہاں نبی تھے۔ اس پر ان کا چہرہ

خوشی سے چمک اُٹھا۔ اور کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر کہنے لگے۔ آپ مجھے بتائیں۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے؟ گو یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظرِ انتخاب کسی خاص شخص پر پڑے۔ اور دوسروں پر نہ پڑے۔ میں نے کہا۔ یقیناً خدا تعالےٰ نے امّتِ محمدیہ کے لئے بابِ نبوت کو کھلا رکھا ہے۔ اس پر ان کا چہرہ پھر دمک اُٹھا۔ اور کہنے لگے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر باوجود اس کے کہ انہیں معلوم تھا۔ کہ میں جماعت احمدیہ کا خلیفہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا بیٹا ہوں۔ مجھے کہنے لگے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ اس پر پھر ان کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اور کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ اپنا ہاتھ پکڑا ئیے۔ پھر انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور کہتے ہوئے۔ کہ آج میں نے ایک نبی کے دیکھنے والے سے مصافحہ کیا ہے۔ غرض سمجھدار اور بےغرض یوروپین نومسلم یہ عقیدہ کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی ایسا نبی آئے۔ جو تمام ترقیات کے دروازے بنی نوع انسان کے لئے بند کر دے"!

سلے مسٹر شیلے اس امر میں بہت لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ کہ وہ ایک نبی کے ملنے والے سے مل رہے ہیں۔ اور ہر ایک ہندوستانی جو انہیں مسجد میں ملتا تھا۔ اس کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ جیسی کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے کی۔ (صادق)

BIBLIOGRAPHY.

فہرست کتب جن کا مطالعہ کشمیر کی تاریخ جغرافیہ قدامت وغیرہ پر روشنی ڈالتا ہے
ان میں سے اکثر کتابیں میں نے مطالعہ کی ہیں۔ یا ان کی ورق گردانی
کرکے مفید مطلب باتیں نکالی ہیں۔ اور ان کے حوالجات اس کتاب میں
جگہ بجگہ درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتابیں مجھے زیادہ تر مفصلہ ذیل تین لائبریریوں
سے مل سکیں۔

۱۔ سری پرتاب سنگھ لائبریری سری نگر
۲۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری
۳۔ پبلک لائبریری لاہور

فہرست اسماء کتب درج ذیل ہے۔ انگریزی کتابوں کے نام صرف
انگریزی میں لکھے گئے ہیں۔ اردو۔ فارسی۔ عربی کتب کے نام فارسی حروف
میں ہیں۔ (نوٹ) انگریزی کتابوں میں پہلے مصنف کا نام لکھا گیا ہے۔
پھر کتاب کا نام۔ پھر طبع ہونے کا سال

۱- F. Bernier - Voyages - 1699
۲- G. T. Vigne - Travels 1842.
۳- A. Cunningham - an Essay on
The Arian order of Architecture

as exhibited in Temples of Kashmir 1848.

۳- J. Biddulph - Tribes of Hindu Kush. 1880.

۵- Drew - Jammun & Kashmir. 1875.

4- E. F. Knight - Where three Empires meet. 1893.

۶- W. R. Lawrence - The valley of Kashmir. 1895.

۸- Kalhana's Rajatrangni Translated by M. A. Stein 2 vol 1900.

9- Baron charles Stugel. Travels in Kashmir & the Punjab. London. 1845.

10- Forster's Letters - Journeys (10) from Bengal to St Petersburg

11- Rew. Jos. wolff. Researches & Missionary Labour.

12- Victor Jacgnemont - correspond during his Travels in India.

13- The Papers on Kashmir in "Asiatic Researches."

14- The Papers on Kashmir in the Journal of Asiatic Society of Bengal.

15- Major Rennel's Geographical Memoirs.

16- Ritter's Geography of Asia

17- Moorcrofts work.

۱۸- تاریخ فرشتہ۔

۱۹- تاریخ کشمیر۔ مصنفہ پنڈت نارائن کول

۲۰- تاریخ کشمیر۔ مصنفہ ملاں حسن قاری۔

۲۱- تاریخ کشمیر مصنفہ حیدر ملک شاہ واریا۔

۲۲- واقعات کشمیر۔ مصنفہ محمد عظیم سنہ ۱۱۴۷ ہجری

۲۳- نوادر الاکبر۔ مصنفہ محمد رفیع الدین

۲۴- نور نامہ۔ مصنفہ شیخ نور الدین۔

۲۵- تاریخ کشمیر۔ مصنفہ مولوی خیر الدین۔

۲۶- مسیح ہندوستان میں۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

27. Frederick Drew. Northen Barrier of India London. 1877.

28- John martin Harbinger-

Thirty-five years in the East.
London - 1852.

29- Lieutt: Col: Torrens- Travels in Ladakh. Tartary & Kashmir London. 1863.

30- J. C. Datt Kalhana- Kings of Kashmir 3 vols.

31- H. S. Boys- 700 Miles in Kashmir.

32- Girdlestone- Memo on Kashmir

33. M. C. Morrison Lonely Summer in Kashmir. London. 1904.

34. Neve- Picturesque Kashmir.

35. Neve- Beyond Pir Punjab.

36. Stein Memoirs Illustrating Ancient Geography of Kashmir

37. Swinburne- A Holiday in the Happy valley-

38. Mrs. C. G. Bruce- Travels.

39. Ram chand Kak- Kashmir Antiquities.

(۴۰) تاریخ سید علی۔
(۴۱) تاریخ رشیدی مصنفہ مرزا حیدر۔
(۴۲) منتخبات التواریخ۔ مصنفہ مرزا احسن بیگ۔
(۴۳) رشی نامہ۔ مصنفہ ملاں نصیر۔
(۴۴) درجات السعادت۔ مصنفہ خواجہ اسحٰق
(۴۵) اسرار الابرار۔ مصنفہ بابا داؤد۔
(۴۶) تحفۃ الفقراء۔
(۴۷) نوادر الاخبار۔
48. Imperial Gazeteer of India. (Kashmir province)
49. The Punjab. N. W. F. P. & Kashmir Cambridge. 1926.
50. E. J. Rapoon - Ancient India. Cambridge 1926.
51. Jalali m.a. Handbook for visitors to Kashmir. 1933.
52. C. E. Tyndale Biscoe - Kashmir in Sunlight & Shade London. 1925
53. James milne - The Road to Kashmir.
(۵۴) تاریخ انبیاء فارسی قلمی۔ جو غلام نبی گلکار صاحب کے مکان پر ملی۔

55. Lionell D. Barnett. Antiquities of India. London. 1913.

56. John Collet. A guide for visitors to Kashmir. 1898.

57. Ferguson History of India & Eastern Architecture.

58. Knowels Kashmir Proverbs & Kashmir's Folk-Tales.

59. Knight Diary of Travellings.

60. Bellow's Kashmir & Yarkand 1875.

61. Wakefield's. Happy valley.

62. Wilson. The Abode of Snow.

63. Ince. Kashmir Hand-book.

64. Sir Richard Temple. Travels in Kashmir Hyderabad & Sikkim.

(۶۵) گلزارِ کشمیر۔ مصنفہ دیوان کرپارام

(۶۶) تواریخ کشمیر۔ مصنفہ بیربل کچرو۔

67. In the Land of Lala Rookh A. S. Wadia. London 1921.

68 Ernest F. Neve - A crusader in Kashmir - 1928.

69. Marion Doughty. Afoot through Kashmir valley. London. 1902.

(۷۰) وجیز التواریخ۔

(۷۱) تاریخ کبیر کشمیر۔ الموسوم تحائف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار جلد اول مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۲ ہجری۔

72. James Arbuthnot - A Trip to Kashmir. calcutta - 1900.

73. Ptolemy - Ancient India.

74. R. C. Law Glimpses of Hidden India.

75. R. G. Bhanderker. Peep in to the early History of India.

76. Dowie - Punjab. N. W. F. & Kashmir.

77. Pundit Gwasha Lal - A Short History of Kashmir.

78. Younghusland - Heart of a Continent.

79. Wyman - Kashmir & its Shawls.

80. A.E. Ward - Tourists & Sportsman Guide to Kashmir & Ladakh.
81. Thacher - Kashmir & the Hills.

(۸۲) پرگنہ بندی کشمیر - قلمی
(۸۳) وقائع کشمیر (قلمی)، فارسی نظم
(۸۴) تواریخ زین الدین بزبان کشمیری

85. G. R. Elsmie - 35 years in the Punjab.
86. R. C. Kak. A Handbook of Archaeology

(۸۷) سفینۃ الاولیاء
(۸۸) اسرار الاولیاء
(۸۹) انفاس الاکابر۔
(۹۰) روضۃ الصفاء

91. John B. Ireland - From wall - St. to Kashmir. 1859.
92. Anand Kaul - Geography of Jammun & Kashmir. 1925.
93. Anand Kaul - "Kashmiri Pundit" 1924.
94. A. Brinkman - Rifle in Kashmir. 1862.
95. A. Crump - Ride to Leh 1918.

96. O. Eckenstein - Karakoram & Kashmir 1896.
97. C. M. Enriquez - Realms of the Gods. 1915
98. D. Frazer. Marches of Hindustan 1907.
99. George Bell. Letters from India 1874.
100. Haney - Adventures of a Lady. 1854.
101. H. S. Merrick - In the world's Attic. 1931.
102. Sansar chand. Holiday trip in Kashmir 1926.
103. Mr. Rodgers (of Amritsar) coins of Kashmir.
104. Alexander David. Neel. My journey to Lhasa.
105. Joshua. Duke. A guide for visitors of Kashmir & Jammun. Calcutta. 1903.
106. Count Hans Von Koenigsmarck. The Markhor sport in Kashmir London 1910.
107. Sansar chand Kaul - Holiday Trip in Kashmir.

108. Mrs, Harvey - The Adventures of a Lady - London 1854.
109. S. Barrel - Rambles in Kashmir
110. George Bell - Letters from India 1874.
111. Major - E. A. Burrows - Kashmir en Femille. Calcutta. 1895.
112. Cowley L. mbert - A Trip to Kashmir & Ladakh. London 1877.
113. H. Z. Darrah - Sports in the Highlands of Kashmir.
114. Brown - China's Eaves.
115. Benvalot - Through the heart of Asia.
(۱۱۶) محمد باقر مجلسی۔ عین الحیاۃ سنہ ۱۲۶۸ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام
117. Cob. Ancient Buildings in Kashmir. Allen - 1869.
118. Cunningham - Ancient geography of India.
119. J. M. Horniberger. 35 years in the East.
120. Elias & Roses. تاریخ رشیدی

(Simpson, Law 1895)

221. Forrier - Caravan Journey & Wandrings.

Narrative of the

(۱۲۳) خزینۃ ۱ا ...

224. Sir Thomus Holdich The Gates of India

225. S. Hedin - Adventures in Tibat

226. M. Izzetullah - Travels in Central Asia.

(۱۲۷) وقائع کشمیر - مصنف جوت پرشاد -

228. Lambert - Trip to Kashmir.

229. J. C. Mecdonnell - Hints on Hill travelling in Kashmir

230. O. Conner - charm of Kashmir.

231. Neve. Tourists Guide -

Tirty years in Kashmir

... nd of

...

Bombay.

134. Fetrachino - Three weeks in
a house Boat.

135. F. Parbary & G. Zuccoli Emerau
set with Pearls.

(۱۳ گلشن کشمیر۔ مصنفہ میر سعد اللہ۔

137. Tavernier - Travels in Indi
London. 1889.

138. Pundit taracha nd - Hiltory
Kashmir

(۱۳۹ باغ سلیمان۔ مصنفہ میر سعد اللہ صاحب

(۱۴ تاریخ اعظمی۔

(۱۴ قصہ یوز آصف و حکیم بلوہر۔ مؤلفہ ڈاکٹر صفدر علی صاحب مرحوم

142. Nicholas Notovitch - Unknow
Life of Jesus Christ.

تمت بالخیر

تین مزید حوالے

(جو ملک فضل حسین صاحب مینجر بکڈپو قادیان کی نوٹ بک سے نقل کئے گئے)

پہلا حوالہ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں علامہ ابوریحان البیرونی ہندوستان میں آیا تھا جس نے یہاں کافی عرصہ قیام کیا۔ یہاں کے علوم و فنون سے واقفیت حاصل کی اسکے بعد ان علوم پر ایک معرکۃ الآرا کتاب عربی زبان میں لکھی جسکا نام کتاب الہند ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے کشمیر کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اہل کشمیر اپنے ملک کے دروازوں اور راستوں پر ہمیشہ سخت پہرہ رکھتے ہیں جس سے انکے ساتھ کسی قسم کی تجارت کرنا مشکل ہے۔ قدیم وقتوں میں وہ ایک دو غیر ملکیوں یا در خاصکر یہودیوں کو اپنے ملک میں داخل ہونیکی اجازت دیدیتے تھے۔" (کتاب الہند کا ہندی ترجمہ جلد دوم ۴۲ مطبوعہ الٰہ آباد)

شہادت ہذا اس کا بین ثبوت ہے۔ کہ یہودیوں کا خطۂ کشمیر سے آغاز اسلام سے بھی کہیں پہلے سے قدیم اور گہرا تعلق رہا ہے۔

دوسرا حوالہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے سفر کشمیر کے حالات لکھتے ہوئے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ "عصر کے بعد روانگی ہوئی۔ اور مغرب سے پہلے پہاڑ کے نیچے آگئے۔ راستہ میں ڈانڈی اٹھانیوالے کشمیری مسلمانوں کی خصائل کا بہت اچھی طرح مطالعہ کیا۔ اور پورا یقین ہوگیا۔ کہ اس ملک میں ضرور بنی اسرائیل آئے تھے اور یہ لوگ اسی نسل سے ہیں۔" (رسالہ درویش دہلی جلد ۳ نمبر ۹۔ ۱۵ ستمبر ۲۶ء ص ۱۸)

تیسرا حوالہ مسٹر سی۔ ایف سٹر کلینڈ رشائرڈ آئی۔ سی۔ ایس نے بھی اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ "(کشمیری مسلمانوں) میں بہت سے خاندان اپنے آپ کو اسرائیل کی اولاد خیال کرتے ہیں اور ان کی شکل و صورت بھی یہودیوں جیسی ہے۔ ان لوگوں میں یہ بھی روایت ہے۔ کہ جب مسیح کو زندہ صلیب سے اتارا گیا تو وہ ان قوموں کی تلاش میں مشرق کی طرف چل پڑا۔ اور سرینگر میں (آکر) فوت ہوا۔ یہاں یوسف عارف (یوزآسف نام کی ایک قبر ہے۔ جسے مسیح کی قبر بیان کیا جاتا ہے۔"

(روزانہ اخبار دیر بھارت لاہور ۳۰ مارچ ۳۲ء ص ۱۱)

(ملک فضل حسین مینجر بکڈپو پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپوایا)